فہرست کتاب ہدیۂ مہدویہ

ما شاء الله لا قوة الا بالله



در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین
والآخرین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین لیکن بعد اسکے
امیدوار درگاہ صمد **ابورجا محمد** گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہے رد مین مذہب فرقہ مہدویہ کے کہ جنہون نے
بعض بلاد ہندوستان خصوصاً اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہر چند علماء متقدمین مثل شیخ
علی متقی اور شیخ ابن حجر مکی اور محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل
اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا ان تصنیفات کی
استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور
بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اوس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب
مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انہین کی کتابون سے اور انکے مہدی غیرہ معتمد اون کے اقوال نقل کرکے یا
احادیث و اقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انہین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع پر اوٹھائی
گئی کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہو یہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ
ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ادائے حق اسلام ہی نہ مقابلہ اور ہتک
اس سبب سے کسی جاے انکو اور انکے پیشواؤن کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا
علاوہ یہ کہ فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت سے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون سے لئے ہمارے حق مین

کچھ بلاحظہ اس طریقے کا نکیا اور کوئی درجہ سب تبرّا کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سنی نے کچھ انکو لکھا انھوں نے نہایت نخوت و تکبر سے طریقہ عدل و مساوات کا چھوڑ کر دہ چند و صد چند اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین نے بلا مقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند الفاظ انکی کتابوں سے کہ گویا دشنام نامے ہیں نقل کیے جاتے ہیں کنز الدلائل میں شہاب الدین مہدوی شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقہ ردسراج الابصار کے مقابلے میں حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہے بدا ای انصاف کنندہ بہ بین بسوی عتساف این شقی ناپاک و نظر کن بعناد و عداوت این جاہل بیباک وتامل کن در کلام دروغ بیفروغ این بدکیش شقاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس و ہوا گشتہ و مطیع فرمان شیطان شدہ ایضاً این مقولہ حرب بر عدم علم و وجود جہل و دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدا این شقی یعنی علی متقی در رسالہ خود کہ اسمش دست میگویدا علم رحمك الله الخ و درمیان کلام این ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت ایضاً انتہی قول شقی جواب بر مجہولی این نامعقول و نامعقولی این مجہول ہمین کلام او دال است ایضاً انتہی کلام محو الدین المشار بالشقی لعن الله علیه وعلی عمہ علی المتقی المشار بالمفتری جواب ثم انظر ایها المنصف الی جہالة هذا العرب المعاند هو المخصوص بآية الاعراب اشد کفرا ونفاقا والموصوف بصفة فاتبعه الشیطان فکان من الغاوین انتہی والله المستعان غرض کہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ہیں خصوصا تکفیر تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہیں ہے انکی تمام کتابوں کا گویا ترجیع بند و مستزاد اور تمام خرد و بزرگ کے وظائف اور اوراد سے ہی ایکبارجزا اس تمام فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی سے مفوض کر کے کریمہ خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلین پر عمل کیا گیا بشرطیکہ آیندہ اس شیوہ شنیعہ سے توبہ کریں اور بار دیگر کوئی کلام ناشایان زبان پر نہ لاویں و گرنہ بمنطوق آیہ والذین اذا اصابهم البغی هم ینتصرون وجزاء سیئة سیئة مثلها کے جواب ترکی بہ ترکی دیا جاویگا کہ آیندہ اگر کوئی الفاظ تشنیع مسلمانان اہل سنت کے حق میں زبان پر لاوینگے ہم وہی الفاظ اونکے پیشوا اون کے حق میں استعمال کرینگے کہ لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین اور تفصیل اس کے سبب تالیف کی آخر باب دوم میں مذکور ہے اور فہرست اس کے ابواب کی یہ ہے باب اول میں بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا ہے کہ مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو ونما انتہا سے موت وفنا تک اور بعد اوسکے سرگذشت اون کے خلفا و وقایع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے باب سوم رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین باب چہارم مین بیان اون گستاخیونکا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور ائمہ اعلام کے کی ہین باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین باب ششم بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب حضرات انبیا ومرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین باب ہشتم رد مسائل تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین افضل الخلائق اجمعین کے سراسر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہی

باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت جماعت کے ہین

عقیدہ اول سید محمد جونپوری ولی کامل ومکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ جو اقوال وافعال شیخ جونپوری کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال وافعال کی اونکی جانب صحیح وبرابر ہی اور قسم افترا وبہتان مریدین سے نہین ہی جیسا کہ ظاہر ہی کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا۔ تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرہ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی اور بعضے علما اہل سنت کہ حسن ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال وافعال ابر اونکو نہ پہونچے تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے عقیدہ دوم سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نو سو پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نو سو دس مین انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہوگا اور شناخت اسکی موقوف ہی وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہی چنانچہ تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدہ سوم تصدیق مہدویت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار انکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نوسو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام شرق
سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر
مطلق ہین مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تین سو اسّی
برس سے اسیقدر اختصار پر ہو گئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت
سے عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور
انکار انکی مہدویت کا واجب و موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہان لگ گئی انکی
شامت اعمال نے اونکو اس مین مبتلا کیا ہی عقیدہ چہارم شیخ موصوف اگرچہ داخل امت محمدی
ہین لیکن افضل ہین امرا مومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین کے
نہ کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیا سابقین مین عقیدہ پنجم سید محمد جونپوری
سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا اور
مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و اولیاء اہل بیت
و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام
خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائکہ سے افضل ہین عقیدہ ششم سید محمد
جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین
کہ دونو مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا والمرسلین کو نہین پہنچتا ہی اور عالم وجود
مین کوئی موجود حضرت کا ہمرتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ
حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر عقیدہ ہفتم
یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ
جونپوری کے بیان احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا ورنہ غلط
جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث و تفاسیر
کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

یا دادوس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ و طریقۂ جماعت صحابہ اور اہل بیت کے ہو دین اسی سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین عقیدۂ پنجم یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع دوسرون پر فرض ہو گئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سوائے حضرات انبیا علیہم السلام کے کسی کے واسطے نہین ہی یہ اونھین کیلئے ہی کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال کہین وہ حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جسپر بطور عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب جانا جاتا ہی اور سوائے انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے ہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر مخالف ہوگا اطاعت نکرینگے عقیدۂ ششم یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت نقل کے واجب التصدیق ہی ایسی اگر مخالف عقل حس کے ہو وجب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام مہدی مین تاویل حرام ہی چنانچہ شیخ تفاضل مین لکھا ہی کہ ایک روز جالور مین مجمع تمام مہاجرین خلفا مہدی میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑ کر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہی کہا خوب دیکھو کہ کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی میان نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمنا وصدقنا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ مین لیکر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے سنگریزہ ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے جواہر لاقیمت کہا ہی سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنا وصدقنا چاہیے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی جو کہ فرمان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آل مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدۂ سیر لعہ مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اور منافقات سے ہوگا انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف عقل کے کہ عقل صحیح اسکے ہستی پر یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہی اور معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول مین

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اُسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اُسکے بطلان پہ دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے ہین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ کے ابطال استحالہ و اثبات امکان کے درپے رہتے ہین تاکہ دامن احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہی اوپر سے سر پیچ آمنا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین **عقیدۂ دہم** یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوائے انکے حضرت ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور الانصاف نامہ (نام کتاب) کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران (محمد) جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضونکا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضون کے دونو پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن سر تا پا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجۂ اسلام کمتر ہی درجۂ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہوکر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام و الایمان ہین جہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کما قال اللہ تعالی اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیۃ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب اون خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوائے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرائے اولو العزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

عقیدۂ دہم سوائے سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین

[illegible]

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خاتمیت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملکہ تاج ہی تو کسیکو خاتمیت
و معراج ہی چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

عقیدۂ یازدہم یہ کہ تسبیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین
کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین و مومنات آدم سے لے کے
تک شیخ جونپوری کے حضور مین حسب تیس کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلہ موجودات دیکھتے ہین اور
حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس شے سے نور لیا تھا پھر اُس محل سے مقابلہ کر کے
تصحیح کر دو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ
بھی مردود ہوا اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے
داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تسبیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور اعتقاد
اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین
کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین حاضر ہین اور اقرار
مقبولی و مردودی کا یہ شخص ٹھیرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین
بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہو گئے بیفکر ہو گئے اب انکی مردودی غیر متصور ہی سبحان
اللہ حضرت خاتم المرسلین با وجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی
میرے قبول و رد پر موقوف ہی پس کجا شیخ جونپور و خوندمیر **عقیدۂ دوازدہم** یہ کہ جب تک آدمی
بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے
پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی
سے باہر آنے کی ہمت کرتا رہے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدۂ
خوندمیر مین کو رہی غرضکہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب کہ
تمام دنیا و خلق کو چھوڑ کر زاویۂ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے
نزدیک کافر ہین پس دا برحال ہمہ دیان عالم کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک
خارج زمرۂ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین سے ہین افسوس از تیجا ہمہ وز انجا ماندہ

خدا دیکھے ہوئے نہ او ر خدا کے ہوئے کا اثر اور اعتقاد اہل سنت مین آجاتے تو صورت سنجاشدہ کی ہوتی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ نے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب لائے ہین اسی واسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ در اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے
واقع نہین ہی سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدہ بیست و سیوم یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنے والا
منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی
پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب مین یاد الہی متعذر ہی حاصل ہوا
کہ انکے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین جب
کہ آنکہ مریدین مین اسقدر ذاکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے
بھی بیچارے مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بر طبق شانزدہم مین آویگی اور اعتقاد اہل سنت
کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک یا کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا
تو دوام ذکر کہ نوافل مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات اعلی
پاوے گا اور اگر نہ کرے گا مومن بلا شبہہ رہے گا عقیدہ بیست و چہارم یہ کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہون اون مین مشغول رہنے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامہ کے باب
پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات
و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور اوس ارادہ مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت
رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہین ہی اور آل محمدی
سے نہین ہی اور آل خدا سے نہین ہی انتہی تو دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیاء دنیا بکمال حرص و
رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اور اہل دولت کے درپہ شب و روز مانند پروانہ
دلسوختہ حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفر ان کو مبارک باد اور جب یہ

مہدی سے نے کہا کہ ہماری آن سے نہین ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
ثلاثۂ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگون کو سب سے چھوڑا کر زمرۂ اہل سنت سے اپنی طرف
بلاکر صلہ اوس کا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدویون نے لاچار
ہو کر ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر موجب فرمان مہدی ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرتے
وقت کسی میان کے ہاتھ پر جا کے نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہو جانا اور ان خطابات
مہدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوٹنا بالتحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہین ہی بدیلقی دہم کے بیان مین
آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے یہ الزام آیا کہ
بالا کر مین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ مہدیا
مسلم مین پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض
ہوتے ہین اور حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہین گے تب بھی نجات
مشکل ہی اور زندہ مہدویون کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے
خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوئی غرض کہ مسود اوراق نے ہر چند کہ جادۂ احتیاط
کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین کہین انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن یہ امر
لاعلاج ہی کہ خود مہدی ایسے درپی ہین کہ انکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ جب بلوسات انکو لات
و زنان و فرزندان وغیرہ کفر بحیلہ ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار
ہو گئے بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال
خواہ کروڑہا کا ہو جب اسکی زکوۃ ادا ہوئی مالقی پاک ہو گیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اسکی
خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہی
اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات کرنا
پس اگر تمام سال کا رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادا چالیسوین حصے کے
بقیہ انتالیس حصے پاک نہ ہو جاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ
وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ **عقیدۂ پانزدہم** یہ کہ ترک
وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد کے

باب ہی وسوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت وصحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدہ
میان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را تبدیل
کردہ ہست واز ہجرت وصحبت وی باز ماندہ ہست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا یَسْتَوِی
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِینَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِینَ دَرَجَةً وَكُلًّا
وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِینَ عَلَى الْقَاعِدِینَ اَجْرًا عَظِیْمًا انتہی حالانکہ
اس آیت سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا
سرسے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا
اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدا مہدیت سے
تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
کرکے مسلمانون کے ساتھہ کبھی کبھی قتال وجدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے
کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ موصوف اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر اس
کتاب مین بکثرت آوے گا اور سب پر طرہ یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز معروف
نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اسکا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام
مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا مسقط وطن ترک کرکے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا
کہ خلفا شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و
دیہات مین اونھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین
ممنوع ہی کہ لا رهبانية فی الاسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
واجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر
یہ لوگ کہ اپنے اوطان و پیدائش کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس
خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہوا غرض کہ کیسی حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات
والقاب سے نجات نہین ملتی ہی عقیدۂ شانزدہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بالذات رسول

عقیدۂ شانزدہم
اپنے مہدی کو نبی بالذات ... رسول صاحب ... ناسخ بعض احکام شریعت محمدی کا سمجھتے ہین

صاحب شریعت تازہ بانتے مین اور اس شرع ایجاد دیگر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے مین بیان اسکا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے مین کہ اوسکو اللہ تعالی
اپنے محض لطف سے سائر الناس مین برگزیدہ بناکر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقایق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور معلومات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی یقینی ہووے کہ اوس مین اصلا گمان وسواس شیطانی اور خیالات نفسانی
کا نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقا
اور صغیرہ جیسے عمدا و سہوا اور صغیرہ غیر خسیسہ عمدا سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
یا اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بعض سے کہنے والا کافر ہوتا ہی اگر یہ باین ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہے وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا
یہ خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد اور غیرہا کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہی کام حقیقت سے ہی اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد ان کی
کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہی اجمالا و تفصیلا اجمالا یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت
اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام و مقصود ایک ہی اور تفصیلا یہ ہی کہ انکا بمحض لطف الہی سائر الناس
مین سے برگزیدہ ہوکر مامور بخدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہی چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہی کہ اول دو برس تک مراقبی ہوتا رہا اور پیران وسوسہ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روز بروز فرماتے ہین تو اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہی بعد اسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصا
اور عقیدہ مہدویہ مین لکھا ہی کہ اوذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد والیما او فرمود کہ حق تعالی
مرا از ذات خود بتخصیص امر استہ کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی
اظہار شود اور رسالہ نورانیہ سید میران جی مین لکھا ہی کہ فرض است برحق خصوصیت بعثت مہدی بر امر اظہار کردن

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی کردہ شد انتہی اور سیدنا کے اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ من
جانب اللہ بعض ملت آلہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے تا کیہ تمام مبعوث ہین اور اسیطرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین بجابجا مبسوط ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض مہدیہ مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی ابلا واسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن یعنی تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن
سیوم ہمہ اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات عملیات
مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب خاتم علم وحکم کا حضرت کو حق تعالی سے اور روح مقدس نبی سے ہی اور علم
وحکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات وحی ادعائی مین سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدا رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المهدي صلى الله عليه وسلم علمت
من الله بلا واسطة جديد اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي
الزمان وارث نبي الرحمن عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشريعة
والرضوان انتہی اور اسیطرح مقدمہ سوم ثبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویون کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام بیخطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم و بیان مہدی کے نہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق واجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا اس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہونگے کہ اقوال مجتہدین ومفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلہ
مین غلط وخطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسیطرح مقدمہ چہارم یعنی انکے مقام واحکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدہ خوند میر مین ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا
کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
اور رسالہ فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدی کو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف
کو بیان مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام
و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد
امید او بر فلاح و نجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے
ثابت ہوئے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امر مین سے
جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل
نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمہ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی و معنوی سے مالامال ہی کہ
تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر رسالہ کتاب بنتی گویا کتاب الخطیات ہوتی البتہ
فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی و بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان مین ہین منجملہ
اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا اے سید محمد دعوی مہدویت کا کھلاتا ہوں تو کھلا نہین تو ظالمان
مین کروں گا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اوسکی
فصاحت نے حیران کر دیا اگر ایسے سب فقرات وحی ایک جا کر لین ایک رسالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کریمہ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی پر
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اس کا یہ ہی کہ شریعت
انھیں احکام شرعیہ اوامر و نواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجھے احکام خدا کی طرف
سے تازہ بتازہ نو بنو اترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
بڑھ کر ہین کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو موہنہ سے نکلتا ہی
سو فرض ہی بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نہ کرنے سے خارج مہدویت سے ہو جاتا ہی چنانچہ عبارت منقولہ
آخر رسالہ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے ہی
دوسرے یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہی چنانچہ موول و مجاز و کنایہ وغیرہ اقسام
قرآنیہ سے ہین یہان تاویل و توجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالہ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام انکی شریعت

جونپوری پوربیہ کو میان خوندمیر نے رسالہ عقیدہ مین اجمال البیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ المقصود
بندۂ سید خوندمیر بن موسی عرف چہجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ بہ نسبت داد
فرمودہ است ہر سخنی کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یکحرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہائے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام مذکور ست
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات مادام کہ این بندہ در صحبت وی بود در ہیچ حکم ازان احکام تفاوت نیافتم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان آوردیم ہر کہ در بیان وی چیزی زیادہ یا کمی کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت الخ اور سید میران جی نے ان احکام کو تفصیلاً بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ بر جماعہ مصدقان مہدی واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع می گویم اند بعضی ازان فرائض اعتقادی و برخی ازان فرائض عملی الخ
یہ رسالہ بالتمام بحث التسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس رسالے کا یہ ہے کہ احکام مذکورہ
سے بعض فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا انکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین بعض کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہو جائینگے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہے سوائے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونوں کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ انکا بیان واضح اور ظاہر
ہوا ہے کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ وَقُرْاٰنٌ مُّبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ پس اگر قرآن
یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر آپ سے مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ کو مجمل و مہمل چھوڑنا
مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہے اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو یہی متعین
واجب ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ بعضے احکام
احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے
اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب و حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل بطریق
شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا و قس علی ہذا
یہ سب نسخ کہلاتا ہے چنانچہ التفاق وغیرہ مین اسکی تفصیل ہے اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر باجماع
امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کر کے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ شریفہ میں

یعنی مسلم رہو الغرض اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور سیر ہجرت وطن کہ مستحب ہی فرض
کیا اور تدبیر و تردد و میراث و تعین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھیرایا اور ترک
وطن چھوڑنا کہ قسم رہبانیت سے ہی اور مکروہ تھا اسکو فرض ٹھیرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ
حضرت رسالتمآب کے کہ حرام تھا اسکو فرض و ایمان ٹھیرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اسکو فرض
کیا و قس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھیرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ
مین مذکور ہو چکا اور سوای نمازون فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھیرائی وہ دوگانہ ستائیسوین
رمضان کا ہی اور سوا زکوۃ مقرر اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی
نے زکوۃ بابین آسانی مقرر فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہو
اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اس پر گذرے تب چالیسوان حصہ اس کا زکوۃ دینا واجب
فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہو قلیل ہو یا کثیر اوس کا دسوان حصہ
خیرات کرنا اور یہ فرض سوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبدالرحیم
بن اسحق بن عبدالحی مہدوی مین مذکور ہوا اور رسالہ فرائض مین بھی اس کا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشر وہ
عشر نہین ہی جو کہ حاصل زمین سے شرع مین مقرر ہو بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے
اور نماز ششم اون تمام احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے بعض شرع جدید ہین اور
باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ
جونپوری مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ و ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب
احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین ولاحل لکم بعض
الذی حرم علیکم پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ
خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت
محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع مین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیہ
مین کہتے ہین پس ایسا ہونا مہدی علیہ السلام کا امر و بیان پر متبع اس شرع شریف کے ہرگز نہین مخالف
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا غیر شریعت سے ممنوع ہی نہ نبی متبع کا آنحضرت

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہی کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت
ہوا پس موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ
متصوفی نبی متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی ابتک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی
بحث اسکی بہ تفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی عقیدہ دوم
مہدویون کا اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت و رسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی
کے ساتھہ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الٰہی کہ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ
فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ کہ صفت علم الٰہی ہی اور
جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھہ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
ہاتھہ مین رکھتا ہو اور ہر طرف پھیر کر ملاحظہ پہچانے اور واقف ہو اور بشارت نامے مین لکھا ہی کہ مہدی
نے کرات و مرات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال جملہ
موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھہ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہو اور ملاحظہ پہچانتا ہی انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ ولاور کے حق مین فرمایا
کہ میان ولاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہووے انتہی دیکھیے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سماوات
وارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھہ مین تھے مریدین کے
ہاتھہ مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات و افعال مین کسی کو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطاء الٰہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حاضر ناظر

جہالت ہو جاوے و استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے تحاشی
کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ
الْغَیْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ
البتہ حضرات انبیا و اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ و خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف ہوتا ہے
نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند ذرات مرائی کے منکشف رہین پھر کیا
فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہے کہ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون مین ہین اور
زمین مین غیب کو مگر اللہ تعالی آیت صحیح جونپوری اور میان والا و بھی زمین والون ہی مین ہین انکو علم غیب کس طرح
مخالف اس آیہ کریمہ کے ہو گیا عقیدہ دوسرا ہم یہ کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہین منجملہ ان کے شیخ جونپوری شیخ مہدویان بھی ہین چنانچہ رسالہ جوہر نامہ مین لکھا ہے معلوم باد چند چیز غیر مخلوق
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر
اول روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب سماوی این ہمہ غیر مخلوق اند و من دون ہذا کل اشیا از بری
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند انتہی فاتین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی
پس اے عزیز اہل تمیز ہمہ علماے اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیا اہل حقیقت قدیم
و غیر مخلوق گفتہ اند انتہی سبحان اللہ عجیب عجیب اعتقاد ہے کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہے کہ سوائے ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی موجود
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہے تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہے اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہے کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہے اور سب کا
عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہے اور بس پس لا قدیم الا اللہ و لا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہے پس یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پہونچا ہے بلکہ فلاسفہ یونان سے
ہاتھ لگا ہے کہ اونکے نزدیک سوائے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ سے ہین حضرت

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر
بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع
سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل
معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب ہی و وہ تھا کہ اوسی کو مہدویون نے
بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع اور جمہور حکما کاملین سے اعراض و نکول کیا
شعر چند چند از حکمت یونانیان حکمت ایمانیان را ہم بخوان ہ علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقول لیکہ المعنی فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا
مراد ہی اور یہ دونو قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب و صحائف سے اگر مراد کلام نفسی الہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد یہ حروف
و کلمات مؤلفہ ملفوظہ ہین تو وہ بالبداہۃ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس ای
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند و در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب با یہ نمود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الہی سے
سب قدیم ہوسکتے ہین اس قدم سے اشیائے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الہی قدیم ہوا
اور اشیا سب اپنے مرتبۂ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام
محض ہی کہ تمام اولیائے اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیائے اہل حقیقت کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اللہ ولی الذین امنوا حال وس کا مانند حال
صفات الہیہ کے ہی داین کجا و آن کجا تتمۃ الباب عقیدہ تسویہ یعنی شیخ جونپور کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ
خدائے دادگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدہ دیگر کہ اوس سے بھی بدتر ہی
اوس مین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

دوسری یہ کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپور کے عوام مریدون سے برابر ہین چہ جائیکہ خاص یعنی
واصحاب کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برابر مرتبہ ہین پھر کہان شیخ جونپور کہ وہ تو نہایت
درجہ پر ہی حالانکہ جن بزرگوار درجے کو پہنچا ہی اوسمین سے یہ بھی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا نغیر ہی تو یہ بھی بخشش
تیسری چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر حدیث نے اصل بیان کرکے بتایا ہی
کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسی ہو
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبدالرحمن
ایک حدیث پڑھتے تھے اوس مین اس مقام پر پہنچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے شکر کیا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی
اور بڑے صحابہ کا مرتبہ اس سے بھی درا ور آگے ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپوری نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ہُمْ اِخْوَانِیْ بِمَنْزِلَتِیْ یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک دن
دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل ایسے کہتے ہین کہ مثل جبرئیل امین کے
وحی لاوین لیکن بارہ آدمی ویسے بھی نافضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبدالمجید اور میان عبدالملک
اور قاضی عبداللہ بیتی پولا اور یہ شیخ جونپوری کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم مرتبت حضرت کے بول کر
کبھی ون مین بارہ کو مرسلین بتایا اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دی رہا یہ کہ منجملہ اونکے عبدالملک مع منعت الانبیا
بھی ہین پس لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپوری سے بھی افضل ہوئے کیونکہ اونکے مساوی جو افضل ہو وہ
ایسے بھی افضل ہوا پس جو عقیدہ انہین کے بزرگون کے ہین معلوم ہین کہ کیا سبب ہی کہ تسویہ کو اختیار
کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہتے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نہ ڈر کر سلام اعیونا و تقدیم غیر موافق
ٹھیرایا اوسکا جیسے ؟ الا کہیں ... کیا انتہا کرتے ... یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارۃ ترقی و اضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ بولے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین آخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسدم تک تصحیح ہوئی
ہی اور قبول و رد میرا قبول و رد خدا کا ہی چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت وغیرہما مین موجود ہی اور تفضیل
اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ افضل جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک ہمارے حضرت صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اوس مین افضل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونو کلام تسویہ و تفضیل
مین سے ایک بلا شبہہ کاذب ہی اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِی [illegible] لیکن تم
بھی اپنی برخورداری و تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس نے اول تفضیل کو بھی بالکل معطل کر دیا بلکہ برتاؤ اوسی کے موافق کیا کہ
کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر
اور اگر وہان خلفاے راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور میان نعمت اور میان نظام اور میان دلاور اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے
تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جیو سنت ملک گوہر
ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین جو بہتر فرقے ہین
ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہی ناجی باقی غیر ناجی اور سید محمود مذکور الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے
ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدل مہدی بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اور
بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جنگ بدر ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے
بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکین مین خدا ہمیشہ کھیلا
کرتا تھا جیسا کہ تحفہ فضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور انکی ماں فاطمہ ولایت ہین اور سب بیبیان
مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ انکے مہدی نے دعوی کیا کہ ہمارے ایک لمحہ کی
ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم مین
لکھا ہی اب انکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقادات کیون نہ ہونگے بلکہ یہ مریدین خود مبشر بالجنہ
ہونا بر کنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ تحفہ فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا جیسا کہ
ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمہارے پاس بھی ہوینگے اور انھین مریدین کے
واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اب باقی رہا یہ شبہہ کہ
سید محمود مذکور الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر برابر یا بہتر امام الشہدا شہید کربلا سے

جاتے تھے مین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہ مین پھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہیدون مین کیونکر شریک ہو گئے
سو جواب اس کا یہ نزا لشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک وزیر یہ بزرگ بعد نماز تہجد کے
جا نماز پہ بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
ہانکا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد چھتیالیس روز کے پندرھوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع و اقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدوی کے ناق سے مارنے کو لپکتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود
اس گرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یہ بات بے اذن الٰہی نہ ہوئی ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے تمام مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور اوسکے زخم
سے مر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید پلید اکر مغنت نے کہا اٹھکر کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو و نما سے انتہا موت و فنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے

[illegible]

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ و روایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف و کرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کر دی گئین کیونکہ ہمارے نزدیک سب تراش و خراش مریدین و معتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین
و متاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی و شیعی وغیرہ نے بجز ترک و تجرد اور تاثیر وعظ و
بیان کے کہ لوازم ترک و تجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر نہ کیا ہی شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی ۔
نقل ہی کہ شیخ جونپوری کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی
کہ شہر جونپور مین کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کہ نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے
اونکے دو فرزند پیدا ہوئے تھے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف

[illegible]

ہین ولادت انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی
آغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے
بمصلحت دعوی مہدویت کے دونون کے نام بدل کر میان عبد اللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ
بحث دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی پہونچی سید خان صاحب نے

اشراف واعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھواکر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن رسا رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین بے نظیر اور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علما نے انکا لقب اسد العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارہ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید اجی احمد شاہ کے تھے اور وہ اخل سلسلہ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ انکے نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلطان حسین حاکم دانا پور نے کہ خراج گزار دلپت رائے والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطہ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اسکو اطاعت کافر ندکور سے منع کیا اور دلاکر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لے کر ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب انکا فوج بیرگیان تھا رکاب شیخ مین رہتے تھے جب یہ خبر دلپت رائے کو پہونچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعہ سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جماکر پندرہ سو بیرگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت رائے دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پہونچی کہ دو پارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان ولا و خلیفہ شیخ کہ بھانجے مذکور کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے اور کہتے ہین کہ راے مذکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبہ شیخ ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہو حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام اور ایک قطرہ پانی کا کبھی حلق سے اترنا نہ پایا

اکی بی بی الہ دیتی نے کہا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوش ہوتے ہو اور تحمل نہیں کر سکتے تو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت
کی ہوتی ہی کہ اگر ان دریاؤن مین کا ایک قطرہ کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کو دیا جاوے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آوے
سبحان اللہ اس غفلت و جذب مین بھی یہی دھن تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص اور اپنی تفضیل کا دم مارنا
القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال مذبذب پانچ برس تک
رہا کہتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن چار سے ستو سیر بروایت بی بی الہ دیتی کے کھایا ہوگا
بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاوطن ہوکے مع زن و فرزند و چند مرید کے
دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک نام
ہمراہ تھے اور اوس جنگل مین الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور وہان سے
رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہنچے اور وہان اونکے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ نادر کو کہ صاحب سجادہ شیخ بخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر و اکراہ وہان سے انکو نکال دیا وہان سے بعد
طے کرنے چند منازل کے شہر مندو مین پہنچے وہان بھی غلغلہ انکا ہوا یہان تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اوسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اوس ایام مین پا بجولانہ و طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساٹھ تنکار
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور روپیہ کی والعہدۃ علی الراوی نذر شیخ مین گذرانی شیخ نے قناعتاً نظر کرکے
ان لوگون کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک قوالی کو کہ اوسوقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک تنکار انکے رفقا مین بالسویت تقسیم ہوئی اور وہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نامے کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا چنانچہ تادم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
دیوان غیر منقوط اور رسالہ ابار امانت اور رسالہ اثبوت مہدویت تصنیف اسی کی ہی اور صاحب دیوان مہری
ابن خواجہ ملا شاگرد اسکا ہی اور اسکو خلیفہ ہشتم شیخ جونپوری کا شمار کرتے ہین غرض کہ اب یہان سے لوگ
معتقد ہوکر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر مین سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اوسکو
مدفون کیا اور موت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہان بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام
طیار کروایا تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہوکر ایک دیگ پر جوش مین گر کر مر گیا اور سبب
گرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک واقعہ اس خاندان مین بارہا

بھی ہوا کہ یہی ایک مدت سے ایک لڑکا سید محمود کا اسلیے چونا نام آتش چراغ سے جل کر مرگیا وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ
النَّارِ غرض کہ شیخ موصوف بعد اوسکے کوچ کرکے شہر چمپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر
مسجد جامع مین اترے وہان بھی انکے وعظ و تذکیر و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود
بیکاڑہ نے بھی ارادہ آنیکا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کرنے گئے تھے مانع ہوئے اور میان
نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہوکر ہمراہ ہولئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی
زوجہ کلان شیخ کی فوت ہوکر زیر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
طریقہ تغنیر بالسویہ کا نوجات مین شروع ہوا پھر چانپانیر سے ... ہوکر وہان سے برہانپور کی راہ
دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان
احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی صحبت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب وہان نظام الملک کا بیٹا ہوا کہ بعد اوسکے جانشین بھی ہوا اور
اس فرزند کا تھا اسیواسطے بعد ... انکے خلفا و مریدین کہ مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کے ہمراہ
سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی اسکے پوتے سید میران جی ابن حمید ابن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین
دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بیدر کو کہ پایۂ تخت
عہد ملک بریدیہ مین وہان شیخ مومن معتقد ہوگئے اور ملا ضیاء اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہو
پھر وہان سے شیخ بہ نیور گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہوکر قصبہ
رایباگ ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہوکر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے
اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے
درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام مین دعوی مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا
اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا بول کر حسب بیعت کرلی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ادا
ہو جاوے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور سن نو سو ایک مین یہ دعوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت
کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے معانقہ کیا انھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر
بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط مکے سے بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اترکر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار

مین قریب دروازہ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و
دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفہ شیخ وہین مرید و تارک ہنکر رفیق ہوئے انکو خلیفہ ثالث
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفہ چہارمی ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز
مجمع عام شیخ نے سن نو سو تین مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہی بعد اسکے علماء و مشائخ گجرات
نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان
کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولا سانیج نام
مین نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفہ کلان ہین بڑے راہ زن اور خونی تھے خون ناحق کے جرم سے
بھاگ کر وہان پہونچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہروالہ پیران پٹن مین
کہ منجملہ گجرات ہے گرخان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا
ہوا اور میان خوندمیر یہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن برخوردار اور ملک گوہر داود ملک
حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی
کہ فی الحال گھر ہی مین رہو پھر جب خدا لاوے گا آنا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امراء گجرات نے بھی چھوڑا
بلکہ نظر بند کرکے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ
موصوف کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین ہو گئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروادیا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آیا تو کہتے
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہی مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلے پر قصبہ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آ گئے یہان سب خاص
عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے در پئے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرد اور بار بار
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہر چند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ یہ بھی ظاہر
ہوتا ہی کہ دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان اصرار
تھا کہ سب نے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہو گئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
بلا واسطہ ہوتا ہی کہ دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ اے سید محمد دعوی مہدویت

کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالمان میں کا کرونگا اسواسطے میں صحبت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَھدِیُ مُبِیْنُ مُرَادُ اللّٰہِ اور اپنا چمڑا دو نو انگلیون سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہوئے وہ کافر ہی اور مین خدا سے بے واسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا
ہی کہ علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ہمنے تجھے جو
قبول کریگا وہ مومن ہی اور تیرا جو منکر ہوگا وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدائے پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھہ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ آمنا و صدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور مرنے دم تک اپر اڑے رہے اسیواسطے اسکو
دعوی موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور
و غوغا ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جا کر دعوی مہدویت کا
کیا ہی پس چند علما قصبہ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھہ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اوسکی باب دلائل مین آویگی القصہ جب کہ شیخ
اپنے دعوی سے باز نہ آئے علمانے مایوس ہو کر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمد آباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندھ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤنگا خلق کو گمراہ کرونگا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پونہچے وہان کے بہت لوگ مرید و منقاد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پونہچے
اور وہان بیان کیا کہ فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا شد وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ شد وَاُوْذُوْا فِیْ
سَبِیْلِیْ شد وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا مانده ہست ماشاء اللہ خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہو
اور ملک سندھ مین شہر نصیر پور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات
جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہو کر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہر چند کہ شیخ جو نپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جاتے ہو ایکی
نے بھی نہ سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انھین مین تھی پھر وہان سے دار السلطنت
سندھ شہر ٹھٹھہ مین پونہچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھہ لوگون نے تصدیق مہدویت کی

کی جب یہ حال قیل و قال کا اہل اسلام سند پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہانتک کہ جو اعلی کی دمی رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مرگئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخرکار بادشاہ سند نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریا خان وزیر بادشاہ موصوف نے اپنی عرض و معروض سے حکم قتل کا ملتوی کرا کے مملکت سند سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ حرمین ہوے کہتے ہین کہ قریب نو سو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اون مین سے تین سو ساٹھ اصحاب مہاجرین خاص کہلاتے تھے غرض کہ بعد از خرابی و بربادی افغان و حیرانی یہ قافلہ درویشان وارد قندھار ہوا جب یہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی کو روز جمعے کے مسجد جامع مین حضور علماے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑ اور جبرا و قہرا لا کر سید شیخ کا پکڑ کر اس عجلت سے لیچلے کہ جوتا بھی پہنے نہ دیا اور مریدون نے جب راہ ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زدوکوب کی بھی نوبت پونچی جب شیخ داخل مسجد ہو گئے علما دیر دے نے تجوم کر کے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کر دیا شاہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ سے نجات پا کر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پونچے وہان بھی یہی بار مریسا پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گرشتہ کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اسکے میر ذوالنون حاکم شہر کمال بدیہ واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال و جواب شروع کیے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علماے مذکورین نے آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آیندہ بحث دلائل مین تفصیل آوے گی انشاءاللہ تعالی جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نعیم بود سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے اور میان محمود فرزند شیخ جونپوری کہ شہر نہر والہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادہ تلاش کر

شہر چاپانیر کو جا کر سلطان محمود کی سرکار میں مردم سپاہ پیشہ میں نوکر ہو گئے تھے یہ تینوں شخص
فراہ کو آئے اور ہمراہ ایک نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میاں نعمت کے روانہ کیے تھے
راہ میں میاں محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف میں لاوے میاں نعمت نے کہا کہ میں پرائی امانت
میں خیانت کرنے نہ دونگا فرزند رشید نے خفا ہو کر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار خود میر
نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھیں جب سامنے رکھ دیا تب جماعت نماز کے واسطے برآمد
ہوئے جبکہ فراہ پہونچے سب امانت میں شیخ موصوف نے طرفداری فرزند کی اور کہا کہ کیا
مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ امک ڈھمک کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اوسکے شیخ نے امانتیں مذکورہ
میاں نعمت سے طلب کیں میاں مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اثنای راہ سے آپ کی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو کسنے طالب خدا بنایا مجرد اس کلام کے
طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میاں نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہے جوش میں
آکر صحبت شیخ سے بیزار ہو کر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی فہمایش کی ایک گوجری
مثل بولے کہ تو مجھ لوڑ نہ لوڑ سہاگن ہوں تجھہ لوڑ نہار یعنی تو مجکو چاہ نہ چاہ میں تیرا چاہنے والا
ہوں اور بہت دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین میں موجود ہے
اور فرزند مذکور کے حق میں کہا کہ جسکا پوت پوت ہو کر آوے اوسنے کا ہے خوشی نہ ہوئے
غرض کہ ان لوگوں کے آنیکے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے
اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل میں اسی عرصے میں صادر ہوئے ہیں
القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھ برس کے سن میں شیخ نے مقام فراہ میں بروز پنجشنبہ سن نو سو دس
میں انتقال کیا کہتے ہیں کہ اوسکے پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی
کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے وتر ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و دروغ گردن راویان
مہدویوں پر غرض کہ نماز جنازہ پرانی عیدگاہ فراہ میں پڑھکر ایک جاے میں درمیان فراہ اور [illegible] کے
ہی دفن کیا اور میاں الہداد بن حمید [illegible] نے چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اوس میں یہ شعر بھی تھا
فضلش کہ بر جمیع بشر شد ز خدا [illegible] را برد ز حشر شفاعت کرا ز خدا [illegible] اور سن نو سو بیس میں شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ
نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن بکمان سلطان حاکم فراہ نے اوسکی تکمیل کی غرضکہ بعد وفات کے میاں [illegible] نذیر [illegible] وطن کو [illegible]

گجرات کو ہوئے اور تھروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا.
تو قصبۂ سلطان پور مین آ کر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی
گجرات مین آ کر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع
بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجھی وارہ
مین گئے اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا
شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو
معلوم ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈالکر
ایک گاڑی پر سوار کر کے داخل قیدخانۂ احمد آباد کیا چنانچہ اکتالیس روز اس حبس مین رہے اور اسکے بعد
بسفارش و الحاح راجی سون راجی مراوی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی
پائی لیکن خرم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پانون سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے نوسو
سن نوسو انیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدویت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے مسخر ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن مین
اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک بیارے نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لا کر رکھا وہان سے بھی
چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین یعنے اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک دن انکو خبر پہنچی کہ شہر احمد آباد مین ایک
مہدوی نگر بیر کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کیے تا کہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سواران کو جب بعضے علمائے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
بعولاڑہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک عسکر ہو گئے
اول کھانبیل مین جا کر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ ادھر

یہ بھی مستعد امیدوار کارزارت بیٹھے تھے یہان تک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ (مت آرزو کرو ملاقات دشمن کی الخ)
وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاوے گا اوس کا مونہہ مصری سے بھرون گا بموجب
اس وعدے کے جب انکے فرزند میان جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہاورن سنتے ہین مصری کوٹ کر
انکے مونہہ مین بھردی اور ساٹھہ سوار اور چالیس پیادے لے کر مقابلے کو برامد ہوئے اوس روند
اکتالیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھہ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھہ بھی کاسہ سر سے باہر
نکل آئی لشکر بادشاہی دس ونامی قدر کام کر کے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک
شرف الدین مہدوی اسی سوار لے کر پہونچا اور میان مذکور مع اصل و کمک کے موضع کہانبیل سے
موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہے ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین
پہونچکر جنگ وہین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا دہر مین جملہ
چون آدمیون کو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر آر پنج فضائل مین لکھا ہے کہ میان خوندمیر وغیرہ
نو آدمی کے سر لے کر واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ چاپانیر کو ہوئے اثناء راہ مین جب سڑنے لگے
ہڈیان پٹن مین پھینک کر سر کے پوست مین بھس بھر کر لیچلے چنانچہ قبر جسد کی سدراسن مین اور سر کی
پٹن مین اور پوست سر کی چاپانیر مین ہے لیکن اوس کا نشان نامعلوم ہے یہ واقعہ سنہ نوسو سولہ
مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے مونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور یہ کہتے ہین
کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے
مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کے بیان اس جنگ مین لکھتا ہے کہ آن محل محمول امانت علیہ
اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ... از اسپ بر خاک سیاہ فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ
کرتا ہے تفصیل اسکی بحث تحریف مین آوے گی غرض کہ بعد اس قصے کے دوسرے خلفا شیخ جیو بیٹا اور اولاد
انکی جابجا متفرق ہوئی ہر چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن یہ لوگ اپنے
ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سنہ نوسو پچاس مین شیخ علی متقی
رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات
کے بھجوائے مضمون اس کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقائد باطلہ اور سبب اسکے کہ تمام اہل اسلام کو کافر کہتے
ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پر واجب

ہی کر انکو قتل کر سے بادشاہ گجرات نے ان فتووں پر عمل کر کے گیارہ آدمیوں کو پکڑکر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفۂ شیخ کو گرفتار کر کے بحضور سلطان مظفر لیچلے راستے میں سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کمان بجالی تھی خادم کے بغل سے ہیں پوچھا کہ اگر انکے معاوضے میں فرزند مہدی کا ہاتھ
لگے انکو رہا کر دو گے مردم سرکاری بولے البتہ رہا کرینگے کہا میں بیٹا مہدی کا ہوں لوگوں نے
شاہ نعمت کو چھوڑ کر انکو بجاے اونکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس میں رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس میں رہے یہاں تک کہ سلطان مظفر نے رحلت
کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ مہم دکن سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک پیر محمد نرگی
نے بجلدوے اپنی خدمات کے کہ اس مہم میں اس سے سرزد ہوئی تھیں یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی میں ہے خلاص پاوے بادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کر دو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ خرچ میں آچکا اور خفیہ اپنے لوگ دوڑا کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خرچ میں لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اسیوقت زیر و بالا تختے رکھ کر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کا اس وزاس پیر زادے
کو اپنا فدیہ دے کر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک وزموضع لوہ گریں کچھ مردم لشکری کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آ کر اہتمام مشترو یکسری
اور خیاباں نزاع ہو کر نوبت جنگ کی پہنچی یہاں تک کہ شاہ نعمت مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارے
اور ملک الہداد مرید شیخ جونپوری تربیت یافتہ خوندمیر کے بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولوں اور
محافظت مجروحوں کی انھیں کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگوں نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک میں رہنے کے قابل نہیں ہو اسواسطے ملک نے کو رنجی بکمال
اضطرار سید راحسن سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک مارواڑ میں پہونچکر موضع باڑکر میں دائرہ باندھ کر رہے
وہاں اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقوں کے مرنے لگے لیکن آپس میں ہر ہر شخص
اپنے اپنے احوال مقامات باطنہ کا بیان دعوی کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص سے حالت نزع
و سکرات میں پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوس نے کہا کہ رو ولی چنانچہ تذکرۃ الصالحین میں بطور
ہزو غرض کہ یہ لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دوام زہد و ترک کا کہ مقبول
خاص و عام ہے دکھا کر خلق کو اپنی تسخیر میں لا کر اقسام کے تفرقے امت اسلامیہ میں ڈالتے رہے

اور انکے فتنون کا اختتام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین بقدر علم فتنہ
و فساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبر اباد کے حضور مین بھی پہنچا
باین طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب سفر مکہ
معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ
علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبہ مذکور مین بجائے اپنے والد کے سجادہ نشینی پر تھا
اس مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ
نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو دلالت سفر حج کی کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ راہی
حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جودھپور مین واقع ہے پہنچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن
چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علائی اس بات کو
سمجھ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین بواجبی تن دہی نہین
کرتا ہے اور ارادہ حج کو فسخ کر کے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو
آگرے مین طلب کر کے برسر دربار علماے اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر
غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآن کا شروع
کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجھکو
اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ علائی نے کہ ہرچند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے
رعایت کر کے بخلاف فتوے علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف
اخراج کر دیا اتفاقا بہار خان حاکم اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در آیا اسواسطے بار ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بڈہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان
سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تا کہ موافق حکم اونکے عمل کیا جاوے شیخ بڈہ نے
موافق فتوے مخدوم الملک وغیرہ علماے بادشاہی کے حکم قتل کا لکھ کر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے
کر دیا اس عرصے مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت
کے جراحت ہو گئی تھی جب اس حال مین روبرو سلیم شاہ کے لائے طاقت گفتار کی نہ تھی

سلیم شاہ نے آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہوجا
شیخ علائی نے کچھ اس بات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے
کوڑے مین مر گیا اور یہ قصہ سن نوسو چھپن ۹۵۶ مین واقع ہوا بعد اس وقت کے بقیۂ مہدویہ اطراف
وجوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبد اللہ کو بخوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگ
اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرزادے مہدویون کے عوام الناس کو
ورغلاتے رہے اور حکمت عملی سے در پردہ نئے جاہل لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ
جیپور کہ جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امراے افاغنہ
کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبر شاہ نے بعلت طرفداری شیر شاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ
نکل کر گجرات مین پہونچے اور وہان جابجا مہدویہ زد درگشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکو
پناہ مین آئے اور جب اختلاط بہم پہونچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوگئے اور کچھ اپنے
مذہب پر باقی رہے جب افاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ
جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کرکے اضلاع جیپور مین متوطن ہوگئے لیکن مذہب مہدویہ
ویسی دور تک رہے چنانچہ ابتک یہی رنگ ہے کہ منڈوزلی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے آکر
دکن ہوگئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم تیسنی وغیرہ سے مہدوی ہین اور اب
ہندوستان مین معدن مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندوستان
مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہے کہ کیا ہے اور نہ شیخ جونپور کو جانتا ہے کہ کون ہین
البتہ بلاد دکن مین جابجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ
کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب اجراے احکام دین کا مفقود
ہوگیا جو عداوت مذہبی اس قوم کے ساتھ تھی حکام کے دلون مین باقی نہ رہی اور چونکہ شیعہ
بعضے عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام
اسلام انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت وحرمت ہاتھ لگی اور
زیر سایہ حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے امن وامان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی

[illegible]

شرارت کے کہ مقتضا اس مذہب کا ہی نا فرمانی و آزار رسانی سے باز نآئے اس سبب سے جس جا مقبول ہوئے آخرکار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو روز اد آد دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اونکے بر ملا پڑہنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جاکر پڑہو عدول حکمی کرکے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہی سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ اسی دم تمام کہ دمہ کا اخراج کر دریا توپون سے اڑا دو جب کئی سو مارے گئے سب بھاگ کھڑے ہوئے ایسی سردار خان غرطی زئی مہدوی پونے مین باجے راؤ کا نوکر ہوا اور جب انگریزون اور باجے راؤ مین بابت حوالہ کرنے ترنبک ڈنگلہ قاتل گنگا دہر کے کشاکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غرطی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر مارتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین چنانچہ اس کلام غرطی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی ابتر ہوگیا انگریز اول وقت ترنبک کے طالب تھے اب غرطی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راؤ مجکو حوالہ کر دے انگریز کے پندرہ سولہ سوار لیکر ہر چند باجی راؤ منع کرتا رہا اور نمک کی قسم دیتا رہا تا نکہ چھاونی انگریزی پر جا گرا اودہر سے جوانان بارنے ایک توپ ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن اوسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ بارہ سو تینتیس ۱۲۳۳ ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہوکر بھٹور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پس اوس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور ناعاقبت اندیشی اور نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہوگئی ع تراش دہا گر بود یار غار * ازان به که جاہل بود غمگسار * پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت

ف اخراج مہدویون کا سرنگ پٹن سے اور فساد ڈالنا سردار خان غرطی زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ مین

راجہ چندو لعل پیشکار دولت آصفیہ کے بیان کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بشاہرات جیش قرار
نوکر ہوئے یہان تک کہ بعضے جاگیر ہزارہا روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور وہ دولتمند
اسکے کثرت پہونچی تک سے وہان اقسام کی ظلم گری اور رباخواری شروع کی اور اپنی کثرت
اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی
اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہان تک پہونچی کہ سلخ ذیحجہ کا سنہ ۱۲۳۰ بارہ سو تیس مین
مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اوسوقت
طرفین سے کے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور رحم خان سندونی اسکے
شہید ہوئے اور عنایت خان پرورزلی وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
موصوف کو انکے حامیین بیباک نے تیغ بے دریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا جو تیسرے روز اہل سنت
نے مکہ مسجد مین جمع ہو کر واسطے نعش شہید موصوف کے جنگل گوڑہ پر کہ انکے رہنے کی جگہ تھی
یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی
و اعلی طرفین سے کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان دو سردار اس طرف کے شہید
اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوس طرف کے نامورون مین سید نصرت اور
عنایت خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے سنکر اس فتنہ کو مہدویہ کے اخراج
کا حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل کرنے مین عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کہ نمک
سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد اسکے رسیڈنٹ مارٹین وغیرہ
سرداران انگریزی نے سپاہ عدو کوب مع دس ضرب توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب
صورت گولہ اندازی اور آتشباری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گم ہوئی عاجزی شروع کی اور
جو کچھ اسباب دھڑ سکا اوٹھا کر جورو بچون کے ہاتھ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور باقی
لکھوکھا روپیہ کی املاک و اسباب حسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب منضبط سرکار آصفی مین ہوگئے کم ترکوا
مِن جَنّٰتٍ وَّعُیُونٍ وَّزُرُوعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیمٍ وَّنَعْمَةٍ کَانُوا فِیهَا فَاکِهِینَ کَذٰلِکَ وَ
اَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا اٰخَرِینَ صادق آیا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خداوند نعمت
کی مدد الحکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگریزی سپاہ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر بقصد کشت و خون کیون کیا آتے

جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اسکے

جب مہدویون نے دیکھا کہ جتنے اہل سنت کے ایک عالم کو مارا اور ہزار دس ہزار آدمی خانہ ویران

ہوگیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہوئے کاروبار صدہا بیزار ہوئے اور جملہ مہدویہ پریشان

و شکست ادبار ہوگئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کرین

کہ جسکے مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چار سو کے

عوض میں پہ گھات لگائے ہوئے تھے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک

شخص بہ بہانہ نبض دکھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید

مین مشغول تھے ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے مین مشغول ہوئے

ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہوگیا شہادت کا انشا ہوا اور یہ چارون

تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال دکھلاتے ہوئے

یہ چارون بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا

کہ عزت یار خان کو مارے جاتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اوسوقت نواب مبارز الدولہ بہادر

بالا سے بنگلہ پر ایستادہ تھے انھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصبدار کا صاحب

کو دیکھا اور تیغ بہادرانہ کرکے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مارکر خاک پر انداز کیا چوتھا گرفتار

حکم سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کردی گئین کہ درندون پرندون نے کھاکر

تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہوگئی بس مہدویہ

دربدر شہر بشہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ کے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت

یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی دل سے نہین جاتی تھی اور اپنے

سردار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی

تھی القصہ ایک مدت دراز اس پر گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور

نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد

و بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض و طیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین

نذرانے اور رشوتین دے دے کر ایک ایک دو دو مہدوی آ کر بسنا شروع کیے اور راجہ موصوف کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصۂ قلیل میں بیگم بازار اور چنچل گوڑہ اور چادر گھاٹ میں فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پاؤن جما اور قدرت ان کو حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بار دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز بلدہ سے بہ آباد سوار ہوتے وقت بابت مطالبۂ تنخواہ کے بیس بائیس مہدویوں نے سد راہ ہو کر تلک ہندوقون کی چھوڑی یہان تک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرہ نواب موصوف پر لگی بجرد دیکھنے اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ مین داویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اس وقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس حرکت پر بھی یک چند نہ گذرا یہان تک کہ وقت حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اٹھایا لیکن رنگ دوسرا دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو کار فرمایا وہ یہ کہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور رد دوسرے تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسیٰ نام لقب عالم میان مہدوی نے اول استفتا صغیر و استفتا کبیر اس مقدمے مین لکھ کر در بدر اور شہر بشہر پھرایا اور انکا سبب تالیف ایسا لکھا ہی کہ اول مجھسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب مدارسی سے حیدرآباد مین مباحثۂ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتا تیار کر کے طالب جواب ہوا جب انھون نے جواب سے پہلو تہی کر کے حوالے دوسرے علما پر کیا مین نے علمائے آفاق پر دورہ کیا چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علما اطراف گذرانیده در حیدرآباد مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن زمان صاحب کمی و مولوی احمد علی صاحب امیری و مولوی اللہ داد خان صاحب جیہری و مولوی مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل رسول صاحب درویش و مولوی حیدر علی صاحب دہلوی و در مدراس دیوان صاحب و فرزند قاضی بدر الدولہ صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در ترچناپلی

مولوی مفتی غلام رسول صاحب در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب و مدرس مدرسہ مسجد جامع لیس لبعض الیشان بعد
مناقشں ساکت ماندند و لبعض مجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات
نکردند بلکہ استفتا را بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا اہل مسجد
بر سر این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علماے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلوتہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب مطلع
ہونیکے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب انکے جہل کے مایوس اور ناامید ہو کر سخن
فہمی اور حق شنوی سے اس بزرگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتوں کو مع ترجمہ اور رسالہ کشف الحجب و ثلاثیہ اور دلیل
متین اور سبب تالیف کہ جس میں ان سب کے عجز کا بیان ہی سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی میں چھپوا کر
ملک بملک مشتہر کیا جب اس بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جامے میں نہ سما کر رسالہ شبہات الفقہا اور
رد میں فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
سنہ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی میں چھاونی بنگلور میں چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و بلاد دکن میں بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہیں آتا ہی اعتقاد ہمچو من دیگری نیست کا راسخ کر کے زیادہ تر دلیری
شروع کی کہ رسالۂ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضاے حیدر آباد میں بخدمت قاضی سید
ولاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے دریافت
حق کے اطراف و بلاد میں منتشر کیے اور علماے آفاق کے حضور میں بھجوا لیے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہیں اس واسطے آپ کی خدمت میں پیش کرتے
ہیں کہ اگر کچھہ خطا آپ کی نظر میں آوے حسبۃ للہ ہمکو مطلع کر دو تا کہ ہم رجوع بحق کریں ورنہ
اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع مصنف سطور کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات
سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہی لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت نہ دی

کہ تحریر جواب سے انکار یا اعراض کریں کہ اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال ناتمام میں شاید مدلل اور انکے کلام
باطل کو ثابت بادلیل ٹھیرائین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب بلا وقوف مطالعہ
کتابوں مہدویہ پر جیسا مصنف مذکور نے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابیں تفصیل مطالعہ نکریں تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہیں کرسکتے ہیں وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہوکر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مہدویہ
بلکہ غیر مہدویہ بھی جس باب سے ہم لوگ تحقیق کرنا فرمائین بسبب خیرخواہ مسلمین لیے اور انکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اومین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہیں تائید فضل الٰہی
پر توکل و اعتماد کرکے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلہ کے آغاز کیا اس عرصہ
مین بغیر درخواست اس احقر کے کیفیت مفصلا زبانی سید حبیب محمد شمار جمعدار عرب کے مستغاً
نواب مختار الملک بہادر مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمان روائے دکن نظام الملک
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فوراً حکم اخراج مہدوی مذکور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابین مستعار عام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ ابتدا مین یہ اخراج مجکو بہت بے ضرورت سا
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ سہ امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بجز سکوت کچھ مناسب سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی
بھی نظر پڑا کہ چند اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملہ ذاتی بلا توسط صاحب سرکاری
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتین اور اس فرصت مع اشتغال عمر لیے کے مطالعہ کا ہے کو
ہوسکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے والحمد للہ علی ذالک القصہ بعد اس اتفاق اخراج کے بسبیل یا مم و وسائط
مصنف مذکور کے عمل انگریزی مین جا گزین ہوکے طالب شد و کتب ہوئے مین نے جواب دیا
کہ تم نے کتابین اس غرض سے دی تھین کہ جو شبہات اس مین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار و بیحد ہوئے ہین بغیر اوسکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین آخر یہ قرار
پایا کہ بواسطہ خط و کتابت کے حل شبہات لیا جاوے چنانچہ بندے نے بموجب اس قرارداد کے اول ایک
خط موزخہ ۲ شوال ۱۲۸۰ ہجری کا مشتمل او پر پانچ سوال کے باسید جواب بلطع مچھلی بندر بذریعہ ڈاک

که فرودگاه مصنف مزبور کا تھا روانہ کیا خطیہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابوریا محمد بعد محبت
کرمفرمائی احباب سید علیسی ملقب بعالم میان صاحب اضح باد کہ سبب روانگی ایشان ازین بلده
زبانی سید موسی صاحب مفصلا معلوم شده باشد که دران راقم را ہیچ دخل ہنوز محض این بالا از
طرف بعض حبائب عرب برخاست که بغیر استشاره من مبادرت نمودند و ہمانا که اگر وقت روانگی خود
شان اندکے ہم مرا مطلع می ساختند حتی الوسع برائے قیام آنکه بفرماستی ہمیومم چه دران مقصوم بخوبی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات کتب ایشان بود چنانچه بعد استماع روانگی ایشان
خیلے متردد بودم که آن شبہات را از که پرسم لیکن از وقتیکه برادر ایشان سید موسی صاحب از طرف
آن مشفق آمده باعث بران شدند که حالا بواسطہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نموده شود خاطر
نگران و با طمینان آورده لہذا امتثالا للامر کرم اول از چند مقام که خیلی موجب خلجان اند پرسیده می شود
امید که از راه انصاف بلا تکلف اعتنا بجواب آن پردازند سوال اول شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم انساب کی معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہیں ہی
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا سوال دوم ایک روز بالمشافہہ آپ بولے تھے کہ بعضی
روایات میں ہمارے یہاں یوں آیا ہی کہ سید نعمت اللہ ابن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو
نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب میں لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھ
تمہارے کار آمدنی نہیں ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابوں میں مثل عمدة المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوا ایک بیٹے کے کہ
انکا نام سید نعمت اللہ نہیں ہی پس معلوم ہوا کہ مہدویوں کی دونوں روایتوں سے انکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہیں ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود سوال سوم شواہد الولایت کے چوبیسویں باب میں ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور مسئلہ تصحیح سے اور قول الہداد حمید سے کہ یہ ہی مصرعہ فضائلش که بر جمیع ہمہ شد از خدا ظاہر
ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہیں اور موید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث نے اصل بیان کر کے لکھا ہی کہ اول تمام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہو گئے اور جبکہ قوم ایسا ہوا انکا
امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ اس سے بھی دو بالا ہو گئے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور
نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی ہم اخوانی تمیز لینی
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ
آدمی بارہ نبی سے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب دعاوی سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری مہدی کا
ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہر شق پیشوا
مہدی سے خطا وغلط سرزد ہوتا کہ انکے اصول پر منافی مہدیت کے ہی لازم آتا ہی اور مہدویت کو باطل
کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین
ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد قلم تحریر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات
مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے نہین ہی پس حضرت ابوبکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویہ کا ساتھ حضرت رسالت کے
غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم زد کرتے تھے اور ہر شق مین
بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات وعنقا مغرب و دیگر تصانیف مین احوال
وعلامات مہدی کے بیان لکھے ہین کہ وہ تمھارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین یہان بھی وہی
اشکال مذکور لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالکل سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالا
سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام
زیر ناف سے بالا سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہو جاوینگے اب ہم
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران جی نے کہا ہی کہ خدا تعالی کو مقید دیکھے وہ

مشترک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی
کہ جسسے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد
تیس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان ہین اہل سنت کے نزدیک
واسطے نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے
متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تھرّاتا ہی اس سوالات کا جواب
بتقریر واضح کہ سارے کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہجاوے خدا سے پاک سے ڈر کر موافق اصول اہل اسلام
کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کارنہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا
اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ اٰمِيْن
خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھ جواب نہ آیا مالغش خیر باد مگر ایک خط الطور
تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چند روز
پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا
دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اونکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی
اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک اسواسطے التصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط نواب
وزارت مآب مختار الملک بہادر کے نزدیک جنید خان جمعدار بہادر کے روانہ
کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ
نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین نقل سوقعہ مرسلہ بنام نواب وزارت
مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید علی عہدہ دار
پیر عالم میان ستہ تا رسالہ در رد مذہب اہل اسلام تصنیف ساختہ در ان کافۂ مسلمین شیعہ
وسنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنو
ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ باونی سوال شدہ باشد و درخواست تحریر
جواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضاء حیدرآباد حاضر شدہ سائل مذکورہ مع رقعہ دستخط
تصدیق مذہب خود با تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را ہمہ

مصنفت مذکور نیز دبنده فرستادند ومصنفت مذکور را دبنده هم بکمال اصرار مستدعا تحریر جواب آن
مود بیمین غرض کتب مذهب خود از جابها فراهم آورده حاضر ساخت ناچار تحریر جواب و ترقیم
رجلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نموده شد که با آنکه بجواب تکفیر من از بد
لیکن زبان قلم خود را بآن نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی الشان القاب کفر و نفاق در حق
الشان منقول بود بطور پیام بگوش ایشان رسانیدم و خطبیات مهدی وغیره پیشوایان قوم
که در کتب ایشان مرقوم بود مشروح و مدلل نموده هدیهٔ مهدویه ساختم دیگر از طرف خود هیچ
نادر ودم برین هم شنیده میشود که این امر بر ایشان خیلی شاق و ناگوار است حالانکه این تحریر
جواب غایت تمنا و اصل مدعای عالم میان بود که ده بنده در دربدر برای تحصیل آن سراسیمه میگردیدند
آیا امید الستند که در جواب همین رد و تنقیص رد خواهد نمود یا مدح خوانی و ثنا گستری ایشان
خواهد بود القصه حاصل التماس آنکه کتب مذکورة الصدر را از مدتی بیکار نهاده است لهذا اسید
بجنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنام این مضمون
ملدساز زند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کسانی جمعدار موصوف رسید مهری
گرفته از او این امانت هم سبکدوش شوم زیاده عمر و دولت با توفیق حمایت دین ملت در تزاید باد

نقل رقعهٔ نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعهٔ مرسله درباب معروض علم جنید خان جمعدار درباب رسانیدن خط عالم میان بنام مهربان
جهت تفویض کتب امانتی تا که جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود
موصول گردید بر طبق مسودهٔ مرسلهٔ آن مهربان قطعهٔ رسید مهر حافظ میان که بلفت عرضی
مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذا است کتب مندرجه رسید فرستاده شود تا که
باستصواب جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور رها نگردد زیاده اشتیاق المرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۸۵ هجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض رساند

مرسلهٔ بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگنده سرفراز فرمود حسب الحکم سرکار عالی مطابق نقل مبیضه کنانیده ومهر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت گردانیده بلف عریضهٔ ہذا بنظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فہرست رسیدان نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به برادر اوشان رسانیده شود زیاده حد ادب معروضه غرهٔ ذیحجه ۱۲۵۵ ہجری

جنید خان شادی خان

شادی ۱۲۴۸ خان جنید

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصلهٔ الذیل که

سید عیسی صاحب مہدوی ملقب به عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب اجازت میان موصوف بتمام وکمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته بمالکان کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان وغیره مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف بهیچ گونه دعوی وتقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لادعوی رسید نوشته شد که سند باشد

دفعه ۱	دفعه ۲	دفعه ۳	دفعه ۴
مجموعهٔ پنج فضائل وشواهد الولا وتذکرة الصالحین وغیرها	مجموعهٔ مقصد ثانی ومکتوب ملتانی وجوہرنامه وبشارت نامه صراط مستقیم ورسالهٔ ہفتاد دو چهار فرقه ودرج الاسرار وچند مکتوبات وام العقائد ورسالهٔ بعض الآیات	مطلع الولایت	سراج الابصار

دفعہ ۵	دفعہ ۶	دفعہ ۷	دفعہ ۸
کنز الدلائل مسمی بہ حرز	مخزن الدلائل	رسالہ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالہ معارضۃ الروایۃ تصنیف ایضاً
دفعہ ۹	دفعہ ۱۰	دفعہ ۱۱	
مجموعہ رسالہ کشف المذہب و ثلاثہ و سبتہ الیعین و دلیل المبین تصنیف ایضاً	شبہات الفتاویٰ تصنیف ایضاً	ترجمہ رسالہ مہدی نامہ تصنیف از قضاۃ خان مرحوم	حافظ میان ۱۲۸۵

تحریر کہ تاریخ غرہ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۵ھ ہجریہ مقدسہ

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری مین حقیقت حال یہ ہے کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہے کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بنا شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہے کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہو دین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعہ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہے فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہے پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہے کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہو دین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہو دین اور شیخ جونپوری مین چونکہ بہ حیثیت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کرکے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزہ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامہ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص ممیز نہین ہو سکتی ہین جہ جائے واحد واحد کے کہ ہر گز دلیل برأسہ مستقل نہین ہو سکتی ہے البتہ ان علامات متفق علیہا الفریقین مین سے انتفا ہر ایک کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہے پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہے جیسا کہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہے اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا ابطال مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ مین اونکا انتفا دلائل ظنیہ للابطال ٹھیریگا اور یہ غلط ہے کہ ظن باب

اعتقادیین بالکل غیر معتبر ہی اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اوس مین تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوس مین اگر دلیل ظنی مفید یقین نہین تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اِنَّہٗ لَا عِبْرَۃَ بِالظَّنِّیَّاتِ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ مِنْہُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْہِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّہٗ لَا یَحْصُلُ ظَنٌّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاہِرُ الْبُطْلَانِ اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت کہ ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہوگا سب یہ قدر مشترک قطع وجزم کو پہنچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات عامہ مشترکہ ہین اور انتفا انکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین

دلیل اول رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبد الحق نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضیون مین اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر تقیید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہرحال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہو وے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا واولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَہْدِیِّ فَتَوَقَّفَ جَمَاعَۃٌ وَاَحَالُوْا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِہٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّہٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ ایک عقیدہ

مفتنمات سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین اور ابتدا اس نقل کی میان خوندمیر سے ہو کہ مکتوب ملتانی
مین اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان
کی نقل پر ہرگز اعتبار و اعتماد نہین ہوسکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ نقل مین نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہین اگر اعتبار نہو وے تو دلیل ہشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کا اس شہر مین اسوقت ناقص دستیاب ہوا اوسمین یہ عبارت نہین ہی
اور نیز اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے تتمہ مین یہ عبارت ہووے کیونکہ اوسمین
سوائے احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہی اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوسمین
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہین ہی اور قطع نظر اس سب سے بالفرض و التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول
بھی ہووے تب بھی مہدویونکو کچھ مفید نہین ہی بلکہ سراسر مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہوسکتا ہی اسلئے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمہارے مہدی حسنا
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہوئی تب تو اس اعتقاد سے توبہ
کروگے یا پھر بھی اپنے باپ دادونکی لکیر پر چلے جاوینگے اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ
لَا یَهْتَدُوْنَ اب انکا نسب نامہ کھولا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے واضح ہو کہ کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہی
سنہ ایک ہزار سولہ مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہی سنہ ایک ہزار بانو
مین یہ دونو کتابین کتب معتبرۂ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
کہتے ہین ان دونو کتابون مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط تفصیل
اوسکی یہ ہی سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم آلخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین لکھا ہی

کہ ولادت مہدی جونپوری کی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدویونکو
کچھ خلاف وشبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلا خلاف ۹۱۰ھ نو سو دس مین انتقال ہی اور عمر کل ترسٹھ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
۶۶۴ چھ سو چوسٹھ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے ۱۸۳ھ ایک سو تراسی مین
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابون معتبر مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مہدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہوکر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے اپنے
سنے اس عمر سے کم مین جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے
مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بڑھا ہوکر بیٹا جنے تاکہ بارہ پشت
مہدی کی اس مدت چھ سو چوسٹھ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کم کسی دوسرے
کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا ہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی اپنے
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس ۴۳ برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہوکر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تئیس برس کے تھے
اور مہدی مذکور چونکہ ترسٹھ برس کی عمر مین مرے ہین پس وے انسے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسب نامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چھجو بن خوند سید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سید بن عبد اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حیدر بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما الخ یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم سن جیسے مثلاً تیس برس مین تو بیٹا اوسکا نوے برس مین جنے
تاکہ یہ سترہ بطن اس مدت دراز مین برابر آ سکین وہل ہذا العجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ ہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید محمود پیرے اس آئین کو توڑ ڈالا جیسا کہ مجموع الفضائل مین ہے کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور محمود پیرے نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیاں دو جوروں سے جنیں اسواسطے کہ یہ لوگ بالبداہت پیر ہوئے انکی اولاد خود بخود پیر زادے کہلائے
اونکو پیر عمری جنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہے یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
و امارات تکذیب اس نسب کی تھیں کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہے کہ اس نسب مین خلل ہے اب دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہے بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین حسب صراحت معلوم الاسم و معدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہے حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین تھا
کہ جسکا دل چاہے اونکا بیٹا بن جاتا بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہے اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہے اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب یا عرف ہے چنانچہ تفصیل
اوسکی یہ ہے کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہے کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کی
تعداد ساٹھ ہے یعنی سینتیس بیٹیاں اور تئیس بیٹے بیٹونکے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داؤد یہ پانچون صاحب بلا خلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد ایسے لڑکیاں
پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین جیسے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن اسکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہے اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
نے کہ سنہ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہے لکھا ہے
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیاں اور تئیس لڑکے اور فرزند مذکورین مین سے لاولد ہیں اور بیٹے

اولاد نہین اور اب امیہ رعایا نسب کا مدار اس پر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب الاولاد ہوئے ان مین سے چار کثیر الاولاد ہین امام علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد بن العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس و ہارون و اسحق و اسمعیل و حسین اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی اور اسی موافق عمدۃ المطالب مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب عمدۃ المطالب مین بھی اپنے شیوخ سے الحسینی نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ تمھارے مہدی کے دادا صاحب کہان ہین پس ثابت ہوا کہ تمھارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی اور اس پر بالاخانہ مہدویت جو بنایا ہی وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق داخل النسب کر کے گنہگار ہوئے ہین اور انکی روح کو زیادہ آزار دیتے ہین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین سید خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے ثابت کر دو کہ مین آدم فعلیہ البیان ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسی کاظم کے ہین بجا ایسی بات ہی کہ کوئی کہے کہ مین نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین ہون جب اوس سے پوچھین کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد مین ہی سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک **نواب افضل الدولہ** بہادر فرمانروا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے بیٹے نکلے کہ تمھاری نسل کا پتا لگے پس بلا شبہہ واقفین جال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر ایسی ہی استعجاب و استہزا کرینگے این گل دیگر شگفت ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ یہ نسب مہدی کہ تمھاری کتابون مین مسطور ہی اس مین کچھ شبہہ و شک تو نہین بولے درین چہ شک مین نے کہا کہ اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمعیل بن نعمت اللہ جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمعیل ہی شاید کہ میان مذکور کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگونکی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنائی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمھاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو یہ سخن غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دو ہزار نام بنا سکتے ہو جب کہ تمھارے پیشوا ان

پہادونی یا نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ اور بیٹے کا نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہی یا آج کل کے نیچے سیکڑون برس کے گذر جانے
ہو گئے دادون پردادون کو اب بے ترتیب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو
باپ اور باپ کو بیٹا ٹھیرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پرانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامہ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہی اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور تم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابون کی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول
مین ہین جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی بلا خلاف اور سوا اسکے ان کے فضائل بھی نہایت معتبر ہین خود عالم میان
کی زبانی ہی کہ جب یہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے پیرون و مشائخ و علما مہدویہ کو دکھائی گئی سب نے اجماع کیا
کہ جو کچھ اس مین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سوا ایک نقل کے کہ اوس مین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور اونکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور اونکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینک دین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا پٹن مین اور پوست
سرکا مدفن چانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اوسکا نا معلوم ہی غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھیری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوس مین بھی یہی لکھا
ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی در بالفرض و التسلیم اگر ثابت بھی ہوا کہ مہدویون کے نسب نامے
مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ سید اسمعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدة الطالب مین ہی منقطع اونکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی بن اسمعیل بن
موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدة المطالب و لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی بن اسمعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثمیون بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اور انھین
مین سے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی نسیب الدولة اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام میں تھے

آجتک موجود ہین انہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو نامزد نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے پیچھے اونکے اپنے مہدی کو بھی
داخل کر دیتے ہین اور وہان الٹو لے کیہ پھر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کو جا نہین ترکش کمان
لمان کھون میان نعمت اللہ کو خود ڈھونڈھا نا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی یہ زبردستی پرائی نسل مین
لمسنا نہایت گناہ ہی کہ بے ادبی او اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نافہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال ادکہاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونہون نے پوچھا کہ تمہاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونہین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بدفہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھا یا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہرچند سمجھایا نمانا
اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم آب
مدعیون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہو گیا یا تمہارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
ہی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کاملہ حالانکہ حال اونکا بھی
مل مفہوم مین معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
یا جک یا افغان یا کوئی شیخ بھالی یا مسنل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق
بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

کافی ہی اور تعصب کو تمام کتاب بھی بکار گر نہین ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاہُ اِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہان تک کہ قائم کریگا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہلبیت سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہیٰ غرض کہ یہ حدیث مہدویون اور اونکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہین پڑھتا تھا اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ لوگون نے کہا کہ اوسکے آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی یہان مہدوی پچھلے فقرے کو دیکھکر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو عدل سے بھر دیتا اور ان پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لیکر یہان تک اوسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفین کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھیرایا کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت کے والد کے نام کے موافق عبداللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے میران کے باپکا نام سیدخان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے ہین اوسمین سیدخان فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت مین یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ نے بھی یہ دعویٰ نکیا چنانچہ عبدالملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور عبدالغفور سجاوندی صاحب ایجاز الدلائل نے متابعۃً جس جگہہ کہ احادیث موافقۂ اپنے میران کی تائید مین نقل کین اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادے پہچاننے والے مر گئے نئے دھڑک میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایۃ نے

ماں کا نام بھی آمنہ ٹھیرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی ماں کا نام بی بی آغا ملک
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامہ کے
باب دوم مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ
اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ اور تمہارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ
کیا خداے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملا معین کی طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سیدھا جواب یہی تھا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس سیدھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
ٹھیک جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سیدھی گفتگو مین بھڑک گئے اور بہکنے کی کیا حاجت تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب سے بڑھ کر ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو
قبول نکرے گا کہ اوسی انصاف نامہ کے باب دوم مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یعنی مہدی کا
نام میرے نام سے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمہارے
باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ خود رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی لیکن ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
نام ہی کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مضمون پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگ کو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نآئی اور صحابہ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ انکے
باپ اونکا نام عبد اللہ تھا حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبد اللہ
اور اوس بن عبد اللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
بن عبد اللہ اور بشر بن عاصم بن عبد اللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبد البر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبد اللہ نام ہوکر گذرے ہین
اگر شیخ جونپوری کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عربی کا نام عبد اللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل نسکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبد اللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال نکیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام امت
کا صحابہ کرام سے لیکر آج تک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین کوئی دو
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کافر ہوجاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدیت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے
اور بگڑ گئی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم چاہیے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب جبتک
کہ ثابت کرین کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبد اللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جبتک
کہ یہ ثابت نکرینگے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا
مہدویون پر یہ ہمارا قرضہ ہی کہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع کو اوٹھادیوین ورنہ یہ عبارت باطل ہے انچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ لعنت
مہدی کی نسل کی طرف اعلی لعنت اللہ دیتے لام کا علم کے نہین ہین طرف اسفل ہین عبد اللہ
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سر تا پا بہا زشوبار اور مہدوی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ کا

دست تصرف دراز کر رہے ہین اور سعید خان کو ادڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیرا رہے ہین نسبت کے مقدمے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین حضرت مین تصنیف فرمائے ہین دلیل سوم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان کے پس آؤ انکے پاس اسلیے کہ ان نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے ہین موافق محاورہ زبان اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے واسطے شاہد و دلیل ٹھیرا لیتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی کے ساتھ سوائے چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ انمین کالے نشان ہوتے دوسرے یہ کہ انکے مہدی ہندوستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مر گئے خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہوئین مگر مہدوی لوگ فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھیرا لیتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کر کے اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات مطبوعہ ۱۲۸۳ ہجری کے صفحہ ۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب سنو گے تم کہ نشانیان سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اس مین خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے پھر آیا ہمنے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے قول کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابو نعیم کی

نقل کی ہو کہ یجئ الرایات السود من قبل المشرق کان وجوہہم ذبر الحدید بد الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند
کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لایصیر الی واحد منہم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال
اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المہدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہووینگے نزدیک خزانے تمہارے یعنی امر خلافت کے لیتے مین تمامی یہ
ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انمین سے پھر نمود ہووینگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تم سے ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفۃ اللہ تعالی
کا مہدی ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے تسپر نمود ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر وفاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصا شرقی القب یعنی پھر ہنود کے
بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہی پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
حدیث شریف کے ای اہل الکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے مائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کرلیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہی اسیطرح اس فرقے کے سلف
وخلف کی عادت ہی کہ معنی اسکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
اول مین رایتم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہی اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہی اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہی اوسکو مصدر سمجھ کر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جلد
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہی اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید کہ خیال کیا کہ حارث ہندی کی رتبہ

غلطیان حدیث مذکورہ

اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت انہین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ
کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکرے گا
وہ بھی سمجھے گا کہ من واسطے ابتدا مسافت کے ہی نہ واسطے انتہا مسافت کے جاوت من قبل خراسان
کے معنی یہ ہین کہ آوے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تمھارے
شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ
پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرون مگر خدا مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے
عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان
سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ
تائید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ انکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و
مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے
کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے
نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجاے
من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات
وآلے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی
وگ بھی محل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھیراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین
تا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی
قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا کھل جاویگا کہ اوس پر خلق بشیار لڑ مریگی
ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک ہوون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی
رہجاینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہووے اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا لعلہ کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھ
ن لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل
ر ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ اور
کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

ابطال [illegible]

یو شلت ولالفرات تحشر حن کہ من ذہب کا مسطور ہی چنانچہ رسالہ برہان مین منقول ہو
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محل حدیث قتال عند کنزکم یہ معدن عراقی ہو یا خلافت گیرانی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کر کے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول دیتے ہیں اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خزانہ
کے لینے پر بھی تمھارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمھارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
امر خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور بہر حال اسکا مطلب یہی ہوگا کہ یہ تینوں بھی
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھیرایا کہ موضع کہا بھیل مین وہ اور
اونکے بھائی میان عثمن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت رکھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر بنوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی
ٹھیرا کر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہو گئے چنانچہ تحقیق اسکی اوپر
مین ہو چکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو بمعنی باہم لڑنے کے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرہ ثم لا یصیر الی واحد
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانے کے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینوں ابن خلیفہ آپس میں لڑینگے
اب یہان تمھارے تینوں ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہو وین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو معنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سو معنی سیادت کہان بن سکتا ہی کیونکہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے ہے ثبت العرش ثم النقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
حال انکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی او سکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین رہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلہم ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد
منہم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتلہ قوم ثم
یجیٔ خلیفۃ اللہ المہدی فاذا سمعتم بہ فاتوہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج
فانہ خلیفۃ اللہ المہدی اب ما بعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدۂ مقررۂ علماے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالۂ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان تجویز کیے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھتے ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو فاتموہ اور فبایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات پونچاسے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصۂ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مبرہن ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پر محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ بتایید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابناے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اوسکے
ہو چکے اب اگر حال اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا ماں کے پیٹ مین مع دو خلیفہ زادون کے لڑ کر چکے ہین
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہو سکتا

جس طرف خیال کیجیے تامدے صحرا خطا کے نا پیدا اغلاط و خطا کے مہلک ہے ہیں کہ آدمی دیکھتے دیکھتے
بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہ اسی قدر
اختصار کیا دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ
منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انی لارجو ان لا تذهب الایام واللیالی حتی یبعث الله منا
اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة
کما فتح هذا الامر بنا ارجوان یختمه الله بنا اخرجه الحافظ ابو بکر البیهقی فی البعث
والنشور ومنها ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی الله عنهما قال سئل امیر المومنین
علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع
من الوجه یسیل شعره علی منکبه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته وراسه
ومنها ما روی عن ابی عبد الله الحسین بن علی رضی الله عنهما انه قال لو قام
المهدی لانکره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان
یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا انتهی القصہ سوائے صاحب سراج الابصار کے دوسرے
مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ
ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ مسلمہ انکے انکے مہدی کی
کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود
جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جس وقت انتالیس سال انکی عمر کا
شروع ہوا تب مہدیت کا دعوی کامل کیا اور تریسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ
روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے
فرمایا کہ مجھکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے
ایک لڑکا جوان نو عمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب
لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ قد کہ بال اوسکے دونوں
کندھون تک پہونچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر تابان ہو

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برامد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ
ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفولیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے سن صبی یہ اوس وقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت ومضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع
یہ اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیّہ
اور راہق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک
یہی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشو ونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو کہتے
ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسیے سن وقوف کہتے ہین
یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے
قریب ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب
غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعاے مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھویں
برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتداے شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین
معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہوے ہین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے آپ بموجب تمھاری روایات کے ایک شیخ کبیر کا

انکار اور مہدی شاب مدت کا انتظار چاہیے کہ پہلو دوسری وجہ سواد شعر کا اوسپر صادق
آوے اسواسطے کہ تمہارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہوں یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہوں تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال الا یا ادھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش لی اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو مویہ تھے جیسا کہ سبع فضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سپید ہو گئے ہین حال آنکہ انکی
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہوگئے تا کہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی تریپن برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ ایسے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے ہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکی
ماں بی بی اور بیٹے نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند انھین دعاوی کے
کے ہوے اور قطع نظر اس سے ان دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر سے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین ہو سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی شعر شیئاً بی غنیاً ان
ہما ابر درین تیغ بیشیخ بیتصبی بیصبی تیشیخ + غرض کہ یہ روایات کہ تمہاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ بیچا وندی بھی کہ علما بالله کہلاتے ہین بولتے ہین کہ ای سعت قول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار موعودات ہمارے مہدی سے ہی منصف

ہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب ا کے
نکار مہدویت کا مویدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین ؓ بھی کرتے ہین
غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کلا بل ران علی
قلوبھم ما کانوا یکسبون دلیل پنجم مشکوۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ
من یجدد لھا دینھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو
برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہی کہ اس حدیث
کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیہ الحرز وغیرہ کتب مین مذکور ہی
اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور الیسئی ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی
اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی
اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین اونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھا دی
وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المہدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث
مستقل بنا دی کہ سیخرج من امتی مھدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی
والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت
کے انتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ
جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل آئمہ اہلبیت تک پونہچا دی اس حدیث کی اسناد اصل ائمہ
حدیث تک لگا دی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مولفہ سن بارہ سو تینتیس
مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد وصحیح ترمذی ومشارق وحاشیہ شرح مقاصد و
نظیران محی الدین وغیر آن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مہدی علی
راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منھم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی
ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجہ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشت
چرا کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ
نیست مصر ماند واسم آن نہ کس اینست قال الشارحون ھولاء التسعۃ فاولھا خواجہ حسن بصری

پنجہ روز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع
خواجہ حسن نوری پنجہ روز والخامس خواجہ حسن عبداللہ منہبانہ دہ روز والسادس شیخ عیسی یا نیز دہ روز
والسابع امیر سید عبدالقادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد نوربخش
دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدیت کردہ تا زیست ہمبر ماند حدیث ذکر
از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاط جواب غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی
کمی نہین اور طوفان کذب وبہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت گھڑنی اور بیان کرنا
انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھکر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎ چہ خوش گفتہ
سعدی در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا * واب مناظر کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم
اول چاہیے کہ ثابت کردیوین اور جن کتابون کے حوالے دیے ہین اونہین اپنے مضامین منقولہ
کو دکھا دیو دین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور نووی نے کب جا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین
فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور ان نو مہدی لغوی کا دعوی
کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی نقول سابقہ
بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پہنچے تو اوس منقول عنہ کی تجویز وتخمین ہووے گی
اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعیین سن وسال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا
ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی
چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی پوچھتے ہین تجھ
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہو نہین ہی علم ودریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی
کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری
حالانکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت وتاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم
ایسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا
اور یاجوج ماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہا اس مین سے
کسی کی تاریخ سوائے خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس
مین اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشہور ہوئی ہی کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھیرینگے اور مین اس کا جواب دے چکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہی کہ نہین
اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھہ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہم عصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا زد ادب کی راہ سے مجکو نہ کرنا معلوم ہوتا ہی
اسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظاہر ہوکر صدی پوری ہو
جاویگا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی مہدی پر نکلیگا اور
کچھہ کم دو برس رہیگا اور عیسیٰ علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسینگے اور درمیان دو نفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور یہ بھی خروج دجال اور طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا دراز اوسکے واسطے چاہیے اور ان مین سے کوئی واقع ہوئی
نہین کسطرح ممکن ہی کہ اس ہزار کے اندر سب کچھہ ہو جاوے یہ محال ہی بلکہ اگر اتمام ہزار پر خروج دجال
ہو جیسا کہ بعضے علمانے احتمال اسقدر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہیگی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلاً ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصاً اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ والمحدثین اوسکا مقابلہ کرنا بے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث نے اصل کو سنکر اتنا بڑا
حکم لگایا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو پچاسی برس سے اوس بزرگ کے
ل نہین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز

[illegible]

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمال ہی اسی سبب سے غلط نکلی
بلکہ کیا عجیب ہو کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز بعد ہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آوے گی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سبب سے بڑھکر سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنی عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے پھر پراگندہ ہو جاویگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو سو مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد لیا کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حالانکہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی بائیس
مین برس طول کھینچکر ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور یزدی اور طبری سے لغزش ہونا
منقول ہے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوا انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ اولیا اور تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم دینے
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلاشبہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آجتک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما نے کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایت اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین جو
موضوعہ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنا لی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین تو مہدی لغوی کا بیان ہی اور ابیات کے ساتھ
کیا کہ اپنی بنانے والی انتہا کو پونہچادی اول یہ کہ ان نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہ
ثابت ہوا یا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث بنا کے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کر دی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگا دی ویسے ہی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے اونمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی وغیرہ یہ لوگ کیونکہ خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسون کو مہدی ٹھیرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ چارسو اکہتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدوی مذکور نے اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو ساٹھ مین اور وفات سنہ چھہ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی مذکور کا صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھیراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی منجلے بدل ہوئے ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور دارا شکوہ نے اپنے باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثنا خوانی کی اور جہان اسباب کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض کی کہ بے تحقیقات کے جانا چاہیے دارا شکوہ رنجیدہ ہوئے شاہ جہان اونکی خاطر سے سوار ہوئے جب بادشاہ مع دارا شکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہونچے اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیا اول بولے کہ سکندر ذوالقرنین اچھے شخص تھا کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے کہ یہ کیا گپ ہی کجا سکندر و کجا تیمور کہ دونوں مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن بمالی حوصلگی سے چپکے رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان سنکر حیران ہوکر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ میان سے تشریف لیجلیے انتہی تحقیقات میان مصطفی کی ذہن کو بھونرے
اور حامی پیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہی آپ میان عبد الملک کہ جنکا لقب علما باللہ ہی ذکی ہوا
فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لہا دینہا کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی
کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور لغوی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی
کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم
نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور اسکے پیر نو سو پانچ پر ہوے پس دسوین صدی کے مجدد
کس طرح ہوئے اگر بالفرض امام نووی یا سید گیسو دراز نقل صحت کو پونہچے تو وہی تمہاری تاکید
کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہا دسوین صدی کے جو مہدی ہین اور تمہارے پیر انتہا نوین صدی پر ہوئے
پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمہارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی
ہوگیا اور راس صدی سے ابتدا صدی کے ہرگز نہین ہو سکتے ہین اسواسطے کہ تمہاری دوسری حدیث کے
موافق پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہی اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو تمہارے
اس گستاخی کے تمہاری حدیث مین یخرج من امتی مہدی کا لفظ ہی حضرت آپ اپنی امت
سے کس طرح ہو سکتے ہین اور میان مصطفی مہدوی جھوٹے ہوجاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ
علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہی وہ ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب
عجم کے خلاف ہوجائیگا کہ شائع و رائج معنی انتہا مین ہی چنانچہ بولتے ہین کہ راس الشی
اور راس الحسین اور راس جبل اور روس جبال اور روس نخل اور فارسی مین سر درخت
سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس بمعنی انتہا کے ہی کما ارأیتکم
لیلتکم ہذہ فعلی راس مائۃ سنۃ منہا لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض احد
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو
کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہیگا از
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر رہنے والے نہین
بلکہ پابند رہنے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور

شیاطین و ابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہو گئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت
صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین
ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث
کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا
وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داود
مین لفظ کل مایۃ سنۃ کا عام ہے کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہے کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہے
اگر راس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کے نسبت ماضی ہے یعنی بعثت مضارع کے بگڑ جاتے ہین
پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہے کہ نو سو پانچ پر مہدی ہوگے اونہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین
طبری نے کہان لکھا ہے اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہے علاوہ یہ ہے کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
بھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہے علما شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملا کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہے اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری
شافعی کی ہے کہ مشہور بتاریخ کبیر ہے اور اصح التواریخ ہے اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہے
کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہے اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہے وہ اصل تاریخ طبری نہین ہے بلکہ
اوسکا مختصر ہے کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سماطی شیعی ہے کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر
کرکے اوس مین اپنی طرف سے افزاد و تفریط کی ہے اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہو گئی
اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین لیس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی
مین ناقلین بسبب مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہے حالانکہ اصل تاریخ
کبیر مین روایت کا نام و نشان پیدا نہین ہے اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصراً من التقامین
من باب لمکائد اب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما باوجود عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی اسی مختصر
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہی تو ثابت کرین کہ ناقل یہ تصحیح نقل کا
ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی تقام اوسکا اس مین فرو گذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس بات
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدیونے کتابوں مین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخہ اوسکا موجود ہی بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس و ظن دلیل نہین ہوسکتا ہی إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فائدہ جلیلہ
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جاوینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ہلاک کئے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہ کر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہ کر نکلینگے وَأَطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ يَمْكُثُ فِيهَا مِثْلَ

فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا مین اور یعنی حدیث الدنیا سبعۃ الاف سنۃ مین

مُنذُ یَومِ خُلِقَت اِلَی یَومِ اُفنِیَت وَذَالِکَ سَبعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ وَذَکَرَ بَقِیَّۃَ الحَدِیثِ
یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان
ٹھہرے گا ابتداے پیدایش دنیا سے انتہاے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
حاجت بر لاوے اکرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے
روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی وَاِنَّ یَومًا عِندَ رَبِّکَ کَاَلفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے
روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے
ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفتہ وار
ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہے اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب میں رہینگے پس کل
سات دن ہم پر عذاب ہوکر منقطع ہو جاویگا اسواسطے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ قَالُوا
لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید
نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ گروہ عبادت میں بہت مشقت کرتے تھے
لوگوں نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئیں راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہنچی ہے بولے سات ہزار برس
کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہے بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ اس دن سے امن پاؤ
کیا مشکل ہے انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہے اور حضرت رسالت
مآب کا وجود باجود ساتوین ہزار میں ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے ۸۹۸ھ
آٹھ سو اٹھانوے ہجری میں نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہو گئے اور دنیا تمام
نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ میں ساتوین ہزار میں ہون یہ ہے کہ اکثر
امت میری ساتوین ہزار میں ہے ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار میں ہیں اسواسطے کہ امام احمد بن
حنبل نے کتاب العلل میں وہب سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہیں
اسلیے کہ میں ہر زمانے میں جو انبیا اور ملوک گذرے ہیں انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور
مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار گذر چکے ہیں انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی
نہیں ہے اسواسطے کہ قول وہب سند نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب میں روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہیں اسلیے کہ
مورخون کا اس میں اختلاف ہے دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہیں چنانچہ صاحب تقویم التواریخ
اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار
اور ایک سو سٹھ برس کے بعد ہوئی ہے اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہے کہ میں پچھلے ہزار
یعنی ساتوین ہزار میں ہون چنانچہ طبرانی کی روایت میں مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کے کہ اسکے
خلاف ہے اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہیں نکلتی ہے کہ بعد حضرت کے
چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار میں ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس سے یہی ہے کہ حضرت سے
بیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہووے صحیح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ الدنیا سبعة آلاف سنة انا فی آخرها الفا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین انھین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اونکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھیرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہو سکتے ہین اور صحیح خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریباً پندرہ
سو برس تھے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہائے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہین گے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اگر
حساب سے اول مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اونکے ملنے مین چھہ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبا دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن درجۂ ناممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھ برس اور گذرین اور کچھہ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ
مع توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت ابتدا سے چھہ ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجایش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب سے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہو جاتا ہی کیونکہ جب
حضرت ابتدا سے چھٹے ہزار مین ہوے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا توجیہ کی جا باقی نہ رہی
ابن جان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین نہ گذرا اور اسمین کچھہ مضایقہ نہین
ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ یعنی بات متاخرین کے ذہن
مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے نفیس ملے غبار آنے کہ اسمین کچھ ازنکات تاویل و توجیہ کی حاجت
نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورہ لوگونکے
ہی کہ ہم کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب
نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلا ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے
ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدم سے اس دم تک
چھہ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون پس موافق استعمال کے دم
دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہی
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہا دنیا وقت قیامت تک
معلوم ہو اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سواے اللہ تعالی کے کسی کو خلائق علوی و سفلی مین سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پس اس مقدمے مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے حسب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ستھ برس کے ہی اب سات ہزار برس سے متجاوز ہو گئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ منذ یوم خلقت الی یوم افنیتہا کا مدرج فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین ہزار مین مقرر کی او ہی مسلم کتابی کی راے ہی کسی کتاب آسمانی یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہی اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور مدرج کلام راوی و رکیک ہیں پس الفاظ کی اس حدیث مین کچھ عجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة الاف سنة انا فی اخرها الفا کو طبرانی نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ اس حدیث مین کچھ مسکہ نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت سواے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی

فائدہ بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی کہ اوس مین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہونگے کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیون کا اور پانی اور آگ ہوگی کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ مین ڈالے گا لیکن آگ اسکی حقیقت مین پانی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمہارے کے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی
کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ پانچ نماز روز کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلا دے الحدیث غرض کہ خلاصہ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار رسد و ملبوس وغیرہ کا رکھا نونکے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ دن
زمانہ دولت ہے تمام آباد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہے کہ جبتک
دجال سواری کی باد رفتار ہووے اسیواسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابر کو اڑاتی لیجاتی ہے ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا
بھی منجملہ دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہے لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہے کہ کسی سواری پر اوس شیطانی دوڑ کے برابر پہنچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر جا پہنچے و دور گوش کسی ملک مخالف پر پہنچا کیا کر سکتا ہے بلکہ وہ مع گدھا
کتے کی مار مارا جاوے اور نقلاً بھی یہ بات غلط ہے اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ مع خدم و حشم و سازو سامان پھرا کرے گا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہے کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو گو کہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود ہین سوائے دوسری افواج و معتقدین کے اوسکے
ہمرکاب پہنچا دے مگر گاڑی دخانی گو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور دجال اوسکے کار ندون
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چلاتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے
اغلب کہ ایک صدی برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہے کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جسوقت
نصاریٰ یا وہ تمام کر چکین یہود کو جیلو مین سے لیکر برآمد ہووین اور ابر برباد سے ہمکو مشابہت
صدی کا بھی دور ہے کہ پچاس سال تک گاڑی کاملاً ایک جسم ہو کر مانند ان بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موافق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوا کی چال

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی
بلاتوقف معمولاً ایک ساعت مین تیس میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھہ میل چنانچہ مصر و سکندریہ
کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا
کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھٹی ساعت مین تین سو ساٹھہ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط
چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی او
بحساب کل کے جدید منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید
مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا
شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل اوسکی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر
بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اوڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین
نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ بمقام
اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ ایک ماہ
راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضوں نے کہا ہی کہ ری مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام
شام یہان کچھہ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا پگھلانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے مصالح
اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سرمو تجاوز کرین تو سزا سخت
پاوین زیادہ تفصیل رسالے بستان الجن مین لکھی گئی ہی یہ جو ما قبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے
دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی یہ دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اور تیس دجال کہ اسکی کوچک ابدال ہین ہو چکے ہین اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا تقوم الساعة حتى يبعث كذابون دجالون قريب من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول
الله یعنی قیامت قائم نہوگی یہان تک کہ اٹھین گے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک
کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سيكون في امتي ثلاثون كذابون
كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي یعنی پیش از قیامت میری امت مین
تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی
نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ
استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو اس امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج
ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہوچکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پاچکے ہین
البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہوئے اور دعوی نبوت کا کرے
وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیرے گا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ
نہایت غفلت و نادانی سے ان عیدات سے نذر کر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ
زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب
اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب [illegible] مین بھی لکھی دے گا انشاء اللہ تعالی یہ نادانوں کا
محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ اغلب کہ دعوی نبوت سے نکیے ہونگے البتہ دعوی [illegible] بعضے وقت زبان سے
نکلے ہین مگر یہ بھی بول سکے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہو اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح وبسط آگے
آوینگی انشاء اللہ تعالی دلیل ششم نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
کہ قال يبايع للمهدي بين الركن والمقام لا يوقظ نائما ولا يهريق دما یعنی فرمایا
کہ بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگاوے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خون کو
انتہی عالم بیان مہدی نے رسالہ معارضہ مین اسیقدر بیان کیا لیکن انکے بزرگون نے اسکا
قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے
سنہ نوسو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ من اتبعني فهو مؤمن اور وقت
شاہ نظام اور قاضی علاء الدین اونکے دونون مریدون نے آمنا صدقنا کہکر بیعت کی ہرچند کہ
دوسرے [illegible] نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کردیا بعد وعظ کے

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یاروں نے پوچھا کہ میران جی دوسرے بار دنکو کیوں بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہیں اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہاں قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیان ہے اور پنج فضائل میں لکھا ہی کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن مقام کے
ہی کھڑے ہو کر دعوی مہدیت کا کر کے تین بار بآواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاؤ الدین کھڑے ہو کر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُكَ اور دونوں نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
جواب معمول ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثوں میں مذکور ہوتا ہی لیکن بعض میں باختصار اور
بعض میں بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری میں بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میاں نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب میں انھیں نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسروں سے بتفصیل روایت کیا میاں مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ اِلَى مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَيْنِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلیں گے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لیں گے اونکو لوگ اپنے میں سے پھر بیعت کریں گے اونکے
ہاتھ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپور کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے میں نہیں آئے بلکہ مدینہ طیبہ
اونھوں نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سو لوگوں کو نہ جگا دینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کر کے اپنی بیعت نہ لیں گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبراً اونکے ہاتھ پر
بیعت کریں گے یا یہ کہ اوسوقت میں ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ پچھا ع

الی المهدی فی بیته والناس فی فتنة تهراق فیها الدماء فیقال له قم علینا فیأبی
حتی یخوف بالقتل فاذا خوف بالقتل قام علیهم فلا یهراق فی سببه محجمة دم یعنی لوگ مہدی کے
گھر میں آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے میں مبتلا ہونگے کہ اوس میں خون ریزی
کی جاتی ہوگی کہا جاویگا اونسے کہ ہمارے پر امیر ہو وہ انکار کرینگے یہانتک کہ جب قتل
سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہی جائیگی بسبب انکے ایک سینگی خون کی
انتہی سینگی خون کی شیشے جانا محاورہ ہے جیسا کہ بولتے ہیں کہ نکسیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب
کرتی ہے کیونکہ اونکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے
ہوئی ہو وجود میں نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان میں مذکور ہیں کہ اونمیں
قصہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہے اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمیں مسطور ہیں کہ اون وقائع کا
نام ونشان شیخ جونپوری میں پایا نہیں جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا وانتہا چھوڑکر اعتقاد
یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید لے کر رکن ومقام کے بیچ میں بیعت کرے وہ مہدی ہے اگرچہ نہ سیادت
اوسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود میں آوین
نہایت غلطی ہے خطائے دوم یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھ کر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ
خود انہیں نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہے کہ بیعت کرنے والے بقدر اہل
بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بھیجیگا اسیوقت کہ لوگ بولنے لگینگے کہ
مہدی نہیں ہے مبعوث کرے گا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہیں تین سو پندرہ آدمی بقدر اصحاب
بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور یمن کے ایک مکان سے کہ نزدیک صنعا کے ہے اونکو
نکال کر مکہ میں بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھا کر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی
روایت میں بھی ایسی ہی ہے کہ فیبایعه مثل عدة اهل بدر یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے
اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام بہ شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے
اور سوا اسکے اسیقدر انصار اور ہونگے کہ ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ السیمی
سات سردار مع ہوکر مہدی کو ڈھونڈینگے اور مکے میں سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانینگے اور
مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکہ کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر ملاقات کرتے ہوئے مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھکر رکن و مقام کے درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے سات ہونگے کہ دن مین بانند شیر دلیر بہادر اور رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گذار ہونگے یہ مختصر ہی روایت نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب معتقدات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالہ برہان وغیرہ مین موجود ہین خبط سوم یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فہو مومن کے سے تاریخ نوسو ایک کی عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان را چہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گو یم بر روی تو لفظ من اتبعنی فہو مومن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمہارے مہدی کے رفت و گذشت نہین ہوگئی کہ اوسکا ادراک مشکل ہوا ور تم جو چاہو سو بنا کر اوسکی نسبت لگا دو عدد اس عبارت کے موافق قاعدہ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اور اگر قال کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین تو نوسو اکیاسی ہو جاوینگے نو سو ایک کسی طرح سے درست نہین ہوتے ہین یا ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے تیرھوین باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نو سو تین ہجری مین باین عبارت ہوا انہ قال بامر اللہ عنا دیل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک و تعالی نے یہان بھی تمہارا جھوٹ افترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اوسی کتاب کے ستر ھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بدلی مین سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی بیشک مین مراد اللہ اور انہی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ و تعالی نے تاریخ دعوے آنحضرت کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک و تعالی نے تمہارا دروغ بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نو سو چودہ عدد ہوتے ہین اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تراسی رہتے ہین غرض کہ تینون

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست بھی کہ امتحان تک
پہنچا اب خیال کیا جاہیے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے
یہ ایک نمونہ ہے انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہوئے کہ کسقدر باطل
مزخرفات ہین خطاے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ وہ شنبے کے روز منبر کو
کہ درمیان رکن و مقام کے ہی رکھکے تو اگر بعد دعوے مہدیت تین بار باواز بلند کہا کہ من تبعنی
فہو مومن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس مصنف نے کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر
مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جا
مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا رستہ ہی وہان منبر کیونکر رکھ سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا
دعوی باواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوصاً اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا
بادشاہان ہمیشہ بسبب ایسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل
کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطاے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور
قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بحیثیت گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی
بدو گواہ راضی ہیان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود ہی کے خیال
مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک یہ دونون گواہ کہ مرید خاص اور
الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی
گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ
نقل امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین
مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمہ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرما ہوئے
محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن ہین
اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا
اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی انکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس
دعوی آپکا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھا کے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب
مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت

حکایت جناب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی
قاضی شریح کے محکمہ مین

کر کے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میرے واسطے اپنے تابع
قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی
جانا کہ دین انھیں کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی
ہی و اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین
کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی ہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت
مین تمھارے خاص تلمیذ ونکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطا کے مشتبہ یہ کہ مدعی کی سمجھ مین
یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا
وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہو سکتے ہین یہ دونون اس بات پر گواہ ہین کہ تو نے
من اتبعنی فہو مومن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو
اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار رہا اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہی
اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہوگئے
گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے
ولایت بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہو گئے
کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو سے جواب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین
اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے
کیونکہ یہین وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوگی تو انکی ولایت بھی
ثابت ہوگی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہی اور صحت اعتقاد صحت
مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہوگی دور محال لازم آویگا
دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی
کہ عن ارطاۃ انہ قال بلغنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المہدی من ولد فاطمۃ بنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشہ ثم یخرج
رجل من ولد فاطمۃ بنت رسول اللہ علی سیرۃ المہدی بقایۃ عشرین
سنۃ ثم یموت قتیلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہی اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
ابتدا بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھہ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث انکے
صادق آئی **جواب** اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بددیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ماجاء فی المہدی مین اس حدیث کا نام ونشان نہین ہی البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہی چنانچہ رسالہ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالہ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہی لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و
تبدیل کرکے عبارت مذکور الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ
حضرت رسالتمآب نے فرمایا ہی کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی
جو شخص کہ مجھپر عمدًا جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھیرالے یہ حدیث محدثین کے
نزدیک متواتر المعنی ہی روایات نعیم بن حماد یہ ہی عن ارطاة قال بلغني ان المهدي يعيش
اربعين عاما ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنين
على سيرة المهدي بقاؤه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح ثم يخرج رجل
من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة يغزو مدينة قيصر
وهو اخر امير من امة محمد صلى الله عليه وسلم ثم يخرج في زمانه الدجال وينزل
في زمانه عيسى بن مريم عليه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پہونچی ہی یہ بات کہ مہدی
زمین کے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلیگا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو
کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلیگا اوسکو بیس برس بقا ہی پھر ہتھیار سے
مقتول ہوکر مریگا پھر نکلیگا ایک اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
نیک سیرت ہوگا غزا کریگا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
پھر اوسکے زمانے مین دجال بھی نکلیگا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو مہدی
روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کسقدر تحریف اور خیانت کی ہی فقط اتنی بات پر کہ اس مین تھا
موعود کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا
کہ ابتدا بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام حالات سابق و لاحق

اور ملا اکبر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کرکے اپنے میان پر جما دیا حالانکہ یہ شخص قحطان بن عامر
بن شالخ کہ ابو الیمن ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوندمیر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اونپر جمانے کی ضرورت ہے تو طولانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہو جاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوندمیر حسینی
سید ہین ہم اور وہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس کے سبب ہے میان خوندمیر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دو شہر میان کو لینے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چارسو برس ہین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس عدے کے نہوسکے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کریگا اونکو ملک مین
جیساکہ حاکم کیا تھا اونکو جو پہلے تھے اگلون کو اور جمادیگا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اونکو اور دیگا
اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمک خوار رونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ حاکم
اور نوکر بزاہدی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک وہ مع گدھا ایسا
گم ہی جیساکہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط بیس مین مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہو وین کچھ ضرر نہین ہی
جیساکہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکتا وہی اگر خریدنا منظور ہو تو سے
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفہ موصوف کی تعینت
سوا اسے ارطاۃ کے اور ونے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

صدفی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر بن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے اور بعضے ان روایات مین ہے کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہو گا دلیل ہشتم میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات که در حق مہدی وارد شدہ است اکثر صاحب فتوحات درکتاب خود آوردہ ست کقولہ الا ان للہ خلیفۃ یخرج وقد امتلأت الارض جورا وظلما فیملؤ ہا قسطا وعدلا یتیمہ رسول اللہ فی الخلق ینم الخاء اجل الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویۃ ویعدل فی الرعیۃ ویفصل فی القضیۃ یخرج علی فترۃ من الدین یزع اللہ بہ ما لایزع بالقران یاتیہ الرجل یسئ جاہلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیہ یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفو اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطی لہ ملک یسددہ من حیث لا یراہ یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشہد یصلحہ اللہ فی لیلۃ یعز الاسلام بہ بعد ذلہ ویحیی بعد موتہ یظہر من الدین ما ہو الدین فی نفسہ ویرفع المذاہب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یبایعہ العارفون باللہ من اہل الحقائق عن شہود وکشف وتعریف الٰہی لہ رجال الہیون یقیمون دعوتہ وینصرونہ ہم الوزراء یحملون اثقال المملکۃ ویعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی شعر

الا ان ختم الاولیاء شہید ✤ وعین امام العالمین فقید ✤ ہو السید المہدی من آل احمد ✤ ہو الصارم الہندی حین یبید ✤ ہو الشمس یجلو کل غم وظلمۃ ✤ ہو الوابل الوسمی حین یجود ✤ وقد جاء زمانہ انتہی کلامہ وانہ ظہر فی القران الرابع اللاحق بالقرون الثلثۃ الماضیۃ قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الذی یلیہ ثم الذی یلی الثانی ثم جاء بینہما فترات وحدثت امور جواب معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات سے نقل کرنے سے کیا غرض ہے شاید یہ ہے کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہے یعنی عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

[Margin notes:] ...صاحب فتوحات ... / لہ مسلمان ... الوسمی مطر ربیع الاول ۱۲ قاموس

بڑھا دیے اور کہیں عبارات و فقرات کہ مخالف سمجھے اڑا دیے اور کسی کے معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہ ہی تحریف اول یہ کہ قسطاً و عدلا کی یہ عبارت اڑا دی لو لم یبق من الدنیا
الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یلی هذا الخلیفة من عترة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ولد فاطمة یواطی اسمه اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایع بین الرکن والمقام یعنی اگر باقی
رہے دنیا سے مگر ایک دن دراز کریگا اللہ تعالی اس دن کو تا آنکہ آئے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا ہے عترت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی
اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام
کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہی اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہو چکا تراش متاخرین
مہدویہ کی ہی کہ انھون نے بمصداق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند سے یہ حکایت افترا کر کے اپنے مہدی کی
خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نہ تھی ورنہ خندمیر سے خلیفہ دوم کیونکہ مخفی رہتا
اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین نقل نکیا
تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہین یشبه رسول الله فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہی یشبه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنه فی الخلق بضم الخاء لانه لا یکون احد مثل رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی اخلاقه یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہی انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہی کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی
و برابر سمجھتے ہین برباد ہو جاتا ہی اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہی کہ یہ بھی
مد نظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر کہتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور ان
ایام مین بسبب قرب زمانے کے ہزارہا آدمی انکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی وجہ یہ کہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نزدیک متاخرین مہدویہ کے
ایسی کتابین دعوی شکلی سے بھر دین حالانکہ اب بھی انہین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ شکل تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہی اکہ انکے مہدی دو مو یعنی تھے حالانکہ حضرت رسالت کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل یہی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت للنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیۂ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ ایک
صحابی کہ نام انکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے انکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ مین انکا ذکر صحاح مین موجود ہی **تحریف سوم** یہ کہ امنی الالف کے بعد لفظ
مقرون بحاجبین کا کہ وہان نتھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ تم اوسکا نکالڈالنے سکے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپوری سے
اہل کوفہ کہان سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکالڈالی یاتیہ الرجل فیقول لہ یا مہدی اعطنی وبین یدیہ المال فیحثی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحملہ یعنی آویگا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہیگا کہ ای مہدی دے مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دیوینگے کہ اوٹھا سکے اوتنی
چونکہ یہ شان مہدی جونپوری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی بالکل
مالک مال نتھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کریگا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے یعنی کہ جو کچھ
بطور خیرات کے آجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضون کی سفارش کر کے کئی سویہ
دلا دیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھی جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہی

اور پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نقد
دیتے تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارف
حدیث فیجیئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ کی شرح
مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطایا
باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کیے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خود خوندمیر
کلام کا محمل نپاکر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی رسالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھ ہزار
اشرفیون سے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین
ایک تسبیح سو موتی کی ڈال دی کہ ہر دانہ لاکھ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سوا دو روپے
کی ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر حقیقت میں اسکی اصل ہوتی تو سب سے
پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پہونچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھ دینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سوا کرور یا سوا دو کرور روپے کی تسبیح کسی نے تمھارے مہدی کو خیرات
مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالامال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمھارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک بملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین ہند و حکام بالدہ
لوکھان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین وہ ایک
دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت
قیمتی پچاس لاکھ روپے کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادرشاہ کے ہاتھ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت
مین لکھا ہی کہ ساٹھ قناطیر زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پا بجولانہ ملا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون ذوجوہ میں مہدویت سے پہلے واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی لیکن وہ اوسکو تقدیر بیعت بھی علامت مہدیت کچھ خلاف نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل صحیح ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی اسواسطے کہ مال بیت المال میں تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفاء راشدین اپنی ذات واقربا کے واسطے بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا سلطان موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک ثلث مالی کو کہ بیت المال میں اوسکا حق نہایت قلیل ہی تسبیح کر دوردہ کروڑ کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی تحریف پنجم یہ کہ ما لاینزع بالقرآن کے بعد یاتیہا رجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے کے عبارت ما بعد انکے مہدی پر صادق نتھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت ما بعد یہ ہی یمسی جاہلا جبانا بخیلا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو ایک شب اللہ تعالی مہدی بنا دے گا اوسکی شام تک کم علم بخیل بے جرأت ہونگے اور صبح کو سب سے زیادہ علم میں اور کرم میں اور شجاعت میں ہو جاوینگے یہ موافق ہی حدیث امام احمد اور ابن ماجہ کے المهدي من اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی مہدی اہل بیت سے ہین درست کر دیگا اونکو اللہ تعالی ایک شب میں چونکہ یہ بات انکے مہدی اوعائی حال کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد ولی تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس میں حافظ قرآن ہوکر بارہ برس کی عمر تک تمام علوم سے فارغ ہو کر باتفاق علماے نواحی دانا پور کے ملقب باسد العلما ہو چکے تھے اور ہمراہ سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راو کے جنگ سخت کر کے اوسکو مع فیل سوار کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس ان پر یہ حدیث صادق آتی ہی نہ عبارت مذکورہ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ رجل کو عبارت فتوحات کے اول میں لگا دیا تاکہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس آوے گا اور کم علم بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

آشنج ہو جاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
بنا کر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا باینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین
استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے
چلے آتے ہین اور اسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین تحریف ششم یہ کہ بعد
من حیث لا یدراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل و یقوی الضعیف فی الحق و
یقری الضیف و یعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور
قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب
حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان
ثروت و حکومت کا کام ہی اور مہدی اعلائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین انپر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت کے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق
ہی یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصوری اسی کا
نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو تحریف ہفتم
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ
بمرج عکاء یبید الظلم و اھلہ یقیم الدین و ینفخ الروح فی الاسلام یعنی
فتح کرے گا یہ خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہوگا جنگ
کلان مین بمقام مادبۃ الٰہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو
اور پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ ظاہر ہی کہ سراسر انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہو چہ جائے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا
کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ اشکل
مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے تحریف ہشتم یہ کہ بعد لفظ یعن و توتہ کے یہ عبارت

نکالڈالی یضع الجزیۃ و یدعو الی اللہ بالسیف من ابی قتل ومن نازعہ خذل
یعنی موقوف کریگا جزیے کو یعنی جزیہ نہ لیگا کفر پر کافروں کو نہ چھوڑے گا جیسا کہ اب معمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کریگا اور دعوت کریگا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر یعنی جسنے انکار کیا مارا جاوے گا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو بعثت تاقی ہی کیونکہ اونکو کافروں سے قدرت
جزیہ لینے کی کہاں ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانوں سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
مگر اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمنا کا انصاف نامے
کے باب چہارم میں مسطور ہی کہ میران شہر ٹھٹھہ میں دعوت کرتے تھے کہ ایک ملا نے اپنے فرزند
سامنے کرکے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیگا ہم اس سے جزیہ لیوینگے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہاں تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہاں
ہوا بلکہ انھیں کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے بلکہ
خود میاں تحریف بانمع رفقا واقربا گجرات میں مقتول ہوے تحریف نہم یہ کہ یرتفع المذاہب
او ولا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان میں لفظ من الارض کا تھا اسکو
نکالڈالا اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھاوینگے سب مذہبوں کو روے زمین
سے پس باقی نرہیگا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہیں ہی کیونکہ انھوں نے
روے زمین سے مذاہب کہاں اوٹھائے مذاہب مختلفہ اب تک روے زمین پر موجود ہیں بلکہ
ایک مذہب مہدویوں کا انکے سبب بڑھ گیا البتہ اپنے مریدوں میں سے سب مذہب
اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسمیں ہم ہیں یہ ہر ایک سے ہوسکتا ہی اور ایسا
سمجھ لیتے ہیں کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد یہ معنی
رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوئے نہیں درست تھے اسواسطے اسکو حذف
کردیا تحریف دہم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعداؤہ
مقلدۃ العلماء اھل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذھبت
الیہ ائمتھم فیدخلون کرھا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبۃ

فيما لديه يعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم امام کا اپنے ائمہ مجتہدین کے خلاف دیکھیں گے بجبر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر وسطوت امام کے اور بسبب رغبت وطمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اوسکے فرمایا کہ یفرح به عامة المسلمين اكثر من خواصهم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہیں بالجملہ یہ عبارت نکی خوند میر کے مہدی کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ نہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی اور نہ سطوت امام کے لشکر بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف بازوہم یہ کہ یعینونه علی ما قلده الله تعالی کے اس قدر عبارت حذف کردی ینزل عليه عيسى ابن مريم بالمنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين متكئا على ملكين ملك عن يمينه وملك عن يساره يقطر رأسه ماء مثل الجمان يتحدر كانما خرج من ديماس والناس في صلوة العصر يتنحى له الامام فيتقدم فيصلي بالناس يؤم الناس بسنة محمد صلى الله عليه وسلم يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويقبض الله المهدي اليه طاهرا مطهرا وفي زمانه يقتل السفياني عند شجرة بغوطة دمشق ويخسف بجيشه في البيداء بين المدينة ومكة حتى لا يبقى من الجيش الا رجل واحد من جهينة يستبيح هذا الجيش مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم ثلثة ايام ثم يرحل يطلب مكة فيخسف الله به فمن كان مجبورا من ذلك الجيش مكرها يحشر على نيته القران حاكم والسيف مبيد ولذلك ورد ان الله يزع بالسلطان ما لا يزع بالقران یعنی نازل ہونگے امام مہدی پر عیسی بن مریم منارۂ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے تکیہ دیے ہوئے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر کے قطرات عرق مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہوں گے یعنی سر جھکاینگے وقت سر کے بالوں سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرینگے وقت جسم پر بہنے لگیں گے گویا کہ حمام سے برآمد ہوئے ہیں اور لوگ نماز عصر کی تیاری میں ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے

واسطے ہنجاوینگے پس آگے بڑھ کر لوگون کو نماز پڑھادینگے حضرت عیسیٰ آدمیون کی امامت کرینگے طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاریٰ گلے مین ڈالتے ہین اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اوسکے زمانے مین کیا مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام غوطہ دمشق مین اور زمین مین دہسا دیا جاوگا لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہانتک کہ نہ باقی رہیگا لشکر مین سے مگر ایک آدمی قبیلہ جہینہ کا اور یہ لشکر تین دن تک مدینۂ رسول مین لوٹ مار مباح کریگا پھر جائیگا مکے کے ارادے پر پس دہسا دیگا اللہ تعالیٰ اوسکو پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اوس لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار مدد گار ہوگی دین کو اور یہ جو واسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اوسقدر باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطان کے اکثر خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور نیک معلوم ہے کہ منارہ بیضا شرقی دمشق کہ جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے وہین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور حالا اوس مسجد کا منارہ اذان ہی پچیس مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز چھ مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوپر اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلہ النصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اوس پر چڑھ کر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر تھا اور غوطہ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فردوگاہ عیسوی جانتے ہین اور غوطہ دمشق ایک زمین ہی فنائے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات زرد آلو سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطہ دمشق کی تعریف حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کر دیا تحریف

دوازدہم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تائید مین نقل کیا

بیان منارہ بیضا شرقی دمشق

بیان غوطہ دمشق کہ محل قتل سفیانی ہی

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کر دیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان نہ سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھ جاوین الا ان الاشعار الا ان ختم الاولیاء شہید ۞ وعین امام
العالمین فقید ۞ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہوگی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
شیخ کے نزدیک نہ خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین جا بجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ ٣٦٦ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ انکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ ہو السید المہدی من آل احمد ۞ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر و زندہ رہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
شیخ نے ما قبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنۃ محمد یکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہونگے طریقہ محمدی ﷺ پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کر لیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین ۞ ہو السید المہدی من آل احمد ۞ ہو الصارم الہندی حین یبید
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کہ ہلاک کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہی لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ معارضہ مین

اسی مصرع سے ثابت کرتے ہیں کہ مہدی کی جا تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہین کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت و صیغہ دانی مین ایسا چالاک
کر دیا ہی کہ مُہَنَّد اور مُهْتَدی مین کچھ فرق نہین جانتے ہیں کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہیں اور مادۂ ہند اور ہدی کو ایک جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی میں یہ کمال ہی
کہ تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدی کو تیغ بھی حقیقۃ سمجھین انسان کہیں اور یہ خبر نہیں ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدۂ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھ کر روبرو سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ ٭ مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ الْهِنْدِ مَسْلُوْلُ ٭ اور حضرت نے آپ بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوْفِ اللهِ مَسْلُوْلُ اور مہند کہ معنی تیغ ہندی کے ہی
اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر هُوَ الشَّمْسُ يَجْلُوْ كُلَّ غَيْمٍ وَظُلْمَةٍ ٭ وَهُوَ الْوَابِلُ
الْوَسْمِيُّ حِيْنَ يَجُوْدُ ٭ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ باران بہار ہی جس وقت
کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت نکریگا جیساکہ
میانجی کی ہی جس کسی کا کلام نقل کرتے ہیں اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے مین نہ یہ کہ استدراک استحباب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود کے ہو جاوے
اور بلا ذکر و اشارۂ انتحاب اوسکی طرف نسبت کر دیوین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا
لکھا ہی تا کہ لوگ سمجھیں کہ اوسکی رائے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے
ہین تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کر سکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہوں یا مہدی ہوں اور
فلانی کتاب سے میرے دعوے کا ثبوت ہو سکتا ہی بس صفات منافیہ کو حذف کر کے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کر دیا کرے
اس قسم کی نقل کا سوائے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی بس ان تحریفات کا نقل کرنا ہمسے دو مقصد محقق ہوئے
مقصد اول رد ڈھکوسلے کی میان خوندمیر کی خصوصاً تحریف دوم مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہونگے خلق بضم الخاء مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخاء
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخاء مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف پنجم من باب قیاس الرجل کا لفظ اپنے
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کی طرف نسبت کر دیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کے بہت کذب ہین مقدمہ سبعہ وغیرہ مین موجود ہین

که نسیتاً اوسکا موجب تطویل ہی پس معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
جیسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور سید انجی بن
سید سلام اللہ وغیرہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے
مین مطلوب ہی تو فرمان امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ
اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے
کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہی بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے
اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور
حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ مقدمہ دوم
بطلان مہدویت انکے مہدی دعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدوی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر لکھا گیا
بعد قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ
لوح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوتے
ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نہ کرے گا دلیل سوم وہی میان خوندمیر
اپنی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام
می گوید وهم على اقدام رجال من الصحابة صدقوا ما عاهدوا الله عليه وهم من الاعاجم
ما فيهم عربي لكن لا يتكلمون الا بالعربية لهم حافظ ليس من جنسهم ما عصى الله قط هو
اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرا مہدی صحابہ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ اونھون نے سچ کر دکھایا جسپر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا تو عجم سے ہین کہ اون مین کوئی نہین ہی عربی
لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین انکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے کبھی خدا کی نافرمانی
نہین کی وہ خاص وزرا کا ہی اور افضل امینونکا ہی انتہی میان خوندمیر کی غرض بیان گرچہ بظاہر یہہ ہی کہ وزراے مہدی کے صفات

مذکورۂ بالا سب نے راے مہدی جونپور مین موجود ہین پس مہدویت اونکی بخیہ ہوئی لیکن جو عقیدت تمنے
اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہو کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا مصادق آنا ان بزرگون کے
وزیرا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہی اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہی کہ کبھی بات سوا عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفا مہدی جونپوراسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ تمام
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی
ایسی توجیہ کی ہی کہ بچونکی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت
اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار
قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص وزرا ے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہی اور اگر مراد
وعظ قرآن ہی تو علما مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ
عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث بملک العرب کی توجیہ کرتے
ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب
ٹھیرے مہدی جونپور مالک عرب ٹھیرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی اب باقی یہ
رہا کہ اخص الوزرا نے کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی
نے گناہی کیونکر ثابت ہوسکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ لعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے
باب نہم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہوجاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یہ لقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر ان معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوئے ہونگے کہ منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور پینڈھا بازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ بھی لیل ہشتم مین جو کذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ ہی

مذکور ہو چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی عالم خان
کی لڑکی سے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھٹروائی کہ لوگونکے گھر جلنے کا
خوف ہوا اور سواے انکے کوئی ایسے اعلی مہدی جونپوری کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم
ٹھیرے حالانکہ دوسرے خلفانے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد بلا رعیت شیخ کی صحابیت
کی ہی جیسا پنچھ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ کہ با اختصاص میان نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک
حبشی کو قتل کرکے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوے تھے ہین
ایسے لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شہر وزیری چنین شہریار
چنان + جہان چون نگیرد قرار چنان + علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزرا
مہدی عجم ہین اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہین ہی اور میان شیخ جونپوری کے تمام وزرا
جنس عجم ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہی اور
اگر سیاق عبارت پر نظر کی جاوے تکذیب زیادہ تر ہو جاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا
مہدی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی
گرادینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر
تلوار کے فتح کرینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر وزراے مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی
فتح نکیا پس شیخ اکبران وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدیت کے منکر ہین لیکن فرقہم
میان خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان نیز لی
اور اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم الله به الولایة
مطلقا وختم یختم الله به الولایة المحمدیة فاما ختم الولایة علی الاطلاق فهو عیسی علیه السلام فهو الولی
بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة وقد حیل بینه وبین نبوة التشریع والرسالة
فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعده فکان اول هذا الامر نبی وهو آدم
واخره نبی وهو عیسی اعنی نبوة الارث فیکون له یوم القیمة حشران حشرا
معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولایة المحمدیة فهی لرجل عجمی من الهند فی اخر
الزمان فهو حلی الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبه فی الاخلاق بضم الخاء

معرسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشبهه فى الخلق بفتح الخاء يصلحه الله فى ليلة
او في يومين ويكون له العلامات الكثيرة كما اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
في بعض الاحاديث وقد رايت العلامة التي اشار بها الرسول عليه السلام
اخفاها الحق في ذات المهدي عن عيون الناس وكشفها لي حتى رايت خاتم الولاية
منه وهو المهدي الذي يختم به الولاية المقيدة المحمدية يخرج في اخر الزمان
مع العلامات التي اخبر بها النبي صلى الله عليه وسلم لا يعرفها كثير من الناس
ولا يؤمن اكثرهم به وقد ابتلاه الله تعالى باهل الانكار عليه بما يتحقق به
من الحق في سره وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم
الله بالمهدي الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء
فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا
الخاتم المحمدي ولا يوجد ولي بنسبة الولاية المحمدية هذا معنى ختم الولاية المحمدية
واما ختم الولاية العامة الذي لا يوجد ولي بعده فهو عيسى عليه السلام
انتهى یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھویں فصل میں مسطور ہے
لیکن میاں مذکور نے یہاں نہایت تحریف وتبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کلام سے خود بخود
منفعل ہوکر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہو جاوے گا
اب عبارت فتوحات لکھی جاتی ہے تا کہ عقلائے انصاف پسند دونوں کو مطابق کرکے دیکھیں کہ
کسقدر خیانت کی گئی ہے شیخ اکبر مقام مذکور میں فرماتے ہیں الختم ختمان ختم یختم الله
به الولاية وختم يختم الله به الولاية المحمدية فاما ختم الولاية على الاطلاق فهو
عيسى عليه السلام فهو الولي بالنبوة المطلقة في زمان هذه الامة وقد
حيل بينه وبين نبوة التشريع والرسالة فينزل في اخر الزمان وارثا خاتما لا ولي
بعده بنبوة مطلقة كما ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة
تشريع بعده وان كان بعده مثل عيسى من اولي العزم من الرسل وخواص الانبياء
ولكن زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو لغيره فينزل وليا

ذا نبوة مطلقة يشر له فيها الاولياء المحمديون فهومنا وهو سيدنا فكان اول هذا الامر نبي وهو آدم واخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص فيكون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلاً ويداً وهو في زماننا اليوم موجود عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها الحق فيه عن عيون عباده وكشفها الي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه وهو خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل الانكار عليه فيما يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهولاء يوجدون بعد هذا الختم المحمدي وبعده فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا اعني خاتم الولاية المحمدية واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى عليه السلام انتهى يعنی ختم دو ہین ایک ختم ہی کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق کو ختم کریگا اور ایک ختم ہی کہ ختم کریگا اللہ تعالی بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہین پس وہ ولی ہین بنبوت مطلقہ زمانہ اس امت مین اور تحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے پس اوترینگے آخر زمانے مین وارث محمدی و خاتم ہوکر کہ کوئی ولی بعد اونکے بنبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہین ہی اگرچہ بعد آنحضرت کے عیسی سولون اولی العزم اور خاص انبیا سے ہین لیکن زائل ہوگیا ہی حکم اونکا اس مقام سے بسبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہی یعنی انقطاع نبوت تشریع کا زمانہ دولت محمدی مین پس اوترینگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک ہوتے ہین اونکے اس مین سب تبع ہین اولیا محمدیہ پس وہ ہم مین سے ہونگے اور ہمارے سردار ہیں

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتداے سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بہ نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقہ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسیٰ کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے
ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو ہے
قوم عرب سے کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آ چکے دن وجود
سے مینے پہچانا اوسکو سنہ ٥٩٥ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مین نے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہی
اوسکو اللہ تعالی نے اوس مین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مینے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ وہ
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو تحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسے ہی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی
دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سوا اس ختم محمدی کے اوسکے ملنے مین اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاوے گا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہووے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے
اور لیکن ختم الولایت کہ جسکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی آپ
ملاحظہ کیجیے کہ جملہ لا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کر دی اختصار ہو کچھ مضایقہ نہین
ہی لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پر کہ نبوۃ الارث کر دیا سببا اوسکا تغیر ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص بمعنی نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحا کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی تصریح کی کہ انکے نبوۃ الاختصاص اور بدتر اس سے یہ ہی کہ فعی لرجل کے بعد

عبارت شیخ کو اوڑا کر اپنی طرف سے یجیئ من الھند الخ بڑھا دیا کہ افترائے محض ہوا اسواسطے کہ شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مرتبۂ خاتمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی اور مین فلانے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانا ہون اور میان نے اپنے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک مرد کے واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین وچنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہی کہ اخفاھا الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کی طرف راجع تھی وہان فی ذات المھدی بنا دیا حالانکہ اصل سخن مین مہدی کا نام بھی نہین ہی اور کشفہا لی کے بعد بمدینۃ فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وھو خاتم النبوۃ المطلقۃ کی جاے پر وھو المھدی الذی الخ لکھدیا اور بالخاتم المھدی کی جاے پر بالمھدی کر دیا اسکے سوا اور بھی کئی جاے پر افراط و تفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ جھہ تحریفات بالالبتہ نہایت خدع وکذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا تو طریقہ دیانت وراست بازی کا یہ تھا کہ سالم وکاست نقل کر دیتے کہ لوگ دھوکا نکھاتے اور اگر اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان فارسی سے کہ جس مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور معرفت بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ سند ودلیل نہ سمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سوا اسکے اور عبارات بھی اس بزرگ نے اوسی سالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاوے کلام طویل ہوتا ہی اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خرواری باشد واند کی دلیل بسیاری

فائدہ جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین نے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعہ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بیچارے جو زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار

سیاہان کہ تاراج رہ می کنند ❊ بدزدی جہان را سیہ می کنند ❊ بروز اتشی بر نیارند گرم ❊ کہ دارد ابی دیدہ از دیدہ شرم ❊ دبیران نگر تا بروز سپید ❊ قلم چون ترا شند از مشک بید ❊

حاشیہ: مطلب مصنف کا یہ ہی کہ مہدویان کی ایسی تمامی حرکات سے خصوصاً ایسے افترا اور تحریفون سے اونکا عدم دیانت ہونا ثابت ہوا

دلیل یازدہم وہی میان ادہی مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین کہ حق تعالی درکلام خویش خبر داد
ثم ان علینا بیانہ ای بلسان المہدی وازآیات دیگر ہم صحت فرمودہ ہست کما قال سبحانہ
افمن کان علی بینۃ من ربہ تا افلا تذکرون و دیگر قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ
علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین و دیگر قل ای شیء اکبر
شہادۃ قل اللہ شہید بینی وبینکم واوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن
بلغ و دیگر فان حاجوک فقل اسلمت وجہی للہ ومن اتبعن و دیگر وکذلک اوحینا
الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ
نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا وانک لتہدی الی صراط مستقیم و دیگر
ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم
مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ہو الفضل الکبیر جنات
عدن یدخلونہا یحلون فیہا من اساور من ذہب ولؤلؤا ولباسہم فیہا
حریر وقالوا الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور الذی
احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب ولا یمسنا فیہا لغوب و دیگر
ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب
الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموات
والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ربنا انک من
تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظالمین من انصار ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی
للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا
مع الابرار ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمۃ انک لا
تخلف المیعاد فاستجاب لہم ربہم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم
من بعض فالذین ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا
وقتلوا لاکفرن عنہم سیئاتہم ولادخلنہم جنات تجری من تحتہا الانہار
ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب و دیگر ہو الذی بعث فی الامیین

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ و آیات دیگر بسیارست بر صدق
وی دلالت می کنند و اقوال صحابه رضوان الله علیهم اجمعین نیز بی شمارست که بر صحت ثبوت
آن گواهی میدهند چنانچه قول امیر المومنین علی کرم الله وجهه بر همین وارد شده اشعار
بني اذا ما جاشت الترك فانتظر + ولاية مهدي يقوم فيعدل + وذل ملوك
الظلم من آل هاشم + وبويع منهم من يلذ ويهزل + صبي من الصبيان لا رأي
عنده + ولا عنده جد ولا هو يعقل + فثم يقوم قائم الحق منكم + وبالحق يأتيكم
وبالحق يعمل + سمي رسول الله نفسي فداءه + فلا تخذلوه يا بني وعجلوا + اور عالم
نے هفتنا کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم الله تعالی
کا اس بندے کو ہوتا ہی کہ آیت أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ آخر تک خاص تیری ذات کے
حق میں فرمائی ہی سننے اور مراد لفظ مَن سے أَفَمَن كَانَ میں خاص ذات تیری ہی اور یہ بھی
دعوی کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہی اور کہا کہ مراد ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ سے اندک فنا رکھنے والے
ہیں اور مُقْتَصِدٌ سے نیم فنا رکھنے والے اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ سے تمام فنا رکھنے والے مراد ہیں
اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس بندے سے نہیں ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان حق تعالی ہی
کہ آیت قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي میں مراد مَن سے
خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ میں مراد ہماری یہ ہی
کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کریں اور شواہد الولایت کے اکتیسویں ۳۱ باب میں
لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَ
مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ
اتَّبَعَنِي یہ تمام مَن کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہی فقط لا غیر اور باب چھبیسویں ۲۶ میں

لکھا ہی کہ ہر بار حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اولی آیۃ کتاب یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ نَبِیًّا کا تذکرہ سے
ایجھو ... الا آیات سید محمد بآیت نعمتا تیرے گروہ کی شان میں ہی جو کہا میران سے جیسا کہ یا قوم
موسی کو خطاب یہود اور یا قوم عیسیٰ کی خطاب نصاریٰ اور یا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان کو
پہلی یا قوم کا خطاب اور اولوا الالباب ہی انتہی اور تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران سے خوندمیر کو کہا
کہ تمھاری خبر حق تعالی نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ یعنی سینہ تمہ
فِیْهَا مِصْبَاحٌ تجلی حق تعالی اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ دل خوندمیر اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ
مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ شجرہ ذات بندہ کہ جو تھے آسمان پر نام بندہ کا سید مبارک نام ہی زَیْتُوْنَةٍ
لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ یعنی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ رَحْمَةُ اللّٰهِ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ یعنی
ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تھی کہ بے واسطہ روشن ہو جاوے لیکن بواسطے
سبب مہدی کی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو گئی یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مراد مَن سے خاص ذات بندے کی
ہو فقط لا غیر اور ستر ہوین باب مین لکھا ہی کہ میران سے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم کیا کہ
اسی قسم کے اٹھارہ آیات ایسے حق ذات مہدی مین اور بعضے انکے گروہ کے حق مین ہین اور
وہ مہدی یقین ہوں اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے ایک روز وعظ مین ملا علی
نیافنی سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا سے کہا
بعضوں سے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون سے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر
پھر اختلاف کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی
درست نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
لیکن معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوا مصطفیٰ کے کسی پر درست نہین ہوتے
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہو کر کہا کہ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ اور
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرما کر بیان فرما دے گا میران سے کہا
کہ یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن نا وسدان بیان سے کیا فائدہ ملا علی سے کہا
کہ آپ فرمائیے میران سے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا سے کہا کہ یہ معنی بہرا ہین سبب
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصا جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ

رنگ سا پکڑتا ہی پس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہوگیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھیرا دیا کہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ کہنے لگا اور آیت مین جو والے
غور کیا نہ اوسکے معنی پہ تامل کرکے دیکھا کہ اوس مین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی
آیت یہ ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ط یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم اوسکو پڑھ دینا جس وقت
ہم پڑھنے لگین یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھولنے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی مین پڑھتے جاتے اور کہین کہین
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جبتک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالی
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے
موخر چاہیے یعنی قرأت سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت
مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے ہین سراسر
نادرست و غلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم
چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى الاية فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا
تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الاية ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الاية ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الاية فَتَوَلّٰى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا لَكُمْ فِيْهَا

مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ
لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ الاٰیۃ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ الاٰیۃ فَسَقٰى
لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ الاٰیۃ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ
قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً الاٰیۃ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى
كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
الاٰیۃ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ الاٰیۃ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ
عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ الاٰیۃ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن مجید
وکلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ مرزا کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر لیا
اور یہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا
بَيَانَهٗ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضروری ہو بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی
تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ کہ یا ایک ہی مجلس کا ذکر ہو کہ پہلے
قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمہین ظالم ہو پھر سر نگون ہو کر
بخجالت حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی یعنی
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا الاٰیۃ یعنی تونے نہ دیکھا کہ اللہ
ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ بر تہ یہ بات ہر عام و خاص کے معاینے مین ہی کہ
ابر آنا اور مرکب ہو کر تہ بر تہ ہو جانا کبھی ایک لمحے مین ہو جاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی
بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ
اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ بھی اسی قبیل سے
ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسواسطے ترجمان القرآن حضرت
عبد اللہ بن عباس نے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا کے معنی یون کہے کہ اِنَّ عَلَيْنَا تَبْيِيْنَهٗ بِلِسَانِكَ یعنی
بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہو اور امام محی السنہ
نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو

اوس قرآن منزل مین مشکل ہو اوسکو تحقیق سمجھا کر بیان کردینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہی
اور یہی معنی نظم قرآنی سے مستفاد ہین نہ یہ کہ جیسا میران سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ ای
محمد تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نوسو برس کے بعد کر دینگے اور نوسو
برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے
کا امام مہدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جبتک تمام امت قرآن سے محروم رہیگی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے
محروم ٹھیرایا انھون نے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن بلے بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نوسو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطای
معنوی مین کیا کہ خلاف مراد الٰہی بیان کرتے رہے اور اب نوسو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوای خرابی
و گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہی اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرارت سے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین توسبکو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق آیات
قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہوچکا اور بعضے کا آیندہ
ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض و یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی معانی
محتملۃ القرآن کے بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الٰہی بالکل احرام ہو اوسکا مدار روایت پر ہی اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الٰہی نہ سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جبتک قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الٰہی وہی ہین نہ سمجھا دے
بلکہ اوسکا بیان نوسو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ نبوت کا دعوی بھی کریگا

کو سمجھاوے اور اونکے چند بارہ ماڑی رد معنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہے اور ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْہِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمھارے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہے طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہے
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہے انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْہِ الآیہ یعنی اور نہین
اوتاری ہمنے تم پر اے محمد یہ کتاب مگر اسواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ چیز کہ جسمین جھگڑ رہے
ہین بیان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہے فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا کام حضرت رسالت کا ہے پس یہ
کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہے مخالف قرآن کے ہے بلکہ یہ امر حضرت کا خاصہ نہین ہے بلکہ تمام پیغمبرون کو
بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ
لِیُبَیِّنَ لَہُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے
اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے
معنی کرتے ہین جیسے یہ دعوی ہے کہ مِنْہُ بَیِّنٌ مراد اسسے ہے اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی
بھی مخالف احادیث صحیح اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے چنانچہ سورۂ جمعہ مین
وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ کو خاص اپنے فرقۂ مہدویہ پر حمل کیا حالانکہ صحیح بخاری مین
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نازل ہوئی
سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ مین نے عرض کیا کہ یہ کون
لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نہ فرمایا یہان تک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس
مجلس مین سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ
اگر ہووے ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوین اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے
محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھنا ساتھ اسقدر شمار صفت کے بتانا صاف
دلالت کرتا ہے کہ یہ آخرین منہم سے آیت مذکورہ مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسیواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے
کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر تعلیمہم پر
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بہم فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہین ہوئے ہین
بلکہ آیندہ کو لاحق ہووینگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منہم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو رشتۂ دینی کے سبب انھین مین ہوگئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ رض کے اور یہی قول ہی ابن عمر اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ و مقاتل نے کہا کہ انسے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
ہین اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپور
کی نکلتی ہی نہ اقوال ائمہ تفسیر سے ہان البتہ عمومات مین قوم مہدی شریک ہی مگر شمار اچہ آپ اپنی
مہدویت اول ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہوجیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
مرا نیست بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم
واجب کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہی
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتدا تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہی
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق سلاطین نظام زادہ جونپور کے موجود نہین ہی پس تخصیص آیات
قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الہی کا کرنا بلا دلیل محض ہی اور اشعار کہ جناب مرتضوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اس بات پر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری ولت اسلامیہ کے قائم ہو کر انتظام ملک و ملت کر دینگے
نہ یہ کہ تمھارے مہدی کی طرح آحاد رعایا سے ہوکر آپ تفرقۂ اخراج و مفلوکی مین مبتلا اور مقہور سلاطین
ہو کر در بدری طرد و اخراج مین بحال بیکسی جیسے آئے تھے ویسے چلے جاوین گے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے ان لوگون سے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے ہر کہ خلیفہ رحاکم کریگا انکو زمین مین جیسے کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جمادے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کر دیا ہے اونکے واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت کے خلفا اور اونکے ساتھ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور قریب قیامت تک ایسے ہی رہینگے یہان تک کہ امام مہدی بھی اسی وعدے کے موافق سریر عزت و خلافت پہ جلوہ فرما دینگے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت رسالت نے وعدہ کیا ہے اللہ تعالی نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آجتک اسکا ظہور ہے کہ تمام امت کبھی مخالفین کی مسخر و رعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہے کیونکہ گروہ امت محمدی ہوتے تین سو پچاسی برس ۳۸۵ سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاسے کو گرفتار رہتے دلیل دوازدہم اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علیؓ فسالہ رجل عن المهدی فقال هیهات ثم عقد بیدہ تسعا فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان اذا قیل للرجل الله الله قتل فیجمع الله له قوما قزعا کقزع السحاب یولف بین قلوبهم لا یستوحشون الی احد ولا یفرحون باحد دخل فیهم علی عدة اصحاب بدر لم یسبقهم الاولون ولا یدرکهم الاخرون وعلی عدة اصحاب طالوت الذین جاوزوا معه النهر یعنی نعیم بن حماد نے حضرت ابن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہے پھر عقد کیا اپنے ہاتھ سے نو کا پھر فرمایا یہ نکلیگا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاویگا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے ڈر اللہ سے یعنی بجبر و اکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈرا کر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا پس جمع کریگا اللہ تعالی اونکے واسطے ایک قوم اسکے بیٹے مانند ریزش ابر کے کہ اونکے دلون مین الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین اصحاب بدر کے برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اونپر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے پچھلے لوگ اور شمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اوسکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی عالم میان مہدوی رسالۂ معاندہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام سن نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو کہ بزاری کرتی ہاری طلب

اللہ تعالی ہین اور عشق و محبت ہین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبد الملک
سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا جواب حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب ہین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جا نپائے جاوین
بل تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجۂ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق تفضیل
راجح طرف ہمجنس و ہمچشموں کے ہوا کرتی ہی نہ انبیا و صحابہ کرام کہ لتر پر نصوص صحیحہ کہ اونکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات رفقائے شیخ جونپور
مین مشکل ہی کہ دعوی بلا دلیل ہی اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤنکے تئین کامل و افضل
سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے
ابر یا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق
ثانی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا مطابقت
کتاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و پیشوا نے
ان تینون کو پس پشت ڈال یا کتاب و اجماع کی مخالفت بجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی میرے
حدیکے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوا نفس
کا ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کر دین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
احوال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان بھی آیت صادق آئی کہ افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ یعنی کیا

پس دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فردوسی رزمہ دیگر
رمضان لیکن میفزاے بر مصطفیٰ خلاف پیمبر کسی رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
اور ظاہر ہو کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی
وصال صد سال می تواں بتمنا گریستن اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہین کیا
تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات وریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے
اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمھارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن
قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کر کے محل قبول کو نہ پہنچیگا اور دین سے ایسے خارج ہونگے
جیسا کہ تیر نشان سے باہر دیا رہو جاتا ہی کہ کچھا ترا اس مین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی
مختصرا او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عاید حال
ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئین اسیطرح جوگی و بیراگی وانیت دیگر کسائین کسقدر صدمات
ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہو سکتا ہی حالانکہ وہ سب
ہباء منثورا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا
دوسرا امر یہ ہی کہ جناب ولایت مآب نے درمیان اس کلام کے نو کا عقد کیا اس سے مہدوی
اشارہ نوسو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے لیے شیخ نوصدی کی حقیت مہدویت پر استدلال
کرتے ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نوسو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ
نو برس مدت سلطنت مہدی کے روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اسبات پر
کہ اس روایت مین عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت
ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہیگا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز
ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نوسو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے
کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہین
اب جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویسا ہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط بلکہ
اغلط ہی اور سوا اسکے یہ ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے
مین بار اسیوقت جاسہ مخاصر تھے اور ظاہر ہی کہ حاضر بسبب مطلع ہونے کے قرائن حالیہ و مقالیہ

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و رضیع فضل و رتبے اعتبار سے ہو جیساکہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا ہوگا غائبین کہ باوجود بعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو نہ پہونچتے ہون اوسکے ساتھہ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس نہ سمجھے دوسرونکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اپنے والد مظہر العجائب سے کچھہ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کاہے کو دوڑاتے پس احتمال نو برس خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بغایت لچر و پوچ ہی و اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان رسالۂ معارضہ مین رسالہ برہان سے نقل کرتے ہین ویحا للطالقین فان للّٰہ بہا کنوزا لیست من ذہب و لا فضۃ لکن بہا رجال عرفوا اللّٰہ حق معرفتہ وہم انصار المہدی فرمایے علی رضی اللہ عنہ واسطے اللہ تعالی کے خزانے ہین نہین ہین روپے اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ جو حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب اوصاف موجود تھے حضرت مہدی علیہ السلام مین جواب بحساب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص سے ہوئے اوسکا حساب ہوسکتا ہی یہان سلف سے خلف تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوا خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب نہین کرسکتا ہی مگر بقول لبیکہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اوس دریا کا ایک قطرہ اس مختصر مین لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان دلائل گذشتہ مین بیان ہوچکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے نئے اندیشہ وہی پیشہ اس روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقین کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا ان سب اتنی ہاتھہ چالاکی کرچکے باقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے

حاشیہ: دلیل سیزدہم ایضاً کلام جناب مرتضوی کہ جسمین عالم میان نے چار خیانتین لفظی و معنوی کرکے تہامید اور محرف کردیا

یہی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیساکہ قاموس مین لکھا ہی ایک
قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے
کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہی
یہان مذکور نے اوسکو صیغہ تثنیہ کا سمجھکر لام کے سبب سے اوسکو مجرور بالیا کر کے للطالقین کر دیا
لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی مین ویسی حیران رہے کہ دو جا ضمیرین لقلیہا
کی اوسکی طرف راجع دیکھکر گھبرائے کہ ہا ضمیر واحد مونث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب
کچھ نہ بن سکا پرانا ہاتھ یاد آیا بزرگون کی پڑھی ہوئی سوروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو
جھانٹ کر اپنی من مانتی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی
کرینگے کہ میرے کلام کو کتر بیونت کر کے مجھپر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہی بیگمات
لینگے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے * اب تو آرام سے گذرتی ہی * جب یہ حال ان میون کا ہی
کہ مسند ارشاد وخلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھیراتے ہین تو دیگر جہال
دیگران اب جناب ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہماری دلیل ہی نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی انکے مہدی کی تکذیب کر رہے ہین فرماتے ہین
کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوس مین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی وسونے سے نہین
ہین ولیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہی جیساکہ حق معرفت کا ہی
اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمہارے
مہدی کے کون کون سے طالقانی مرد مددگار وانصار تھے علاوہ یہ کہ تمہارے میران
مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار
ومہاجرین تھے اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے پس ثابت ہوا کہ جناب
اسد اللہ الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرما رہے ہین تمہارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر سمجھے کیا
کام ہو مولی علی سے * تو اپنے شیخ سعدو کو منالے * دلیل چہار دہم بقیہ احادیث
وآثار رسالہ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی
اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت میرے سے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

انتہی ہان جماعت کثیر عالمون سے امیرون سے فقیرون سے تصدیق و اطاعت کی
آپکی توکردیا حق تعالی نے آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرجہ
ابن ماجۃ یکون فی امتی المہدی ان قصر فسبع والا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم ینعموا
مثلہا قط تؤتی اکلہا ولا تدخر منہا شیء والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت
مین مہدی ہوگا اگر کم زندگی کریگا تو سات ورنہ نو پھر پرنعمت ہوگی اسمین میری امت
ایسی نعمت سے کہ نہ پرنعمت ہوئی ویسا کبھی دیے جائینگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ جمع کریگا
کوئی اونسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہین کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نوسو ایک
ہجری پر بیت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مومن کا آشکار کیا پھر چپ
ہو رہے پھر نوسو تین ۹۰۳ ہجری پر احمداباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
پھر نوسو پانچ ۹۰۵ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض
انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر چپ نہ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر و ثابت
رہے اس دعوے کو دعوی مصرحہ کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پرنعمت ہوئی امت
نعمتون ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا و طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت
و رویت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دیے گئے فائدے
و ثمرات پیدایش انسانی کے مثل فنا تعین شخصی و بقا شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے
اکثر ایکدم مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور پامال اس روز انکی مبارک
نظرون مین پامال ہوگیا تھا انتہی مختصرا ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المہدی یعنی سلطانہ
یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پایمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا متفق ہوا
کرینگے مہدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین حضرت
مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پامال کر چکے قتل و اخراج و حبس و
ضرب اور انواع واقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہینگے اور معنی وطأ کے موافقت

مدرارا ولا تدخر الارض شيئًا من النبات ويكون المال كدوسًا يقوم الرجل
بقول يا مهدي اعطني فيقول خذ ان دونون حديثون مين شي کا بيان نبات کر
کردیا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اُس سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی
غلطی ہی اور چونکہ یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا
ابطال کرتی ہی نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والونکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان
• مہدی متنازع فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی
کہ جو انکے گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ
اور طرفہ طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدانخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہیں آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ
جابجا انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ یہی تذکرہ رہے گا وہی فہم میراث
اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ وَالْمَالُ يَكُونُ كُدُوسًا کا ترجمہ کرتے ہین
اور مال مین روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور
مجرور ہوا اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہیں ہی دوس مصدر ہی بمعنی
کوفتن بپای کے بمعنی خرمن کے نہیں ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہی بلکہ
حرف اصلی وجزو کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوسٌ ہی بروزن فُعُول کے جمع کُدس کی کہ بروزن
فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا و انبار رہا ہوگا پس فقرہ بھی دلالت
کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت
مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سید محمود
جو اسی بد فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ ما
انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رائگان و برباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار و مجرور
کو بھی نہیں پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دار قطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال
کدوسا موجود ہی یہ جار و مجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست
قرآن واحادیث مین بلا تامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض میں انی کا زعم رکھ کر
اور رسالہ معارضۃ المردابات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی

غلط فہمی اثر تصدیق مہدی متنازع فیہ کا ہی اور عالم میان
درمیان جار و مجرور اور حرف اصلی کے بھی فرق نہیں کر سکتے ہین
اور باوجود اسکے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ کا رد لکھتے ہین

آیمۂ ہدایت کا رد کرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کود تے ہین کہ میان کے ہاتھ سے کیا کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کا رد لکھدیا شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ؛ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہی اسواسطے کہ جسکا واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضوع خود ان ہین بلاد شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر کہ ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکور سے جو مراد بیان کی ہی لفظ لغیرس کا اور فی بقعۃ من الارض کا اوسکو رد کرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین بقعۂ ارض مین نہین رہتے ہین چنانچہ کریمۂ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ ظاہر ہی تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت کے واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی اس علامت مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی ہو جب تعجیل نکلے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے کہ یہ کام بازیگر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد دلون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے اور ظاہر ہی کہ جب تک معاملۂ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کرگسی کیا کام آتی ہی ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصہ مہدی کہ بروایت صحیحہ ثابت ہوا ور وہ شخص متنازع فیہ مین پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیحہ ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے سے مہدویت کسطرح ثابت ہو سکتی ہی اور الیسی باین ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھیراتے ہو یہ بے قاعدہ ہے اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہے اسواسطے کہ
ع باطل است آنچہ مدعی گوید یا اول اوسکا اثبات چاہیے آور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا کر
کرنا غلط ہے اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات وخراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہے کہ والعاملین علیہا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی موید نہین ہے بلکہ مکذب ہے دلیل پانزدہم لبقیۃ احادیث آثار سراج الابصار
منہا ما قال علی رضی اللہ عنہ قلت یا رسول اللہ أمنا المہدی ام من غیرنا
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل منا یختم اللہ بہ الدین ای الظہور باتم الظہور
فی زمانہ واوصل الصحابہ فی منازل المقربین والصدیقین فہم اہل المشاہدۃ والمعاینۃ
والمکالمۃ ولکن لا یعرفہم الا اللہ واولیائی کما قال تعالی اولیائی تحت قبائی
لا یعرفہم غیری اخرج ہذا الحدیث جماعۃ من الحفاظ فی کتبہم ومنہم ابو القاسم
الطبرانی وابو نعیم الاصفہانی وعبد الرحمن بن ابی حاتم وابو عبد اللہ نعیم بن حماد
وغیرہم ومنہا ما روی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال دخل رجل علی ابی جعفر
محمد بن علی رضی اللہ عنہ فقال لہ اقبض منی ہذہ الخمسمائۃ درہم فانہا زکوۃ مالی
فقال لہ ابو جعفر خذہا انت فضعہا فی جیرانک من اہل الاسلام والمساکین من
اخوانک المسلمین ثم اذا قام مہدینا اہل البیت قسم بالسویۃ وعدل فی
الرعیۃ فمن اطاعہ فقد اطاع اللہ ومن عصاہ فقد عصی اللہ اخرجہ الامام
ابو عبد اللہ نعیم بن حماد فی کتاب الفتن قلت قد وجد القسمۃ بالسویۃ والعدل
فی الرعیۃ ای فمن اطاعہ فقد اطاع اللہ واما من عصاہ فقد عصی اللہ ثم لا یقبل
عدلہ ومنہا ما روی عن کعب الاحبار انہ قال انی لاجد المہدی مکتوبا فی
اسفار الانبیاء ما فی حکمہ ظلم ولا عیب اخرجہ الامام ابو عبد اللہ نعیم بن حماد
قلت قد تحقق الروایۃ عن المہدی انہ قال ذکر فی کتاب اللہ وکتب الانبیاء
ولم یکن فی حکمہ ظلم ولا عیب کما ہو المشہود ومنہا ما روی عن الحارث بن
المغیرۃ البصری قال قلت لابی عبد اللہ الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ بای شیء

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وباي شئ قال بمعرفته الحلال والحرام وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي ومنها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل ذكر في اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا ومرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة تعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيملؤها بعدله وهذا معنى يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل في مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي باي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وامرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیة ببیت یعنی کہ تا کرد و قرآن ندست شد کتب ثمانیہ چنینہ
لمت بشست دای حکم بنسخها فصدق المؤمنون بالغا منسوخة لان الکتب
السماویة مغسولة بالماء بل مغسولة عن قلوب من امن بہ ای علمہ منسوخہ وہم
المنقولات من عقائد الدین وان کان بعضها ضعافا لکن لما وجدت
یمن ادعی ظہرانها کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتها جواب
حقیقت حال یہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب ابطال انکا کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ
وادی حدیث مین بکمال احتیاط دنبے پاؤن چلتے ہین جب صدہا حدیث وآثار ایسے مخالفہ
حال دیکھتے مین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جس مین امر الامام امام
بتفصیل نہین ہی ہاتھ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا انکا مخالف نظر آیا تو اوس مین قطع و برید کرکے پارہ اول
کو نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر وانصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہے
چنانچہ اسی حالت مین صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا اور
نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مدعا بنا کر لائے
ہین وہ بھی انکی تکذیب وتخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے
یہ ہی کہ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمِنَّا اٰلِ مُحَمَّدٍ اَلْمَہْدِیُّ اَمْ مِّنْ غَیْرِنَا فَقَالَ لَا
بَلْ مِنَّا یَخْتِمُ اللّٰہُ بِہِ الدِّیْنَ کَمَا فَتَحَ بِنَا وَبِنَا یُنْقَذُوْنَ مِنَ الْفِتْنَۃِ کَمَا اُنْقِذُوْا مِنَ
الشِّرْکِ وَبِنَا یُؤَلِّفُ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ بَعْدَ عَدَاوَۃِ الْفِتْنَۃِ کَمَا اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ
بَعْدَ عَدَاوَۃِ الشِّرْکِ وَبِنَا یُصْبِحُوْنَ بَعْدَ عَدَاوَۃِ الْفِتْنَۃِ اِخْوَانًا کَمَا اَصْبَحُوْا
بَعْدَ عَدَاوَۃِ الشِّرْکِ اِخْوَانًا فِیْ دِیْنِہِمْ یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین
یا رسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم
کریگا اللہ تعالی سبب اوسکے دین کو جیسا کہ شروع کیا سبب ہمارے اور ہمارے سبب سے بچا
جاوینگے فتنے سے جیسا کہ بچائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کردیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت فتنے کے جیسا کہ موافقت کردی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے اور ہمارے سبب سے ہوجاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندون کے جیسا کہ ہوگئے بعد عداوت شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پونہچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ کہ جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے فتنہ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت فتنون کی جاکر ایسی موافقت ہوجاویگی کہ مانند بھائیون کے ہوجاوینگے جیسا کہ بعد جانے عداوت شرک کے ہوگئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا کہ نسب انکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ مین دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام کہتے ہین شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ رمضان اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ اور تابعین وغیرہ حامیان دین محمدی نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی مہدویت کے سبب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھیرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو اوٹھا دیا اور محنت و سعی ہزار سالہ برباد کردی کہ بجز چند ہندیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس شیخ مذکور سے دین بھی کمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپور کو معلوم ہوا کہ امر الہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا تھون نے عرض کیا کہ اس دعوی کے اظہار سے کیا فائدہ متصور ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر کرتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب کافر ہوجاوینگے انتہی دیکھئے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونیکا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین آیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین سوسہ مہدویت کے ڈالنے والے نے بھی اسکا کچھ جواب نہ دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب زبردستی کے

طور پر ہوا کہ قضا جاری ہو چکی اگر ملنے کا مامور ہوگا ورنہ مجبور رہو جائیگا یعنی بابت فتنے سے نجات پانا وہ بھی نہوا بلکہ بہ نسبت سابق اہل اسلام مبتلائے فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے مذہب کا بڑھ گیا جو کچھ بابت عداوت جاکر باہم اتفاق ہوجانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد نیما بین کے ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ شرک سے چھوٹ لئے گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑ لئے جاوینگے اور اونکے دلون مین اتحاد و الفت ہوجاویگی اور وہ سب مسلمان ہین نہ فقط فرقہ مہدویہ اور ظاہر ہی کہ مسلمانون مین تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف و عداوت انکے مذہب کے وقت سے ہوتا نیوتا روز افزون ہی علاوہ یہ کہ خود انکے مذہب مہدوی مین بھی چھ بہتر فرقے ہوگئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا تھا کہ میرے گروہ مین چھ بہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقہ ناجیہ وہ ہی کہ جامع چار یعنی عقیدہ خوندمیر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہی شعر موعود کے فرمان سون فرقہ بہتر ہین ہالک ہر اک یہ مہدویت ہجا ہر اک سون بیزار ہو پس معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف فتنہ دو چند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقہ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس تک ہوگئے حدیث ترمذی وغیرہ مین وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت پر اور میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ مین جاوینگے سوائے ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی ایک ملت ہی یا رسول اللہ فرمایا جسپر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدوی لوگ امت محمدی سے خارج ہین اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت ایک سو سینتالیس ملت پر متفرق ہوگی اور روایت دوم کا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے یہ پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپنے فرمایا کہ تو ہی انکو اپنے ہمسایے مسلمانون مساکین مین تقسیم کردے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا تقسیم برابر کی اور عدل رعیت مین کریگا پس اوسکی اطاعت و نافرمانی خدا کی اطاعت و نافرمانی ہوگی انتہی اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرہ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہی اور جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب نامربوط ہی پس حاصل مقام یہ ہی کہ خدا ع وشتر

حدیث تفترق امتی کی دلالت کرتی ہی کہ چھ بہتر فرقے مہدویہ کے امت محمدی سے خارج ہین

و زکوۃ چار پایون چرندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کر کے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام عہدہ ہی بمنطوق اس آیت کے کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً اور اسی پر زمانہ
ہوت سے آجتک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ایمہ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ایمہ اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ایمہ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھتے ہونگے
زکوۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس بات کے کہ سلاطین جونکہ زکوۃ کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کردے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام کو
زکوۃ دینا اوس شخص کو منظور ہو اسواسطے کہ ادنی اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام
ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ اموال
خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ کھانا کو ایسا مقدمہ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیشین گوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل کی تحسین سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھہ نادراست سے نہین ہی کہ قابل اخبار
ہووے ہزار ہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال
و خادمین و طالبین کے ساتھہ بمعاملہ عدل و انصاف بسر برای اوقات کیے ہین جیساکہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیته یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاصہ کے نگہبان ہو
اور ہر ہر سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاویگا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اور
مصنف سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب الانبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نتھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے کیونکہ
معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمہارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدی کا ہی اور تمہارا مہدی ہونا کہان سے
ثابت ہوا یا دلیل نزاع کی اپنی دلیل گردانا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ کتب انبیا
انبیاے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہے کو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی ہی
پس لیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرے امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی کہ مہدویون نے
کیا ہی وہ بھی دعوی بلا دلیل ہی اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمہارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمہاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ تشریح اسکی
دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ علامت پہچاننے
امام مہدی کی یہ ہی کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ انکی
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسی کی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
اکثر اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت مین
کافی نجان کر دوبارہ سوال کیا کہ وہ کیا چیز یعنی اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ معرفت حلال و حرام
اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت ہر مجتہد و عالم
ہوتی ہی اسیواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچانا فرمایا کہ حاجت ناس سے پس معلوم ہوا کہ
امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین نہ فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین وہ باتین آخر کی قطعا مفقود تہین
اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید جی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ دلیل دوم مین
کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سندھ نے قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ ہمارے
قلمرو سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک میں جانے نہ دیوے کیا کیا جاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت
نہیں ہیں قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لیں گے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہیں ہم نے کسکی جاگیر
چھینی ہی کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہی قاضی غریب نے جاکر اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج کے روانہ کیا مگر
دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کر کے لشکر واپس کرا دیا انتہی مختصراً اب
انصاف کیا جاہیے کہ مجلس میں اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا
کر دینا کون سا سکینہ و وقار کہلاتا ہی کہیں صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے میں کسیکی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی نہیں کرتے ہیں بات کا جواب بات سے ہوتا ہی نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سندھ دریا دل تھا کہ باوجود
دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو منطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور منطوق وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا حکم
انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت مہدویت
امامت جماعت کے حلال حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ و عیدین میں اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم میں موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو انکو کافر کہنا حرام ہی اور اگر کافر ہیں تو انکے
پیچھے نماز پڑھنا حرام ہی یہاں اسیقدر کافی ہی باقی گفتگو ذیل اخلاق میں آویگی انشاء اللہ تعالی باقی رہا
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیوں کا طرف مہدی کے اور حاجتمند نہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری میں مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی دفع نہیں ہوتی ہی سوال
نکرنا اور بات ہی اور حاجتمندی اور بات ہی چنانچہ حدیث شریف میں ہی کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
حضرت رسالت میں پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال میں کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کے حال آنکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ قصہ مذکور ہی اور ظاہر ہی کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً ملک سندھ میں کہ مطلع الولایت میں لکھا ہی کہ

وہان مجمع بواسطہ فقر کے جو اسی مرید انکا مر گیا فقر و فاقہ رہا حاجتمندی سبب ایک چیز ہی جیسا کہ فقیر و غنا
و محتاج ایک ہی امداد آدمیونکا وانکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی تو اپنے اپنے ملکون سے کیون اخراج کرتے تو غنا
محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے امدادِ انکو لوگون سے
حاجت تھی بلکہ دین مین بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامہ کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ
انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو جیسے ادا نہین ہوتی ہین مجکو بتلا دیو بعد چند روز کے میان لاڈ شاہ
نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ اور بعد فریضہ باہر گھر
ادا فرماتے تھے میران نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کریگا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ بروایت
چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین آور روایت پنجم کا حاصل ہی کہ حضرت نے فاطمہ زہرا سے قسم
کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج
مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹیگا پس بڑا چھوٹے
پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کریگا اللہ تعالی ان دونون سے
ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کریگا دین کو آخر زمانے مین
جیسا کہ قائم کیا مین نے اسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی پر
منطبق کرنیکے واسطے حصون الضلالت بمعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری مقرر کیا تاکہ مطلب یہ ہو
کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہی کے اپنے فیض سے فتح کر کے اپنے عدل سے
بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت
جورا وظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے
اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ ٹھیرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ الله قلوب امة
محمد غنی ویسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا امت
کو عدل مہدی کا انتہی جواب سکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین جیسا سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی اسواسطے کہ
روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ما قبل و ما بعد
کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر
احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقہ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ زبان سے

[illegible]

بولتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تاکہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہو جاوین اور بعضے معانی ظاہر سے انکار کر کے
اور ایسے معانی و تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتا ہی
دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے
سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھ کر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی چہ جائے اسکی کہ ایسی حدیث مین
اوسی روایت و سند سے ایک کلام مین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکال ڈالنا اور خلاف اوسکے
محض اپنی رائے سے ایک معنی ٹھیرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کہتے ہین
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھیراتے تھے اور بعضی سے
روگردان ہوتے تھے کہ نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ
الدُّنْیَا وَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِکَ
الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ وَلَا ہُمْ یُنْصَرُوْنَ
علماے مہدویہ کو چاہیے ہی کہ اپنے حرکات کو علماے اہل کتاب کے حرکات سے از راہ انصاف ملا کر دیکھنا کہ
کسقدر مطابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزء عاجل یعنی خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا خود انپر
نازل ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب و اخراج کے تختہ مشق رہتے ہین اور کبھی انجام و مآل ظفر و نصرت کا
نہین پاتا ہی پس جزء آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللہم منزل الکتاب اہدہم
سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ یہی ہی و یملأ الدنیا عدلا
کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے اب چشم انصاف
دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعہ اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے بالکل
فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا اوس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیونکو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی اسی طرح سلطنت بھی بھرنا تاکہ تشبیہ برابر آوے اور حدیث امام احمد بن حنبل کی سالم ہے کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمہدی رجل من قریش من عترتی یبعث فی امتی علی اختلاف
من الناس وزلازل فیملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما ویرضی عنہ
ساکن السماء وساکن الارض ویقسم المال صحاحا بالسویہ بین الناس ویملأ قلوب امۃ محمد
غنی ویسعہم عدلہ حتی انہ یامر منادیا فینادی من لہ حاجۃ الی فما یاتیہ احد الا رجل
واحد یاتیہ فیسئلہ فیقول ائت السادن حتی یعطیک فیاتیہ فیقول انا رسول المہدی
الیک لتعطینی مالا فیقول احث فیحثی ولا یستطیع ان یحملہ فیلقی حتی یکون قدر ما یستطیع
ان یحملہ فیخرج بہ فیندم فیقول انا کنت اجشع امۃ محمد نفسا کلہم دعی الی ہذا
المال فترکہ غیری فیردہ علیہ فیقول انا لا نقبل شیئا اعطیناہ فیلبث فی ذلک ستا
او سبعا او ثمانیا او تسع سنین ولا خیر فی الحیوۃ بعدہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بشارت دیتا ہوں ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہے قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاویگا امت میری میں
وقت اختلاف آدمیوں کے اور زلزلوں کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
وستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیوں میں اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا انکو عدل اوسکا یہانتک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہے طرف میری پس نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خادم کے پاس تاکہ دیوے
تجکو پس آویگا اوسکے پاس کہ میں بھیجا ہوا مہدی کا ہوں تیری طرف تاکہ دیوے تو مجکو مال پس کہیگا
کہ بھر لے پس بھریگا اور نہ اوٹھا سکیگا پس ڈال دیگا یہانتک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھا سکنے
کے پس نکلیگا پس نادم ہوگا پس کہیگا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہے کہ سب بلائے
گئے طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیریگا اوسکو مہدی پر پس کہینگے کہ ہم
نہیں لیتے ہیں جس چیز کو کہ دیتے ہیں پس ٹھیرے گا امام اس حال میں چھ یا سات یا آٹھ یا نو برس
اور نہیں خیر ہے حیات میں بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر ظالم
ومتعصب شخص ہے کہ اس تمام کلام سے موہ پھیر لیا اور بیچ کے دو فقروں کو اودھر اوٹھا لیا کہ بھر دیگا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا زہد اور عدل ید لیقانہ مراد لیا اور ہرگز سیاق وسباق کلام کو نہ دیکھا کہ ما قبل مین تقسیم مال کا ذکر ہی کہ دال ہی کہ غنا بسبب اوسی تقسیم کے حاصل ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی و آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے غنا قلبی بھی مراد ہی اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عترت محمدی سے ہونا کب ثابت ہوا دلیل دل مین اوسکا بیان ہو چکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہو جاوین اختلاف موقوف ہوا اور زلزلے کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے بلکہ ہر زمین و الا اپنی اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را نکو ساختی ہا کہ بر آسمان نیز پرداختی + اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب غنا کے طالب ہوا سوا آپکے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا

روایت ششم کا حاصل یہ ہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ ما قبل کے بدعات کو ڈھادیگا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کر دیگا صاحب سراج الالباب نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھادیگا اور حاکم ہوگا درمیان مذاہب کے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کر دینا تاکہ اسلام از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بلا آمیزش بدعت ہو جاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے وقوع مین نہ آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین اس مین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علمای دیندار ایسی کرتے ہین اور خطاے مجتہدین کے حکم بتانے کے واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریق استنباط کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت وسقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دو یا کر دو یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہو چکا اور آیات قرآنی کے معنی غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا جا بجا ذکر ہی اور ایسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

دلیل الاول مجمع شیخ سے ویسا کو مشہور ہے کہ ثابت کر دیوین کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہین اور وہ ہین انکے مہدی نے کیا حکم کیا
کس کس کو خطا ٹھہرایا بھی اور دلیل تخطیہ ہر مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے لاف ہی کچھ کام نہین آتی ہے
اور روایت ختم ہونا ل سے کہ جناب مثنوی فرماتے ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑیگا اور کسی
سنت کو بغیر قائم کیے نچھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو
امر کریگا جیسا کہ شیخ مہدی نے کہا ہے شعر ہیچ سنتی نکردہ قرآن دست ٭ کشت خالی چند ملت نخست ٭ یہان اگرچہ
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن بخوف تطویل مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمھارے
مہدی پر صادق نہین ہے اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ بڑی سنت
اور عمدہ سیرت حضرت رسالت ہے اور سبب سے مہدی ہونے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر حضرت رسالت کہ سنت قوی ہے
اور نہایت موکد ہے اسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلا قبا کو جانا اور مسجد نبوی مین
نماز پڑھنا اور شہدائے احد و اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوائے اوسکے اور بہت سے مناہج نبویہ کہ تمام امت اونسے اتباعا
متبرک ہوتی ہے اور صحابہ سے آج تک سب اون مواقع و مشاہد پر اتباع آنسرور کی کرتے رہے ہین بالکلیہ اونسے بزرگوار
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین کہ گویا ایک شریعت تازہ تراشی یعنی
تنخیس بس تازہ دکھانے کی پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوٰۃ کے سوا ایک عشر نیا ایجاد کیا کہ
دلیل الخلاق اور بحث تسویہ مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالیٰ یہ روایات کہ معتبر تھین اسکا جواب بفضلہ
تعالیٰ بخوبی ہو چکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین مذکور ہین اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل بے
معنی اور تطویلات بیجا ہین اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہے کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت
مباحثہ مہدویت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تاکہ سامعین با انصاف خود بدولت کی زبر گیان اور خوبیان
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہو دین **دلیل شانزدہم** مباحثہ شیخ جونپوری کہ بذات خود بعد مدعی اثبات
مہدویت ہوکر خلائق سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہے اور دانشوری و تیز زبانی کی جو کی ہے مگر جاہل مطلب نہ آیا سر
باقی سب کچھ ہے یہ قصہ تفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ جب انکے مہدی ملک خراسان
شہر فراہ مین پہنچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب
عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت مین دار السلطنۃ
ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

[illegible]

اور ملا علی گل اور ملا فخر دوم کو انتخاب کرکے تمام کتابین اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانون کی مع
ایک جماعت علما کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک اون تمام کتابون کو اولٹ پلٹ
کرکے چار سوال انتخاب کرکے چارون عالم چار سو سوار کے ساتھ فراہ کو روانہ ہوکے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آکر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہے فرمان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ ای سید محمد تو مہدی موعود ہے
سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفی رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید نہین ہین
سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ کہ اس بندے کے بیان
کے موافق ہووے وہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہے پیش لاکر پوچھے کہ تم دعوی رویت
الٰہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات قرآنی فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا اور وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ اور أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ
أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اور لَنْ تَرَانِي وغیرہ سے رویت دار
دنیا مین ثابت کرکے پوچھا کہ قاضی بچند گواہ راضی علما نے کہا کہ دو گواہ معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین رویت حق کی اور سیدھے ہاتھ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو
سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمہین ایک گواہ بس ہو جب سب اشکال حل ہو چکے
تصدیق کرکے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورے
تمہارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم نتھا تمنے وقت اقرار میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون
نہ پوچھ لیا تا کہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب شرع مطہر قال سے
مرکب تھی اوسوقت کا کلام علما جہان نے نو سو برس مین حل کیا ہی اب کہ آمیزش اشتباہ سے مبرا ہی اگر کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میری گواہی پر مینے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگر ہم اس تیرے پر ہوتے
حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاؤ کہ نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین تھے وہ مراد کلام کو نہ پائے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد یہ پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے جو لب اس مقام مین چند اشکال ہین اشکال اول کہ ایک
برس تک علما سے فراہ مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علماے ہرات ان سوالات اور جوابون کو کتابون سے انتخاب
کرتے رہے یہ جو دو مہینے ہوئے ہین پھر مطلع الولایت مین لکھتا ہی کہ بعد سوال و جواب کے علماے ہرات تصدیق
مہدویت کی کر کے ملا علی ذیبی صحبت مین رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی
سب کیفیت سنکر صدق سنکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ مین بسبب
ضعف و پیری کے مر گیا اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی
سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علماے ہرات و فراہ اور اکثر خلائق اوس عصر کے تصدیق مہدویت
کی کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما اور آنے بادشاہ کی چودہ مہینون پر اور اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام شیخ موصوف
کا فراہ مین نو مہینے ہی جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم مین مذکور ہو چکا پس نو مہینے مین
چودہ مہینے کیونکر داخل ہو گئے **دوم** یہ کہ مدتین ہند مین کہ چند برس اور رعایا معتقد ہوئے اور سلاطین و حکام
ہمیشہ نکال کرتے رہے جیسا کہ اب تک مذہب و اہل مذہب موجود ہین اور خراسان مین اگر بادشاہ و علماء و رعایا
مصدق ہو گئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہان سے زیادہ یہ مذہب باقی رہتا کیونکہ الملک والدین توامان والناس
علی دین ملوکہم قول مشہور ہی اور ایسی رسم ہی کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہین
رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہین اور اوس بادشاہ مین مذہب مدت تک رسوخ پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک کے
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہین جانتا ہی و قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہین کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہین معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدویت کا کیا تھا یا مذہب مہدویونکا کیا
دینا ہی اور کہان ہی اور نہ کسی تاریخ عجم مین مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علماے خراسان
نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ مین باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان مصدق
نہوا تھا تعصباً انکے رواج و اخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل تھے کہ تمام علماے ہرات دو مہینے
کی دردسری کر کے انتخاب کرین باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دلوں پر یہ پوشیدہ رہگیا تھا کہ تمام حالات
و خصائص مہدی کہ احادیث صحاح مین مذکور ہین بھول گئے اور چار باتین ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہی کہ مین ایسا ہون کہ کسی مذہب کا مقید نہین ہون اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہی باقی سب غلط
ہی اور مین امر الہی سے دعوی کرتا ہون اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہین یہ سب دعوے بلا دلیل ہین

ان دعوون کو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کسیکی سمجھ مین نہ آئی چہارم یہ سوال و جواب اول ایسا ہی
کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود ہونے پر دلیل
پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونے پر دلیل پوچھی اوسکا جواب یہ دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون یعنی
سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کر دیا اگر کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین گے چہ جائے کہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماے خراسان بآسانی راضی ہو جاوین پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہو جاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہو جاوین ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود انکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دوم ہی اسواسطے
کہ تفاسیر علما نے اپنے ہواے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالراے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی بروایات
صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان
فرمائی ہی اوسکو مفسرون نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا اور رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین اسلئے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونے کے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نہ سمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہو سکتے ہین یہ خطا صریح ہی
ایسی موٹی بات بھی نہ سمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

اسی اباحت کے سد سلسب کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسی نے سنا اور نہ انکو کسی نے اوس مجلس میں جو کچھا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی مقرر ہیں اور نہ دیکھنا بھی خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت میں مذکور ہوا کہ ملا علی نے بسبب پاکی کرم اس شبہ پر ہوتے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچنے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوا ئی کیا کہ نہ وہاں کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز سنا گیا پس گواہی ہرگز ثابت سوائی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا اشکال فہم آیات مذکورہ العدد کہ مہدیان نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہیں ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال نہیں ہوسکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا کے معنی یہ ہیں پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسیکو اور نفسانی رتبے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت میں کہ تمام اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہیں یاد دیدار خداوند عالم کا اوس عالم میں کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت حاصل نہیں اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہیں کہ اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ جو شخص کہ نعمتیں اس جہان کی کہ بحکم الہی بریمی سے تعقل نہیں کو رہیں جو شخص اون نعمتوں میں باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص بہ آخرت میں کہ اوسکا معاینہ نہیں کیا ہی اور دیکھا نہیں ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہیں کیونکہ بعد ذکر ان سبع نعمتونکے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت میں کہ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو ساتھ اونکے سرداروں کے پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم ہوگا انپر ایک تاگے کا بعد ان دونوں تذکروں کے فرمایا وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ الآیۃ اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی کیے ہیں کہ جو شخص اس دنیا میں خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سمجھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت میں بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کافر گمراہ رہا وہ آخرت میں

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَا اِنَّھُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّھِمْ اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین اونکو دھوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو
خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پاسکتی آنکھین اور وہ پاسکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی نہین ہی
اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت مین ہوگا
اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ جان لینے
کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہوگی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی اگرچہ یہان
اوسکا کچھ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی
لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ
مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ
تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے معنی یہ ہین اور جب پہنچا موسی ہمارے وعدہ پر اور کلام کیا
اوس سے اوسکے رب نے بولا اے رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن دیکھتا رہ
پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف کر دیا
اوسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مین نے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
وعدہ کیا تھا اللہ تعالی جب تمہارے دشمن فرعون و قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
و نہی کا بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے مونہہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے مونہہ کی بو ہمارے

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہو اُس روزے اور رکھو جب یہ وقت بھی پورا ہو چکا موسیٰ علیہ السلام
غسل کر کے اور کپڑے صاف کر کے کوہ سینا پر حاضر ہوئے اور اسکا ذکر کر کے ندا آئی موسیٰ علیہ السلام نے
دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات فرسنگ تک میدان طور میں تاریکی اتاری ہے اور شیطان اور جانوروں وغیرہ کو
وہاں سے پاک صاف کر دیا ہے اور آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں کہ ملائکہ صف باندھے کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں
اور عرش الٰہی ظاہر معلوم ہوتا ہے اور قلم کی کشش کی آواز سنائی آتی ہے پس کلام الٰہی شروع ہوا اور سنا جاتا اور اگرچہ
اسطرح پر ہوئی کہ موسیٰ نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونھوں نے نہ سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ
ملاقات و کلام سے اسقدر ذوق و شوق میں آگئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے کہ دنیا میں دیدار ہو نہیں سکتا لیکن کمال اشتیاق
سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی
بشر کو طاقت نہیں ہے کہ دنیا میں مجھ پر نظر کرے جو دنیا میں میری طرف نظر کریگا مر جاویگا موسیٰ نے کہا الٰہی میں تیرا
کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہوں اور تجھکو دیکھکر مر جانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے بہتر ہے کوہ زبیر کہ دنیا
میں سب پہاڑوں سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کر اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور اپنی جا پر قائم رہا
تو تم بھی مجھکو دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالیٰ نے اول اپنی مخلوقات میں کی سخت ہولناک چیزیں نمودار کیں
کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نہ لا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید اسواسطے
بھی کہ ان چیزوں کو دیکھکر کچھ مزاج خوگیر عادت نہیں ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کیں اور آسمانوں کے فرشتوں نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازوں سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیروں کے تسبیح تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے اور
یہ حالت دیکھ اور سنکر حضرت موسیٰ کے جسم و سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں یہ سوال
کر کے نادم ہوا اب اس جا سے کچھ صورت نجات کی ہو جاوے ملائکہ کے سردار نے کہا کہ اے موسیٰ صبر کرو ابھی کہ سے ہوا
کیا ہے صبر کرو جو کہ تم نے دیکھا ہے سو بہت ہی تھوڑا ہے پھر آسمان سوم کے فرشتوں کا ایک لشکر عظیم مانند
کرگسوں کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے مانند شعلوں آگ کے
تھے حضرت موسیٰ نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور ملائکہ کے افسر فرشتہ میکائیل نے
کہا کہ اے فرزند عمران اپنی جا سے پر تھمے رہو تاکہ ایسی چیزیں دیکھو کہ جن پر صبر ہو سکیگا پھر آسمان چہارم

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلہ آتشی کے مانند اور خلقت انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح و تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سے بڑہکر تھی پس موسی علیہ السلام کا دل کلپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ و بکا آغاز کیا سردار ملائکہ نے کہا کہ ای فرزند عمران جو کچھ مانگے ہوا وسپر جمے رہو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے نازل ہوے کہ سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے شکل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی انوار کے نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے سردار نے کہا کہ ای ابن عمران اپنی جا سے پر رہو تاکہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نہ کر سکوگے پھر اللہ تعالے نے چھٹے آسمان کے فرشتون کو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے کی طلب کی ہی پس اس طرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھہ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت خرما آتش کا ہاتھہ پر اوگا ہی لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہا ے آتش کے تھے جب تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابقہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے باواز شدید بولتے تھے کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب حضرت موسی نے یہ حال دیکھا پکار کر اونکی تسبیح کے سات تسبیح کرنے لگے اور رو کر کہنے لگے کہ ای رب میرے یاد کر مجکو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلونگا جلتا ہون اور اگر ٹھہرونگا مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھیگا اور دل تیرا اوکھڑ جاویگا پس صبر کر جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوین آسمان کے ملائک مین عرش اوٹھایا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ سموات باواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور درخت پہاڑ اور اوسکے تمام چہار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور بندہ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہو کر مونہہ کے بل گرے کہ روح ساتھہ نرہی اور جس پتھر پر تھے اوسکو اللہ تعالے نے اوپر پلٹ کر بشکل قبہ کے کر دیا تاکہ جل نجاوین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے روح کو بھیجا پس موسی خدا کی پاکی بولتے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجھپر ای رب اور تصدیق کی مینے کہ کوئی شخص تجکو دیکھکر زندہ نرہیگا جو شخص تیرے فرشتون کو دیکھیگا اوسکا دل اوکھڑ جاویگا پس کیا عظمت ہی

تیری ہی اور کیا عظمت ہی تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور مالک الملوک ہی کوئی تیری برابری
نہین کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی نہین ہی کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی
تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے فرمایا کہ عظمت الٰہی مین سے پہاڑ پر
پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسی دلیل سے ہم
کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالتمآب نے آیت فلما تجلی ربہ للجبل پڑھکر ابہام کو خنصر کے بند
اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسگیا اور سہل بن سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردون مین
سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وخر موسی صعقا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی
بیہوش گئے کہ عرفہ کا دن تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذیحجہ کو عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی
علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا ہوا اور بعضی کتابون مین لکھا ہی کہ جب
موسی غشی مین پڑے ہوئے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ ای بیٹے حائض عورتون کے تو نے
طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مین نے ایک بڑی بات کا سوال
کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ یعنی تو پاک ہی اور مین نے توبہ کی سوال رویت سے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور مین پہلا مومن اور ایمان لانیوالا ہون اس بات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا انتہی ترجمہ
ملخصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور جب سے شیخ
جونپوری نے خلاف معنی بیان کیے ہین اور شیخ نے عجیب استدلال کیا ہی کہ بعضی آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا یہ عجیب ماجرا ہی کہ کچھ
عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع پر
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی نہ امکان مین غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا کہ
شیخ موصوف سمجھے ہین مخالف روایت و درایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال آیات سے باوجود تمام ہونے ایسے احتمالات مذکورہ کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہو سکتا ہی اور مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث مشعر اوسپر ہین اور دنیا
مین ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہی

کیپکے واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہے چنانچہ علم کلام کی معتبر
کتابونمین اسکی تفصیل مذکور ہے اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے کسی
شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پہونچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہے اور کسی نے
اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار فقہ شافعی مین لکھا ہے کہ جو
شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام کرتا ہے
کافر ہو جاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری سوائے
حضرت رسالت کے کیسیکے واسطے شدنی نہین ہے پس عالم میان نے استفتاء کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبد الحق رح کی کہ
در امکان رویت حق در دنیا خود ہیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام آنچہ ممکن است و در از غایت قرب و کمال حاصل
نشدہ باشد دیگر کجا وکی حاصل خواہد شد یارب مگر رویت بصری را مخصوص بدار آخرت و موقوف آن نشأۃ داشتہ باشد
و نیست بران دلیل قاطع و با وجود حصول رویت بصری در نیز ابوجہی کہ مناسب این نشأۃ باشد تواند کہ بعضی تفاصیل
وجوہ و حالات موقوف نشأۃ آخرت بودہ باشد تا آخر کہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہے کہ مشعر رویت بصری
دنیاوی پر ہے وہ حضرت رسالت کے حق مین ہے نہ دوسرون کے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا
ذکر ہے ورنہ شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسی باب کی فصل
ثالث مین اقرار کرین کسیکی عقل مین نہین آتا ہے سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہے اگر کوئی شخص ادنی
تامل اوس مقام مین کریگا صاف سمجھیگا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہے فقط اسواسطے کہ ماقبل مین اوسکے سر امر حسنیا
رویت بصری نبوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہے اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہے و تحقیقت آنحضرت را کمال رویت
ورای ابہام خلق و عقول البشان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب و وصل و ادراکان رویت
حق در دنیا خود و الی اخرہ اور ضمیر اور فقرہ آنچہ ممکن است اور این راجع طرف آنحضرت کے ہے اور لفظ غایت قرب
و کمال کا بھی دال اسی امر پر ہے کہ مراد حضرت رسالت ہین اور یہ دلیل ہے عند ہم اخلاق یہ دلیل مہدویون کی
عمدہ تھی اور طرہ دلائل ہے کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا بڑا مدار و قرار ہے اور سب سے اول عبد الملک سجاوندی کو یہ تدبیر
سوجھی کہ حسب احادیث نبیہ پیشخ کے سر سر مخالف ہین اونسے استدلال مشکل ہے اخلاق سے استدلال کیا چاہیے چنانچہ ایمان
نہایت ہاتھ پاؤن مارے اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ جن اخلاق
حسنہ سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اونہین اخلاق سے ہمنے اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہیں بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علماء و عبارات اس مقصد کی
میں کہ اخلاق انبیاء دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہیں نقل کیں چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی وقد
یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا کہ اخلاق عظیمہ
صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت اس حد پر کہ
ایک روز کی قوت سے زیادہ کبھی نہ رکھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک سامنے آیا اور فصاحت
اس حد پر کہ تمام بلغا و فصحاء عرب ہر ایک کو ساکت کر دیا اور اصرار دعوے پر باوجود تحمل مصائب سخت کے اور نرمی حلم
اور تواضع ساتھ عزت کے اجتماع ان صفات کا اوس ذات مطہر میں اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے
بعدہ مروی نقل کی کہ صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب البصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہوئی
پھر زمانہ نبوت میں اگر اب کوئی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم ہے دعوی کرے اور موصوف ہو تمام اخلاق حمیدہ مروی ہو اوسکی
تصدیق میں کیا تامل ہے اور اس دلیل عقلی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر کبیر
سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب البصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ اور کلام بشر
نہیں پہچان سکتے ہیں معجزہ درکار ہے اسواسطے بعضے محققین نے کہا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقاد اصادق اور اعمال صالحہ
استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونوں کے کمال سے کسی شخص میں اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال کرتا ہے پس جو شخص
کہ ان دونوں قوت علمی عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانیں گے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے بعدہ
اوسکے مصنف مذکور نے اپنے مہدی کے اصحاب کی ریاضتوں کا بیان کر کے انکو طبیب امراض روحانیہ کا بنایا بعد اسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی میں نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان
معجزہ اور سحر کے اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی میں معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصرآبادی کا
کاشف الغنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت میں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ
وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیوں سے
کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوس پر ایمان لاؤ گے اور اوسکی
مدد کرو گے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہیں کہ اوسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہوں نہ یہ
اگرچہ قرآن میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہے لاکن حکم اسکا انبیاء سابقین سے
تھا کہ سب انبیاء اور امتوں میں اسکے یہ موجب امر تھا کہ جب کوئی مرد صالح اقوال و افعال و احوال دین میں موافق لیا

دجال کے اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اونپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمہ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر سے مشتبہ ہوتا ہے
اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر لاوے کوئی
خطاب خدا اور رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو
واجب ہوتا ہی خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہی تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہووے اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے پس اسکی تکذیب
ایسی ہی جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب مین اوسکی تکفیر ہی اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہی اور اخبار اوسکی
جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہوجاویگی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پہونچے گا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہی پس خصلت علت ہی تصدیق کی
اور وہ موجود ہی اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنفیہ سے ہی انتہی کلامہ غرضکہ اسیطرح مصنف
سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتدائے وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبویہ سے
استدلال اونپر نفی خوف کے کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابوحامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونھون نے حضرت رسالتمآب
کے اخلاق بیان کر کے کہا ہی کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہی اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ ہین
حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ہذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہی خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدہ احوال و سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہی اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہی ایسے ہی جب تو
معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرنے سے تیقن حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلی درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے منقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

بخلاف یہ قول کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالی ایک علم لدنی
مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوے اس قول مین کہ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی
اللہ تعالی اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہی واسطے اس قول مین کہ من اصبح وھمومہ ھم واحد کفاہ اللہ ھموم
الدنیا والاخرۃ یعنی جسنے سب فکرین چھوڑکر ایک فکر خدا کی رکھی اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے
کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزارہا ہزار بات کا تجربہ کریگا تجھکو یقین بے شبہ و شک حاصل ہو جاویگا پس اسی طریق
یقین طلب کرنا علما کو اوردہا کرتے ہیں اور جانچ کو شوق کرتے سے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے قرائن و احوال کا
ملاحظہ کیا جاوے واستبعاد سحر و نظر بندی کا بھی مع جاتا ہی اور لیکن ذوق باطن سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا کہ آنکھ سے
دیکھ لینا یا ہاتھ سے چھو لینے کے برابر ہی سو یہ طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا انتہی بعد اوسکے مصنف ممدوح نے بیان کیا کہ اکثر
صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابو ذر اور ضماد طبیب اور سرید وغیرہ
معاً تحیہ سلام کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن ابی بن سلول نے مع اپنے رفقا کے بعد واقعہ بدر کے بیعت کی اور اکثر دیکھ وہ
حالت مرض میں اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش نے مع امرا و رہبان علما کے قرآن سنکر ایمان لایا بلا تفتیش بلا غب
وغیرہ کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن معجز سماع قرآن کے ایمان لے آئے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض
وہبت الٰہیہ ہی اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منھا ائتلف وما تناکر
اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لائے ہیں سو اسواسطے کہ صحت معجزہ کی بھی محتاج طرف اخلاق کے ہی اور اچھا
اخلاق پر سواے اس منقولات کے یہ آیت بھی دلیل ہی کہ ام لم یعرفوا رسولھم ای بالامانۃ والصدق وفور العقل والعلم وغیرہ
التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے نبی قوم کی ثنا و صفت بہت سی بیان کی کہ افعال
اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیاے علیھم السلام کے ہین اور بہار وتکو لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہین حالانکہ جبکہ
اخلاق سے نبوت ثابت ہو جاتی ہی تو مدینہ کے ثبوت مین کیا تامل ہی انتہی ملخصا جواب خلاصہ شرح
حقیقت خلق کا کہ جسپر علما و عرفاے اسلامی و حکماے یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور اخلاق
ناصری وغیرہ اوس سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق بالضم
صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیز سے ایک جسد کہ بصارت چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبہ مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ایک ہیئت
و صورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی ہی روح کو بھی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اوسی ہیئت

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد
ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہوویں نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولینگے
اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور چاہیئے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ ہو جاتا
ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً اوس کے ہیش بسبب یا وغیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہوگی
دوسرے یہ کہ بلا تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہووے ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین بمشقت اپنے
تئین ضبط کیا سخا و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق
فقط آنکھہ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہی بلکہ تمام سراپا حسن چاہیئے تب حسن ظاہر کامل
ہووے ایسی ہی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس عاقلہ و نفس ملکی کہ مبدا ہے
فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہے کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے
کہ یہ سچ ہے اور یہ جھوٹھہ اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے
جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم کہلاتا ہے کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر
مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہے ویسی کام کرنا بقدر اپنے
حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہے خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
اوسکا حسن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
کرے تاکہ جوش کے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہے پیدا ہووے
اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہے شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا
حسن اوسکا بھی یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے یعنی
اتباع ہوا و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہے پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا
نام ہے کہ جسوقت علم کو اول درجہ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونوں قوتوں غضب و شہوت کو بطور مذکور الصدر کے
اسکے تابع کردیتی ہے اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہے اور جب ان تینون کے ترکیب سے ایک حالت اعتدالی خالی افراط
و تفریط سے پیدا ہوتی ہے اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح ہین اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسی ہی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت بولتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک وہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو گربزی کہتے ہین یعنی بغیر ضرورت وبیموقع
فکرین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار وارادت استعمال عقل نکرنا نہ کہ از روی خلقت اسیواسطے تمام حکما
متقدمین ومتاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول واجناس فضائل کے چار ہین حکمت وشجاعت وعفت وعدالت اور دیگر
اسکے بیشمار ہین اور بعد مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا وسرعت فہم وصفاء ذہن وسہولت تعلم وحسن
تعقل وتحفظ وتذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین نجدت بلند ہمتی وثبات وحلم وسکون نفس وشہامت وتحمل وتواضع
وحمیت ورقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا ورفق وحسن ہدی ومسالمت وصبر وقناعت ووقار وورع
وانتظام وسخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت والفت ووفا وصلۂ رحم ومکافات وحسن شرکت وحسن قضا وتودد
وتسلیم وتوکل وعبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد انکی رذائل وبداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور سزاوار تحسین
نہین ہوتا ہی مگر انھین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا واسلاف مین اور سوا اسکے اگر کوئی دولت
ومال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی کہ اکثر
یہ فضائل ہمارا گان اور انکے فروع اکثر غیر فضائل کے سبب مشاکلت ظاہری کے مشتبہ ہو جاتے ہین وہین فرق وتمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دھوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا بھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم وحکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ ومنزلت اور بزرگی ورفعت ونام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت
تکبر کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ کمال عیش اور لذائذ اکل وشرب ودس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص وشہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت کہ
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق وباطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی کمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات وسہولت دنیاوی سے اعراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ لذت اعلیٰ فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہتے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہرت کے
بار بار یا طمع جاہ یا ترس یا ریا ودوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسے بعضون سے افعال بنام
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام وریا کے

یا بسبب بے صبری کے مصائب پر چنانچہ عمل خودکشی کا کرتے ہیں اس سبب کو شجاعت نہ کہیں گے بلکہ خالی حمق سے نہیں ہے
کہ ایسے نفس شریف کو ایسی حسیس چیزوں کے واسطے خطرہ ہلاک میں ڈالتے ہیں بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت
حق اور اعلاء دین الٰہی اور مصلحت دو جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہے صرف کرے غرضکہ اسیطرح
کی صورتیں فضائل کی مانند زہد تقویٰ ریاضات و عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگوں سے
صادر ہوتیاں ہیں حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ حب جاہ بقائے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن میں موجود ہوتی ہیں
کہ اوسپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہے مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہیں کہ یہ شخص عاری فضائل
حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہے بلکہ پابستہ بند جاسیر ہوا و ہوس نفسانی کا ہے کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب
و تکالیف کو متزدور نفس کا منہ ہو گوارا ہے اعاذنا اللہ من ذلک مشکل دوسری یہ ہے کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر
کے رذائل و بداخلاق ہیں ویسے ہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حدود پر رہیں
اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کرے خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی پس جسقدر کہ
اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاویگا رذالت بڑھتی جاویگی مثال حد فضیلت کی مانند نقطہ مرکز دائرہ کے ہے کہ دور تر
نقطہ محیط دائرہ سے وہی ہوتا ہے اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ مرکز سے باہر ہیں خواہ محیط پر
واقع ہوں یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہیں ایسی فضیلت کی ایک حد ہے کہ رذائل سے
نہایت بعید ہے اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قریب ہے رذیلت سے اور بعید ہے فضیلت سے اسیواسطے حکماء نے
کہا ہے کہ فضیلت وسط میں ہوتی ہے اور رذائل اطراف میں پس اس سبب سے مقابلے میں ہر فضیلت کے رذائل لا انتہا ہوتے
ہیں اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہی ہے جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطوں کے ہو چلنا اور ارتکاب
رذائل ایسا ہے جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کر کے اطراف اوسکے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہے کہ دو
حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہوا کرتا ہے فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہیں اسی سبب سے استقامت
طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہیں اسی سبب سے التزام طریق
فضائل میں نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور ارتکاب رذائل بغایت نفس پر آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہے کہ حُفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہیں
اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہیں اور اسی سبب سے کہتے ہیں کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز ہے اور صراط مستقیم کی مثال یہی ہے کہ جو شخص اوسپر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوترینگا اور اگر اس سے پھسلا اوس سے بھی

بھیجے گا اور جہنم مین کہ مانند رذائل کے مجتبلہ ہی اور انھین کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہو کہ یہ مرکز وحیط مستقیم انسانا
کہ کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہی اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ آنکے حق
لعلی خلق عظیم اونکی شان مین وارد ہو اور ذات عالی صفات آنحضرت کی مجمع اخلاق تمام انبیاء و مرسلین کی
بلکہ متمم و مکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فبھداھم اقتدہ یعنی انبیاء ما قبل کی
اختیار کرو اور ظاہر ہو کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہو پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق و سیرتین انبیاء سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام کر دیا
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی بھیجا گیا مین تاکہ کامل کرون اخلاق بزرگ کو و بقول
در قائل شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری * آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری * پس اب ستہ خدا طلبی کہ
منحصر ہو گیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہو چکا کہ ومن یبتغ غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منہ یعنی جو شخص کہ سوائے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیاء
اولوالعزم کو بھی سوا پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہو چنانچہ فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی
یعنی اگر ہوتے موسی علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سوا پیروی میری کے اور عیسی علیہ السلام کا اترنا اور
حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہی پس جو شخص کہ حضرت سے ان اخلاق مین جسقدر قریب
و مشابہ ہی وہ اسی قدر خدا آفریدگار سے بھی قریب ہی اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہی اوسی قدر قرب حضرت
الوہیت سے بھی دور ہی اور جو شخص کہ جامع ہی کمال ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہی کہ خلق مین بمنزلے فرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان سب
اخلاق سے جدا ہو گیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہی کہ بلاد و عباد مین سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہو گیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل تقریر کیے جاوین
اور اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہی اوس مین جا بجا مصرح ہی کہ اقوال و افعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیاء سابقین کے اور مطابق روش
انبیاء سابقین و رسل کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیاء کے چاہیے ہین
اور ضرور ہی کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہی شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو بلکہ حکمائے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع احمدی
کی ضرور و لابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہی کہ ناموس اکبر بعد

کی طرف سے ہی اور ناموس دوم طرف سے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم وینا رہی پس ناموس خدا عزوجل یعنی قانون
تدبیر و سیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْکِتَابَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ الآیہ آمدم بر سر مطلب کہ مدار و اصل محک
و مقیاس علیہ و واسطے تمیز و شناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اول یہ بات
ثابت ہو جاوے کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب و سنت کے ہین تب وہ اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب و سنت کے ساتھہ اب شیخ جونپور کا احوال سننا چاہیے
کہ شیخ موصوف بولتے ہین جیسا کہ اونکے عقیدہ شریفہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی
اور جو حکم و بیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال بیان کہ اس بندے سے
ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہین اور ہم کسی مذہب کے مقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال و افعال ہماری کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب و سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ بناے اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب و سنت پر اور یہان وہ مفقود ہی بلکہ کتاب و سنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور دوسرا طرہ یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہمارے مین ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی خود انکار کیا کہ خود
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی حسب تفسیر سے بیان کیے جاوین گے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین کہ جو موافق بیان و احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ الآیہ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عقیدے کے موافق اکثر انھون نے کیے ہین کہ کچھہ

ف رد تفصیلی اس بیان کہ شیخ جونپور بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث تفسیر کہ میرے موافق ہی معتبر جاننا اور جو مخالف ہو اوسکو غلط جاننا مشتمل اوپر چھہ جواب کے

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہی جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن اور اسکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہو کہ تمھاری
ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کروگے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق
مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہنچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے
احوال و اخلاق کے مطابق ہی وہ صحیح ہی باقی غلط نہایت بیموقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث کے
پایہ اعتبار کو کہاں پہنچے ہیں کہ محک صحت احادیث کا ٹھہر لیئے جاویں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھیں اخلاق
حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نہ کہیگا اگر کہیں کہ وہ احادیث و تفاسیر جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور ہیں
اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہیں جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق اونھیں احادیث و تفاسیر سے
کیا جاتا ہی کہ جسمیں ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی وہی احادیث و تفاسیر لائی
جاوینگی کہ جسمیں ذکر اخلاق ہی ورنہ یوں کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمیں ذکر آسمان و زمین کا ہو اور ہمارے
حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہیں کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات
قطعیہ کہ جنکی صحت میں کلام نہیں ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہو کر مثبت ولایت ہوگئے بعد
اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہیں موقوف ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمیں بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہیں بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ جائیکہ صحیحہ کے بلکہ خود مهدویہ کی
کتاب انصاف نامے کے باب نهم میں مضمرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہیں ہی وہ شخص کافر ہو جاتا ہی پس جب یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعضے اخلاق یا امر
مهدویت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں او شیخ جونپوری میں مفقود ہیں تو لامحالہ ظن اسبات کا ثابت ہی کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہیں اور مهدی نہیں ہیں اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مهدیت
کی فاسد و باطل ہی کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم کرنا
یہ ہی کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں ہی یا اوسمیں احتمال مضمون مخالف کا ہی یا نہیں ہی اگر ہی اور بس خبر کے برابر

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے
ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین
کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ
کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہو سکتا ہی یا نہین اگر ہو سکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہو سکتا ہی
تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مدلل بدلائل
ظنیہ یعنی بدلل احادیث آحاد و مشہورہ ہوے دعوی بکمال اخلاق اور ولایت و مہدیت کا جزمی و یقینی ہرگز نرہا بلکہ
مظنون یا مشکوک یا موہوم ہو گیا اب اس گمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جنپر نو سو برس سے
امت کا عمل چلا آتا ہی رد کر دینا کسقدر بیباکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا۔

دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہو جاتے ہین چنانچہ
متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر
واحد جداگانہ ظنی تھی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی
و مضبوط ہو جاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھہ نہین اور ہر ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر
دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہو اوسکو متواتر اللفظ والمعنی بولتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہووین لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین وہ تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین
اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ یہان بھی ایسی ہی واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علماء حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
وغیرہا کے اون احادیث و آثار سے مملو ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے
دو سو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ [illegible] سہولۃ الورود اور
کثرۃ الوجود ہے ہی اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہو سکتا ہی جب یہ علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ دلائل
سابقہ مین بالشرح و البسط مذکور ہو چکا ایسی روایت اسبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامت مہدویت
کی مفقود ہی اور اس مقدمہ کو دوسرا مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوی مہدویت مین کاذب ہی کہ یہ دونون مقدمے [illegible]

علامت مہدویت ہونا بالتخصیص و تعیین علامت مدعی مہدویت مین کاذب ہو تا قدر مشترک ہی تمام روایات مین پس
ظاہر کہ تمام روایات میں قدر مشترک کے حق مین بسبب تواتر ہین پس قدر مذکور متواتر و قطعی صحیح کی دلیل قطعی بطلان دعوی شیخ کا ثابت
ہوا اور کذب بھی کہ تمام ایمان مین گناہ و خلق بد ہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی ہوا بلکہ بطلان دعوی کا قطعی ہوا پس بد
اخلاق کو حکم احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی **جواب تیسرا** یہ کہ اس زمین میں
بجائے بر سمین بعض اقلیم مین اہل سنت و جماعت ہین مدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے
ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کرکے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ و مسنونہ بلکہ مستحبہ و مندوبہ
سے بھی فرو گذاشت نکیا ہی اور صد ہا کرامات باہرہ و خوارق ظاہرہ ہوئے ہین پس حضرات جیسا کہ شیخ مذکور
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کے متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت مین تکذیب کرتے ہین
پس بموجب اقرار مہدویوں کے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا **جواب چوتھا** یہ
کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین کیا کہ
کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس دعوی بدعت
ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے **جواب پانچوان** یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ
بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین کرتا ہون
اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہو وے اور چونکہ اجناس انواع چار پیر جیسا کہ مدہا
ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین کیونکہ احادیث کہ
سوائے چند حدیث کے متواتر نہین ہین اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول یا اجمال کے مذکور ہین
اور جا بجا تفصیل احادیث ظنیہ مین اور جس وقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اس وقت تابع تام نہوئے بلکہ
تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام مین کاذب ہوئے اور کذب قطعاً اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا **جواب چھٹا** یہ کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا
اور معنی انھین تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انھین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہو وے متقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد واقع
ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بہ بدخلقی کی گئی ہی تا کہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہو وے کہ باوجود اس دعوی اتباع
کا غیروں سے مقدمہ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہین اور مخالف احادیث کے
بھی ہین اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہو وے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر
قطعی متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی متواتر کے بھی خلاف کرتے ہین اور سنت
نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین بدخلقی اول نسبت مذہب مال غیر ہین بدترین صفات سے ہی اور تمام
ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہی کہ لا
تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایکدوسرے کے آپسمین ناحق الآیہ اور سوا ے
اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہین ہی
اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت شیخ جونپور کی اسباب مین
نقل کیا جاتا ہے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران کے
پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہو گئے میان نظام لب آب تک بطور مشایعت گئے انکے ہمراہ گئے اون لوگون نے چند ٹوکرے سکہ
اس بلاد کا تھا اسواسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ٹوکرون کو فراموشی سے وقت مراجعت کے
اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکورہ اوسکے مالک کو کنارے آب پر جا کر پونچانا
انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخورید یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے او سوقت میرا
دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ وگردان ہو کر جاتے ہین اگر حق تعالی قوت دیگا جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب مین
چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی ای عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوے تھے لیکن صحبت
چھوڑکر اپنے اوطان کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورۃ الصدر کے مخالف
ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یعنی بتحقیق اللہ تعالی فرماتا ہی
تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانات کے سے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کہا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالی
قرآن مجید مین تین جا پر یہ وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ و

کہ یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظٰلمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفٰسقون یعنی
اور جو لوگ کہ حکم نکرین موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پس وہ لوگ کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین نئے آئین مین ترک صحبت و فاقت کا مال کھا جانا حلال ہو جاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ نجویز جواب سکا
یہ ہے کہ شیخ موصوف کا دین و آئین اگر مطابق دین و آئین محمدی ہے تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورہ الصدر کی اور اگر
انکا دین و آئین کچھ شے جدید جیز تازہ قسم لیجاد فقیر ہے تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج کے دن کامل کر دیا مینے واسطے
تمہارے دین تمہارا اور تمام کردیا مینے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین یہان بھی معلوم ہوا
کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہے اوسمین کسی طرح کمی بیشی ممکن نہین ہے اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہے اور دین
اسلام مین پرایا مال کھانا حرام ہے اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد انکے
کوئی پیغمبر ایسا نہین ہو سکتا ہے کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس دین
مہدوی کی بھی زبانی مفصل بیان چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہے
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ میرے مہدویت کے منکر ہون لیا حلال نہین ہے چہ جاے معتقدین مہدویت کے چنانچہ
اوسی انصاف نامہ کے باب پنجم مین مذکور ہے کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نہ چاہیے
اور اونکی عورتون سے بے نکاح تصرف نہ چاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان ج مدیر تھے بعد جنگ کے پکڑ لیا
مخالفین کو دلیا اور میران ہیونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانان سے گزر کر
کھیتون سے کچھ لیا جب ملک کفرستان مین پہنچے حالت اضطرار مین لینے کی اجازت دی باتھی پس ثابت ہوا کہ حکم
مذکور ہی بیگانہ کھا جانیکا صرف اوراتو قوت غضبیہ یا شہویہ سے تھا کسی دین و آئین سے طرہ یہ ہے کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام جانا ہے یہ بھی ستو جب حرمت و عقوبت ہے اور یہان تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال جانتے ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکور الصدر سے ظاہر ہے سبحان اللہ اس اخلاق پر بولتے ہین کہ میرے اخلاق پر
احادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بد خلقی و وہم کذب افترا بدترین صفات سے ہے خصوصاً افترا خدا تعالیٰ پر کرنا کہ
ایک بات حق تعالیٰ نے اپنے تئین نہین بتلائی ہو اوسمین غیب دانی کا کرشمہ قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم
ممن افتریٰ علی اللہ کذبا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جسنے کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

فا

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے کہ جسنے جھوٹھ بولا اللہ تعالی پر اور حدیث شریف
مین ہی اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَانَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ یعنی جو شخص کہ جتلاوے وہ چیز کہ اوسکو عطا نہین ہوئی ہی وہ
مانند اوس شخص کے ہی کہ دو کپڑے زور کے پہنے ہی یعنی سر پا جامہ زور کا رکھتا ہی کیونکہ عرب کا سرا پا لباس دو کپڑون یعنی
تہبند و چادر مین ہو جاتا ہی اور قول زور اسقدر بدتر گناہ ہی کہ قرآن مجید مین اوسکو شرک اور بت پرستی کے ہمراہ کرکے بیان
فرمایا ہی کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ یعنی کنارہ پکڑو ناپاکی سے کہ بت ہین اور کنارہ
پکڑو قول زور سے حالانکہ شیخ جونپوری نے کنارہ نہ پکڑا چنانچہ انصاف نامے کے باب ہفدہم مین لکھا ہی کہ میران سے پوچھا
گیا کہ یاران مہدیکو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا کہ بعضے شخصونکے تئین ملاقات ہوگی اور یہی نقل ہی سید محمود اور سید
خوندمیر اور میان نعمت اور میان دلاور اور سوا اونکے اور اکثر مہاجرین سے کہ ان سب نے میران سے پوچھا کہ کسان
مہدیکو مہتر عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا ہان ہوگی پس مشہور تر یہی نقل ہی اور میان ملک جیو نے کہا کہ ہم کیا
جانتے ہین کہ کتنے شخص مہاجران مہدی ہین کیونکہ میران بہت ملک پھرے ہین بہت آدمیونکو فیض پونچا ہی
خدا جانے کہ کہان ظہور ہوگا انتہی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہی کہ مراد یاران و مہاجران و کسان مہدی سے ایک ہی یعنی یاران
و صاحبان بلا واسطہ اور اسی سبب سے میان ملک جیو کو توجیہ کرنے کی حاجت ہوئی کہ بولے کہ میران چونکہ بہت
ملک پھرے ہین اور اصحاب اونکے متفرق ہین شاید کسی ملک والے طویل العمر ہوکر ملاقات کرلیوین ورنہ اگر مراد یہ ہوتی
کہ اس مذہب والے ملاقات کرینگے یا نہین تو خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ آخر تابعان مذہب
اور اولاد و احفاد اونکے مدت تک رہینگے پھر ملاقات مہتر عیسی مین کیا شبہہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
باوجود اصل اسلام جاننے کے کب گمان کرتے ہونگے کہ چند روز مین اسکا اثر و نشان باقی نرہے اور حضرت عیسی سے
شاید کہ ملاقات نہووے تا کہ اس اشکال کو حل کرتے اور لفظ یاران و مہاجران کی اضافت طرف مہدی کے صاف دال
تخصیص پر ہی موافق قاعدہ مقررہ کے یعنی خاص مہدی کے یار و اصحاب بلا واسطہ اور بد خلقی سوم صاف اسی معنی کی
مؤید ہی پس ثابت ہوا کہ یہ بزرگ متعدمہ غیب مین محض قیاس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
کہ وہ سراسر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہی کہ عیسی علیہ السلام ابھی تک نازل نہوے اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
ہو چکے اگر کوئی باقی ہی تو ثابت کرین چار سو برس کے عمر والا مہدیکا یار کہان چھپا ہوا حضرت عیسی سے ملنے اور اپنے
شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہی کہ قول مین ہی بادہ دار ہا ظہین ہی جنگل کری بیہہ ہی یا باڑہ دار ہا ظہین ہی اور کیا باعث ہی
کہ ان ہیونکی کہ اوسکے سامنے کل کے پیچھے ہین اقتدا کرتے ہین اور اوس کمراہ اصل اصول کیطرف متوجہ نہین ہوتے ہین

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہے اور اسکو بخوبی ثابت و روشن کر دیتی ہے اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اوسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہے الصاف تک کے باب ہجدہم میں لکھا ہے کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات متوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران جیو مہتر عیسی
کس وقت آوینگے فرمایا نزدیک بعد سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھہ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک ہے دیکھو مہتر عیسی حاضر ہین پوچھ لیو بعدہ میان مذکور کہتے ہین کہ بندے
نے مہتر عیسی سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہو گیا کہ پوچھون کہ تم کب آوگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہے
کہ بعد بیس برس کے کم و بیش اوسمین شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسی کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالات مکاشفے میں اس گفت و شنود کا اتفاق پڑا ہے پس معلوم ہوا کہ میران بوجہ انتقال
بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہین کہ اوس عالم سے بھی کام بے لیے خاص الخاص خلفا پر نمودار ہو کر ایسی
ونے محل پیش گوئیان کر جاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیان ہین کیونکہ کذلک ینشأ لینۃ فمو
عرقہا و حسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہے کہ آمد عیسوی کا سوال میران سے اس
جدوجہد کے ساتھہ کیا اور جب خود لقاء عیسوی ہوئی سب کچھہ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالا تمام تحدید و تعیین پر دال ہین نہ تقلیل و تکثیر پر مانند ان تستغفر لہم سبعین مرۃ یا ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہین ہے اسواسطے کہ سبعین غد و غیرہ واسطے تکثیر و تقلیل کے
محاورے مین مستعمل ہین نہ دس اور بیس اور تیس اور چالیس اور پچاس و ساٹھہ جسوقت کہ یہ ترتیب تعداد پوچھی جاوینگی
کہ وہان صاف تعیین مراد ہوتی ہے دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل مین ہین خوندمیر مین مذکور ہوے ہین عبارت مجیب مین
اور ظاہر ہے کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہے پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہے اس علاوہ سے بھی نہین کہ
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہے پس صاحب انعام نامہ کا اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرنا ہی غلط ہے اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہے تو مصنف انعام نامے سے پہلے میان خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان پھر ساٹھہ و پچاس چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہے کہ میان ایک عدد کی تعیین سمجھتے تھے اور میران او دس کو بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اوس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور یہی گمان اوس وقت کے تمام شیخ و شاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی یکایک
آگئے مہتر عیسی امروز فردا مین عنقریب آنیوالے ہین چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوئے دیکھکر مریدونکو عیسی بننے کا نہایت
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سندہ نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب
نقلیات مین مذکور ہی اور انصاف نامے مین باب ہجدہم مین مسطور ہی کہ میان ابراہیم نے برلہ دائرہ میان نعمت مین دعوی
عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہین اور تیری ماں ہے اور باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ بھیک نے ربری میران
دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسی کسنے کیا انجکو مہدی کسنے کیا ماں تیری فلانی تھی عیسی
فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کا کریگا کافر ہوجاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا
میران نے کہا کہ بالاے آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا بدخلقی چہارم یہ بھی رسم اور رسوم کی قسم سے
ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہو وہ یہ ہی کہ کتاب پنجم خصائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہی کہ عادت
حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین جا
کر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہان کے قاضی خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود ہی انے متابعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت
میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی خطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار کا
کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پس دونون نے مع توابع و لواحق کی تصدیق
کر کے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثناے راہ مین بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم
ہوا انتہی ملخصا روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہو سکتا ہی کہ مقدرات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت
امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہی وہان قیاس و تخمین کو دخل نہین ہی کہ ما تدری نفس ماذا تکسب غدا
وما تدری نفس بای ارض تموت یعنی اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس زمین مین
مریگا لیکن شیخ نے بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کر کے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کر کے بطور قیاس الغائب
علی الشاہد کے معین کر دیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الہی نے اس جرأت کو ناپسند فرما کر اس
دعوے کا جھوٹھ آشکار کر دیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور
مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد دہم مین ہوا نہ روز
دوشنبے کو بدخلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم مین منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرامات و مراتب روایت کیا ہی کہ میران نے

نسخ کا

تمام قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ کہا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا
اقرار فرماتا ہی اور یہ اس کو انکار ہی چنانچہ سورہ بقر مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم
اوس سے بہتر یا مانند اوسکے کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور سورہ نحل مین فرمایا إِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ
آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اور جب بدلتے ہین ہم ایک آیت
بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی تو کہتے ہین کفار نہین ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا علم ہیں
ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین لفظ نسخ انسا سے تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل
اوسی مضمون کو ادا فرمایا اور سورہ رعد مین فرمایا يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی محو
کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورہ نحل
اول اور حکم میں مقصود ہی اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی اور ثالث مین تعمیم ہی بالجملہ نصوص قرآنی سے نسخ ثابت ہوا اسیواسطے
جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلا اور واقع ہی سمعا البتہ یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا
کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور کل کو اوس سے رجوع کرکے اوسکے برخلاف
حکم کرتے ہیں چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین
کہ حکمتون نسخ سے بے خبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے تو قائل
تھے لیکن سمعا جائز نہین جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک شخص ابو مسلم ہی
کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا
حالانکہ جا بجا قرآن میں ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بنا علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین منسوخ الحکم تلاوت مین موجود
ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہین ہی چنانچہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بمطابقت قاضی ابوبکر بن العربی کے منسوخات سابقین منقح کرکے بیس آیات منسوخ
ہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمین سے بھی تصحیح و تفتیش کرکے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین
کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوے بن نہین بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہیں اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
الآیہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیہ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور احادیث

دوم ان یکن منکم عشرون صابرون الآیہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لا یحل لک النساء من بعد الآیہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ انا احللنا لک ازواجک اللاتی الآیہ چہارم اذا ناجیتم الرسول فقدموا الآیہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قم اللیل الا قلیلا الآیہ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی بیان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ مغایرت مقام مانع تفصیل ہی بدلی

ششم تحریف آیات قرآنی باب تحریف کا اس قوم میں بہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہیں کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی میں تغیر و تبدیل کر لیتے ہیں بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے ہیں پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمیں موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اوسکا مشکل ہی کیونکہ ہر کہ و مہ کا یہ روزمرہ ہی مگر یہان بطور نمونے کے چند مثالین اوسکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے اور اندک دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے تحریف اول پنج فضائل مین یہین عبارت منقول ہی نقل است حضرت میران درحق میران سید محمود سورہ والنجم نہ خصال فرمودہ اند بدین عبارت فاوحی الی عبدہ ما اوحی بھائی میران سید محمود ما کذب الفواد ما رای بھای میران سید محمود افتمارونہ علی ما یری بھائی میران سید محمود ولقد راہ نزلۃ اخری بھائی میران سید محمود عند سدرۃ المنتہی بھائی میران سید محمود عندھا جنۃ الماوی بھائی میران سید محمود اذ یغشی السدرۃ ما یغشی بھائی میران سید محمود ما زاغ البصر وما طغی بھائی میران سید محمود لقد رای من آیات ربہ الکبری بھائی میران سید محمود انتہی عقلاے انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین آئی ہی کجا آیات اور کجا سید محمود بن سید محمد جونپوری کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود اظہر من الشمس ہی کہ باتفاق روایات ان آیات میں تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی ابہی پر دال ہی کیونکہ صدر کلام میں حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وھو بالافق الاعلی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ الآیات قسم تارے کی جب گرے بہکا نہیں تمھارا رفیق یعنی پیغمبر اور نہ بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاہ سے نہیں ہی وہ مگر وحی کہ وحی کیے جاتے ہی سکھایا اوسکو سخت قوتون والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

الله نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتھی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونھین کو تھی سید محمود کو کہ سو برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین تقریر
سیاق وسباق کے جبرئیل مراد ہین سید محمود طریہ کہ بعضی جگہ پر سید محمود کا جوڑ لیا ہے بے موقع ہی کہ اطفال
مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنة الماوی یعنی نزدیک سدرة المنتہی کے جنت الماوی ہی
یہان ہا ضمیر مونث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے
پس ان پر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
نامعقول ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند کریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ شیخ
جونپوری نے اپنے حلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت لا نیا اپنی کے نام مانگا
تھا کہ واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا یعنی اور بنا دے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار پس وہ
ذات تمھاری ہی اوس وقت بن عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتھی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا عقلا
درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کر دے کہ بسبب اوسکے اعدائے
دین کو شکست دیوین اور دین الہی کو قائم کرین موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہا کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسیہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور و مغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا
و توابع کے بکمال لاچاری مارے گئے اور منصور نہو سے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کروہا اولیا و اغواث
و ابدال و اقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوے کیا کم تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
ایسے کلمات کے صدور کا یہی ہی کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوندمیر
وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور نادر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لایعنی سخن زبان پر نلاتے **تحریف سوم** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا انا
عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے اولیا
ہین اور مراد جبال سے علما ہین فابین ان یحملنہا امر القتال واشفقن منہا وحملہا الانسان

میان سید خوندمیر اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین و آسمان کے فلانے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہے کہ لغت و محاورہ عرب کے موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کردینا ورنہ ایسے بے محاورہ معنی نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہے یہ کہ سموات کے معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوندمیر ہو اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کی ضمیر بھی خاص اونھین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح لشد بلا خشد مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیاے اولوالعزم اور اولیاے کملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے ہین خصوصًا حضرت خاتم الرسالت اور اونکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہے کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر بستہ ہوکر کسقدر جانفشانی کی ہے کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کالظہر من الشمس ہے میان خوندمیر نے کونسا ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہووے کہ کئی مدعی کی پیرشدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گئین اور دوسرے روز کی جنگ مین کل پچاس ساٹھ آدمی سکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکور کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق ہمنے عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھران سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہے بڑا بے ترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت اور فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمانون و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمھارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا کروگے تو ثواب پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین گے ہم ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کو اوٹھاویگا انھون نے بسر و چشم کرکے اوٹھا لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمھاری اور تمھاری اولاد کی گردن قیامت تک ہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر سے یا مگر ان سے بے خبر ہے شعر آسمان
بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند اور یہ بھی معلوم ہے کہ ظالم اور جہول کا حقیقت مین
اولاد آدم مین سے اونھین کے حق مین ہی کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصا منافقین و منافقات اور مشرکین
و مشرکات بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب ونھون نے ادا اس امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی
اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور اس
کے معنی مین ایک یہ بھی احتمال زائد ہے کہ جیسا انسان سے خاص نوع مراد ہوئے تعلق لیعذب اللہ الایۃ کا بے معنی
ہو جاتا ہے تحریف چہارم شواہد الولایت کے باب بست و ہفتم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوند میر
زبان حق تعالی کا ہوتا ہے کہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمہاری ہے اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمہارے حق مین ہے غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہے ایک تحریف لفظی انکے
خلیفہ کی بیان کرکے مختصر کی جاتی ہے شیخ فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت
وعظ کے سورۂ اخلاص صاحب لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ پر پہنچا دلاور نے کہا يَلِدُ يُوْلَدُ پھر یوسف نے کہا
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کہا يَلِدُ يُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو
کہتے ہین حق ہے استغفر سبحان اللہ وتعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا قرآن باکبسم اللہ سے سین ناس تک
متواتر و قطعی ہے اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ ایسی آیت کہ حق تعالی
کے وصف مین وارد ہے کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اسکا انکار بامرار کرکرتا ہے کہ یلد
یولد ہے پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالی جنتا بھی ہے اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہے اور اوسکے ماں باپ بھی ہین
سبحانہ وتعالی عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہے کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپوری کے ہین انکے فہم
واعتقاد کا یہ حال ہے کہ حق سبحانہ تعالی کی جناب مین اسقدر بے باک ہین وائے بر حال دیگران اور اس بیان
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ معتبر ہے و غیر سبحان اللہ یہ حال ہے اور یہ قال ہے کتب مہدویہ مین تحریفات
لفظیہ و معنویہ کرنا یہ شیوہ اہل کتاب کا ہے خصوصا یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہے کہ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الایۃ بدلتے ہین کلام کو اسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک اور سا فتقطعوا

أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ یعنی اب
کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اون میں کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو
بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور اونکو معلوم ہے انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہیں یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو
اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہے اوسکو محرف کہتے ہیں اور تحریف یا لفظی ہے یا معنوی لفظی یہ کہ مثلاً
قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ دلاور سے سرزد ہوا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ سے دو لم اوڑا دیے اور معنوی یہ کہ معنی
قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا
اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہیں نہ کسی روایت سے ثابت ہیں اور دوسرے تحریفات مذکورۃ المہدیہ میں
بھی یہی حال ہے اور طرہ یہ ہے کہ ایسے معنی بے موقع پر بھی جابجا بولتے جاتے ہیں کہ مراد الٰہی بس یہی ہے حالانکہ سب قائل
ہیں اسبات کے کہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور تفسیر اسیکو کہتے ہیں کہ مراد الٰہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض
بھی یہی ہے کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہیں اور تاویل اسے کہتے ہیں کہ اول معنی مرادی کو
مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو ورنہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان
کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہیں ہیں چہ جائے تفسیر کی یہ طریقہ فرقۂ باطلہ باطنیہ کا ہے کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہیں
جانتے ہیں اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی ہیں سمجھ لیتے ہیں اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہے طرفہ یہ ہے کہ سراج الابصار
سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہیں اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہیں اور آپ
وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہیں بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہیں چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویہ کے معنی سے
مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہیں کہ آیت وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ میں مراد تین
سے حضرت علی ہیں اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہیں
اور شیخ جونپوری کہتے ہیں کہ آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا
وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے
قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھا دیں اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیا ہیں اور
ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود مہدی مراد ہیں اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں
معنی میں ہرگز فرق نہیں جیسا انکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہیں ویسے ہی انکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہیں پس فرقۂ مہدویہ اور باطنیہ میں کیا فرق ہے سموها ما شئتم بد خلقی ہمتم

احادیث کا زبراد رنے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کردینا یہ خصلت
مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجپر قصداً پس ٹھیراوے جگہ اپنی آگ مین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
مین اس حدیث کے اسناد وطرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہین اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہین اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی کہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہوجاویگا اور کہ
قول ہی امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہی اس وعید مین خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی باجماع مسلمین کے انتہی ملخصا کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط تسنن کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہوتے مین تو کسیکو شک و شبہہ نہین اور
اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی با این ہمہ مہدویون کے پیر و مرشد
و شیخ شاب سب اس کام مین مبتلا ہین اور انکی کتابین مثل شواہد الولایت اور نصایح نامہ وغیرہ کے بسعدد احادیث
باطلہ سے لبریز ہین کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہان چند مثالین انکے اکابر پیشواؤن کی فقط بیان کیجاتی
ہین کیونکہ ایک بار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی **مثال اول** نصایح نامہ
کے باب اول مین لکھا ہی کہ علماء نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل نہین دیتا
بلکہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ بعدہ علماء نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہی یا نبی
دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہی انتہی **جواب** الولایة
افضل من النبوة حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات مین لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی پس نقل کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کردینا اسکو بھی وضع کہتے ہین جیسا کہ شرح نخبہ اور
اور اوسکے حواشی مین لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی وضاع دوسرے شخص

بعض سلف صالح یا قدماے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کر دیتا ہی اور باعث وضع کا یا
بیدینی ہوتی ہی جیسا کہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبہ جہل سبب ہوتا ہی چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال ہین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے
ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہوکر انکے قول پر تقلیداً اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہی یا اتباع ہوی یا اظہار نوادر و غرائب اور یہ تمام بر اقسام حرام ہین بالاجماع و اتفاق ہی اسپر کہ جانکر حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّی
بِحَدِیْثٍ یُرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْن رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی
ویسیہی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعاً اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
اب بیان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کر دیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیسا کہ دانا رائی کا کیکے ہاتھ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سیوم کے شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب باندھنا ہوا خداے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا
کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیسا کہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نسخہ مراد
ہی جو کہ شیخ جونپور کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخہ اوس زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپور کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ با وجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کر سکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کرکے امتحان کر لیا کرو اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

علی التقدیر محال دیگر یہ ہو کہ تقریر بالا میں شیخ نے فرمایا کہ سید نے کب کہا ہی کہ سید کے تئین نبی پر فضیلت ہے حالانکہ
منسوب ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھہ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا برابر
انبیا پر پس انکار غلط ہو لیا دعوی تسویہ بے اصل لوگون نے منسوب کر دیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہو تا کہ شیخ اکبر
صادق رہین ورنہ لزوم کذب جانب ہی اور اگر تطبیق یون دین کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضل نہین کرتا
ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھہ مین ہے دعوی مساوات رکھتا ہون جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و لعوارض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہی پس تمہاری ولایت
تمہارے اوصاف نفسانیہ سے ہوگی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت انسانیہ مراد ہی تو کلام مشتے ہو
کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہین کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اوس
نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوگا کہ مین اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہر ایک انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گاہی جنین گاہی چنان سے گریز نہین ہے
اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہووے نبوت سے اور بالفرض تمہاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت مین برابر ہووے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہی کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہی وہان انحصار ہی وہ مرجح پڑے گی تفضیل حضرت رسالت مآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہی بیان اسقدر
کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی مثال دوم صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول
لکھتا ہی کہ بدر منیر سید محمد نے بعض الآیات مین لکھا ہی کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی
امتہ ای مثلہ فلا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ النبی فاذا
لہ درجۃ النبی لابد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون نظیر
فی امتہ وھو المہدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک سالہ ہی سید محمد کا
مصدر بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المہدی اوس مین لکھا ہی کہ لکل نبی نظیر فی امتہ
حدیث نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اوسکی مرتبہ کا ہوتا ہی اوسکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر آمدہ است تعیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے اور
احادیث بے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لا عرف اقواما ہم بمنزلتی الخ اور حدیث آمد اشو

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء الخ ان سب کا اثبات انکے ذمے ہی کہ من
ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے نہ جوبی ظاہر و نمایان ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ
شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات وبرابری ساتھہ انبیا علیہم السلام کے ثابت کردین اور ظاہر ہی کہ اتنا بڑا
مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل گمنام روایات سے ہرگز ثابت
نہین ہو سکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا فقد وقت ہی اور عجب تیر ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
خبر تعین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ غلط ہی بلکہ نہین ہے کسی حدیث کا اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی
کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب البنات مین ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی
اور اوسکی کچھہ اصل نہین ہی اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن
علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ یہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی
اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران پیر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے راہ
باطن سے حاصل ہو گئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہہ دعوی ہی کہ جسپر اخلاق کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین لیسند
بداخلاقی کے اب نفع منع یا سند عین دعوی سے نہین ہو سکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے
کرنا چاہیے موافق داب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ پیران کی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہی بدستور
ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کے واسطے بھی روا رکھا ہی
اور بعد آن حضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم
چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور خوندمیر ہمیشہ اپنی وعظ مین
بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور باوصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت
مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب ڈہنگ ہی کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہی یعنی تعین وجہ
معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعونکو رواج دینا پس قول اور ہوا اور فعل اور ہوا
اور اگر حال اوس فعل کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل اور بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا قوت
ہر بی بی کو اوسمین سے قسمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت
تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرا خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

کہ ناگی تھا اب کہ میں مسلمانوں کے اس کام میں مشغول ہوا مسلمانوں کا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال میں سے کھاوینگے
اور خرچ یومیہ بیت المال میں سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح اونکے نزدیک بیت المال کے
خزینہ سے مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین میں سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانہ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃ للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت میں تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانہ سرکاری سے مقرر فرمادیا چنانچہ صحیح بخاری میں
ہے کہ صحابہ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری میں ہے کہ حدیث مالک
بن اوس میں ہے کہ حضرت عمر مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات میں سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی میں ہے کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبداللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھوں نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک وہ مجھ سے کسی مشہد میں سبقت نہیں لیگئے
ہوئی ہے فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہے کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھ سے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح
حضرات امام حسن و حسین و علی مرتضی اور تمام صحابہ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسی نے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہے پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپور کا منقول ہے کہ منکر اجماع صحابہ ثبوت کافر ہوتا ہے چنانچہ یہ قول انکا چند مقام میں بحوالہ کتب مہدیہ
منقول ہو چکا ہے پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت بے علمی و بد اخلاقی ہے اور خلق و حکمت سے نہایت بعید
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہے کہ میران و خوندمیر ایسا سمجھے ہیں کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونے سے توکل میں
خلل آتا ہے حالانکہ یہ سراسر خطا ہے اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے تو اوس
تعینات پر وہ متوکل ہے اور اگر کہیں سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہیں ہے کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہیں ہے بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت صلعم
میں عرض کیا کہ ناقے کو توکلا علی اللہ کھلا چھوڑدوں یا کر باندھوں اور توکل کروں فرمایا اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر کر اور اوس باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں
کہ شعر گفت پیغمبر باواز بلند ٭ بر توکل زانوے اشتر ببند ٭ اور انبیا علیہم السلام سازو سامان کے آمادہ کرنے میں

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر
وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کرائی تھی اور باوجود اینہمہ اعتماد بجز ذات
حق کے کسی پر نہین رکھتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
یعنی صحابہ سے تدابیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے سر و کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب
البتہ مبتدی ناقص کو مخل اندر توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر سر مو ادہر
نہین ہٹتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیا و مرسلین و اولیاے
کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپور اور میان نجم ندیم مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے
بدخلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپور اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقرا و مشائخ مین
بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے
اجتناب کرتا ہی لیکن بان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسینے شیخ موصوف سے یا اونکے پیروان
اس فرقے سے سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الہی ہو
وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے
خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی
کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین شعر
اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ۞ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ۞ اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھہ مین دو سبوچے پانی کے ہین اور ایک سبوچہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے
ساتھہ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھہ سے راہ کا دیکھنا
تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا
اور باینہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا
پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی اور پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا
اشغال ظاہر پر رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف
و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی اونکو
خرید و فروخت یاد الہی سے پس معلوم ہوا کہ نہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال سے

ف بدخلقی نہم شیخ مع خلفاء وغیرہم کی کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیا سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الہی سمجھنا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہی

کہ پیشہ انبیا و رسل کا ہے اور صحابہ اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہیں اسقدر احتیاط کرتے
کہ آج چار سو برس سے اسکو کوئی اسکے نزدیک عیب جانتا ہے اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو وہ تارک عیب سمجھتے
ہیں اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہیں جیسا کہ یہودی گوشت گاؤ سے بھاگتا ہے حالانکہ صحیح احادیث میں اسکی فضیلت
اور تاکید علم مذکور ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما
قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی نہیں
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دونوں ہاتھوں کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داود علیہ السلام کھاتے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہے اور داود علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے لوہا
کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازے سے جوڑ کڑیاں اپنی دیکھیے کہ حق تعالی کے باب میں قرآن ہوا کہ بنا کشادہ زرہیں
اور ذکر داود کا مشہور ہے کہ وہ حیوان بھی اونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ
یعنی اے پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اڑتے جانورو اور فرزند اونکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود
اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل بوریا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم انبیا فرماتے ہیں کہ جُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ
وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ اَمْرِيْ یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایہ نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت اور خواری
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر غنیمت لانا
اور مہدویہ نے اسکی بھی مخالفت کی کہ یہ سنت جہاد ساتھ کفار کے اپنے مہدی کے بعد مہدویت کے اور مہدی کے
قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانوں سے کیا جیسا کہ حدیث شریف میں خوارج کے حال میں مذکور ہے کہ بت پرستونکو
چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہے پس اس مخالفتوں کے سبب ہمیشہ ذلیل و حقیر
اپنے مخالفین کی رعیت بنکر رہتے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ چار گروہ کو کہ یہ ابر ہے اور کبھی عزت سلطنت اونمیں سے
کسیکو نصیب نہوگی پس مصداق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت اور خواری اوپر مخالف امر میرے چنانچہ صحیح
بخاری میں ہے اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر جو کہ کھاتے ہو تم وہ ہے
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمہاری منجملہ کسب تمہارے کے ہے یعنی اگر اولاد کچھ تمہاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھہ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب
اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہے
فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح او مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھہ
عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہے لیکن اپنے ہاتھہ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہے اور بیع وشرا چاہیے
کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال بہم پہونچے فرض ہے بعد فرض کے یعنی ایمان و غیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی
فرض ہے اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چار سو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہین اور سب
گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہے اوسکو چھوڑکر لقمہ خیرات پر منحصر ہوکر بیٹھہ رہتے ہین
بد خلقی دہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو
کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابون عقائد اہل سنت مین مصرح ہے کہ اعتقاد اہل سنت کا
یہ ہے کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہوکر کفر مین داخل نہین ہوتا ہے اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہے
کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہے بلکہ درجہ درمیانی مین بین بین رہتا ہے اور
اعتقاد خوارج کا یہ ہے کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہے اور اسی اعتقاد خوارج کو
میران مہدی نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا
ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود
حیات دنیا کفر ہے چنانچہ زنان فرزندان اموال وحیوانات وزراعات وعمارات وملبوسات وماکولات وغیرہا جو کہ
انکا مزید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہے
اگر کوئی شخص اوسکے ساتھہ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھہ الفت رکھے وہ ہمارے ہی ان سے
نہین ہے یعنی غیر مہدی ہے اور آل محمد سے نہین ہے اور آل خداے تعالی سے نہین ہے انتہی اب سوال یہ ہے
کہ زنان و فرزندان و ملبوسات وحیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط
وجود ان اشیا کا کفر ہے جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہے تو نہایت مشکل ہے
آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکو اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہے کہ ان اشیا مین مشغول رہو کر یاد الہی سے

دعوی اہل سنت و جماعت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنانی فرزندان طیبات حیوانات
بلا تکلف بسر وچشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات وتجارات وغیرہا اصول کسب واکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام وکفر سے احتراز کرتا ہی جیسا ان چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار
کرتا تھا اور مشغول نہین ہونا تھا جیسا کہ انبیا ومرسلین کرتے تھے چنانچہ باقیل کی بدخلقی مین مذکور ہو چکا یہ کیا
معنی ہین کہ آدھے تیر اور آدھے بٹیر کر کہاؤن گلگلون کا پرہیز اور گلگلہ رفا جرا یہ ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسی نے عمل نکیا الا ماشاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلون دنیوی
مثل تجارت وزراعت ونوکری ومزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال وحرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار وغیر مہدی ہوئے
کیونکہ آن مہدیسے نہین ہین کے یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی باتین خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا انکو کیسا قلم کا ذکر۔ یا الحق ہر کہ خلق خدای را بیازارد
تا دل مخلوقی بدست آرد خدای تعالی ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش برآرد بدخلقی یازدہم
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ہشتم انصاف نامے مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر موافقین
مذہب کے مکان پر بھی اسلیے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفاے میران بلا تامل
کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہی اور احادیث کثیرت اس باب مین وارد ہیں
چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت ولو اھدی
الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پایچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پایچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابوداود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر ہوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا ورسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری ومسلم کی حدیث مین
ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لہا الاغنیاء ویترک
الفقراء ومن ترک الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے لیے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوتکو تحقیق نافرمانی کی خدا ورسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوتکا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا
جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب
اجابت ہی اور دوام ہی حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نرکھتا ہووے کھانا مستحب ہی
اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر دائرے کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے
تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی انکی
ذات مین تھی پس دعوی اتباع نام کا ہے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے انھون نے قاعدہ گڑھا
تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمھارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہی
اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہوچکا بمقدمہ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین
لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب اوس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق نہین رکھتے ہین
واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم **بدخلقی دوازدہم** کہ اس اصل تمام بداخلاقیون کی ہی وہ
یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصافنامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت قیلولے
کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اون کے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو بیتلو ونہ کو
حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردہ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ
جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہوچکا کہ
علم و حکمت اس اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو
علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہوکر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت
و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی
ا درست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمان کا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بے علم قرآن نہین سمجھ
سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف
ہی کیونکہ بغیر اعمال اہلکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی ورنہ بے
علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کری اور

کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ ان سے اجتناب کرے تا کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل بے علم حاصل نہیں
ہوتا ہے خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علماء سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرلیوے بہرحال ممانعت علم سیکھنے سے
نہایت قبیح ہے اور یہ دوسری دلیل ہے کہ اگر تم علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت کرتی ہے کہ مہدویت
انکی سواے جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہے اور ظاہر ہے کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند
معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات
و احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہے شعر صاحب چیزی شکند قدر شعر را ۔ تحسین ناشناس
و سکوت سخن شناس ۔ دوسرا بیان خمیر یہ ہے کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہنا مخالف ہے فرمان خدا و رسول کے اسواسطے
کہ حدیث قدسی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک و تعالی من شغله القرآن عن
ذکری و مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ
علی خلقه رواه الترمذی والدارمی والبیهقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے رب تبارک و تعالی جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن کریم میرے ذکر سے اور دعا و سوال میرے سے تو دیتا
ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی
خدا کے ہے اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہے کیونکہ یاد و ثنا کنایہ طلب و سوال ہے پس جب فرمایا کہ سائلین
سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو وس مین ذکر کرین بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت
واضح رکھتا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءة القرآن فی الصلوة افضل من قراءة القرآن فی غیر الصلوة و
قراءة القرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة
افضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہے پڑھنے قرآن سے غیر نماز
اور علما نے کہا ہے کہ نماز مین بھی تفریق ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا
غیر نماز مین بہتر ہے تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہو وین اسواسطے کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تہلیل
تمام جزو قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہے افضل ہے جزو سے اور تسبیح افضل ہے خیرات مال سے اور خیرات مال افضل
روزے سے اور روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے پس یہ جو مشہور ہے کہ عبادت مالی افضل ہے عبادت بدنی سے مراد
ہے کہ سوا نماز و قراءت قرآن اور ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہے اور انشاء اللہ بترتیب سطور الصدر ملحوظ ہوا اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
فاضل تر ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بالفہم او بلا فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
و حساب سے خارج ہین مگر بطور نمونے کے چند آیات و احادیث مسطور ہوتی ہین یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالی اونکے جو ایمان رکھتے ہین تم مین اور اون لوگون کے جو دیے گئے ہین
علم بڑے درجے قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ نہ علم ہین اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے
ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوۃ مین ہی کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین ساتھ
ابو الدردا رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدردا مین مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
تمہارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ مینے سنا ہی کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سوا اسکے اور کچھ حاجت یہان آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدردا نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
سے سنا ہی کہ یقول من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا من طرق الجنۃ وان
الملائکۃ لتضع اجنحتہا رضا لطالب العلم وان العالم یستغفر لہ من فی السموات ومن فی
الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر
الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما وانما ورثوا العلم
فمن اخذہ اخذ بحظ وافر رواہ احمد والترمذی وابو داود وابن ماجۃ والدارمی وسماہ الترمذی
قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہی اوس مین علم
دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالی ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین واسطے عالم کے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہی شب بدر مین دوسرے ستارون پر اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نہین چھوڑا ہی اور سوا علم کے میراث نہین چھوڑی ہی پس جسنے کہ سیکھا علم گویا پایا نصیب کامل اور ترمذی کی
حدیث مین ہی کہ ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدہما عابد والآخر عالم فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان اللہ وملائکته واهل السموات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت فی
الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیونکے علم خیر کو اور ترمذی اور ابن ماجہ
کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت
کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے
اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی
اسرائیل احدهما کان عالما یصلی المکتوبة ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والآخر یصوم النهار ویقوم
اللیل ایهما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل هذا العالم الذی یصلی المکتوبة
ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النهار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی سوال
کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا
بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیونکو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا رہتا تھا رات کو
ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد کے اوپر مانند
بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیونکو
اسواسطے کہ میں قبض وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینها بعثه اللہ فقیها وکنت له یوم القیامة شافعا وشهیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اس حد کو ہووے فقیہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں اونکے دین کے مقدمے میں
اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں زمرۂ فقہا میں اور ہونگا میں روز قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے تصنیف فرمائے ہین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثة اٰیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہی موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضہ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہین وجوب عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوا ان کے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نہ فقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانتا اور پڑھا ہی روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانتا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ جب آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجا لاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی کہ اوستاذان ظاہری سے اوسکو نہ پہونچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور یہی اصل و بنیاد ہی ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہین چنانچہ آیت واتقوا الله ویعلمکم الله مین اسطرف اشارہ ہی یعنی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا اور دوسری آیت مین ہی کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتاوینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس جگہہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اول ہی مین خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونون علمون مین نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر ۔ کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

فـ
شرح علم لدنی کی اور بیان اسکا کہ علم باطن بے علم ظاہر کے حاصل کامل نہین ہوتا ہی

پس شیخ جونپوری کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہیں گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہیں اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہیں منع کرنے علم شنوان نہ دار استاختہ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سن پایا ہے کہ حضرت خاتم الرسالت
امی تھے استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہیں جانتے ہیں کہ وہاں تو شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے
کہ علمہ شدید القوی وغیرہ آیات دال ہیں اور نبوت موہبت الٰہیہ ہے کہ بے سابقہ ریاضت و محنت کے مرحمت
ہوتی ہے بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہے کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہو اور کسب و ریاضت موقوف ہے علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کس طرح کر سکتا ہے ہر ایک کو واسطے جبرئیل سا معلم کہاں سے نصیب ہوگا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی معلم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم
کہ حساب ان کا مشکل ہے سب علما ہیں کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعد طریقت میں قدم رکھتے ہیں اور اگر کوئی بے علم
داخل طریقت ہو جاتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر بعد جذبہ الٰہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہنچ جاوے وہ شیخ نہیں ہوتا ہے جب تک کہ بعد جذبہ کے علم پڑھ کر سلوک اختیار کرے اور مجذوب سالک
بنے پس سلوک بعد جذبہ کے ہنگام سلوک میں علم کی حاجت ہوئی جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذبہ کے سلوک میں علم کی
ضرورت ہوتی ہے یہ دونوں شیخ ہو سکتا منصب رکھتے ہیں اور مجذوب محض اور سالک محض شیخ نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابوں میں اہل طریقت میں مشہور ہے اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ جہالت سے اسکا
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہیں کرتے ہیں حالانکہ یہ انکار غلط ہے کیونکہ درست اور یزید
خود ان کے مہدی کی اس باب میں جو ہیں جیسا کہ مذکور ہو چکیں کہ وہ سونے اور قیلولہ کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول ہیں اونکی معتبر کتابوں سے منقول ہو چکا بد خلقی ہیں دہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینہ طیبہ کو نہ جانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگرداں ہو کر فقط مکے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہے انکار کرنا چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہے کہ من زار قبری وجبت له شفاعتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نہ جاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہے چنانچہ

حدیث شریف مین ہے کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی بیناوی مین اور بالفرض اگر حاصل کرے اس شرف ومنقبت کا ارادہ نکیا تو بحسب روح المہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین فوج مقدس کی جفا کرنا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئین مہدی مشہور کرتے ہین ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت حضرت رسالت کے مدینے سے مونہہ موڑ کر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجکو حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدیت کی وعدہ گاہ ہے اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہے جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہے اور حقیقت مین یہ وہی بات ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہے اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہے اسقدر دعوی مہدویت کی کیا جلدی تھے کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر تا خت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین آکر شہر احمد آباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازہ جمالپور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا سنہ ۹ نوسو تین مین دعوی مکہ سے دو برس کے بعد کیا ہے پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بحیلہ دعوی مہدیت کے اور پھر گجرات مین آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن طے وجہ ہے علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامن گیر ہوتی تھی اور طرہ یہ ہے کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرما دینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگون کو عالم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علمای دین قولا وفعلا افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سنت ہے کہ اوسپر اجماع ہے اور بعض علمای مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہے قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث اس مقدمے مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہے پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہو وے اوسپر عمل نہ چاہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ ہے کہ خود
شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہے چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف
کہنا چاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہو وے پھر فرمایا کہ معلوم ہے تمھاری خواب مین جو ہے خلاف شرع
محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل یہ وَكَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا اللہ تعالی فرماتا ہے
أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ یعنی کیا حکم کرتے ہو
تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپکو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین سمجھتے ہو بد خلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ
اتباع سنت محمدی کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہوجاتا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم
مین لکھا ہے کہ شیخ جونپوری روز انتقال اپنی نسوجی بی بونکے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین تھین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پہونچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی
ملکان وہان حاضر تھین او سنہون نے عرض کیا کہ آپ بیتی ہے اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی
آپ یہین رہیے اور یارون نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن
حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہے کون شخص بخش سکتا ہے بعد وسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ
نے یہی معروضہ کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یار لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت
نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پہونچایا انتہی میران کی اس حرکت مین
چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضه الذی مات فیه این انا غدا این انا غدا
یرید یوم عائشة فاذن له ازواجه ان یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشة حتی مات
عندها یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی
کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جاے
حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ انھین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت کے لیے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین انکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھ کر تقوی

[illegible]

نہین ہے بلکہ وسوسۂ نفس ہے چنانچہ کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر فروکوش در زہد وصدق وصفا ولیکن میفزای
بر مصطفی ﷺ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکا ہے اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کر دے
وے حلال ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہے کہ ان سودۃ
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعایشۃ یومین یومہا ویوم سودۃ یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کر دیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
عایشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ مذکور کے واسطے
بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بی ہون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری
قباحت یہ ہے کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہے کہ شب باشی مین عدل واجب ہے یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت
کے گھر مین رہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظون کا ضرور نہین ہے بلکہ یہ ممکن
کسی قدر بھی کمی بیشی ہو اور کسی جا سے یہ نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیون کا حساب کر کے عورتون پر تقسیم
فرماتے ہون پس شیخ کی یہ اور اسقدر باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی چوتھی قباحت یہ کہ
شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حال تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب
پہونچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہے وہ کونسی ہے اور حقوق قابل بخشنے کے کون
ہین کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہے اور مانند دیگر حقوق الناس کے بخشا جاتا ہے اونکو حد الہی ٹھہرایا اور کہا کہ اس
حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہے اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہے کہ جسکا یہ حق ہے یعنی بی بی ملکان بخش سکتی ہے جیسا کہ
بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حد وہ کہ جنکو بخشنا بندون سے نہین ہو سکتا ہے وہ حقوق الہی مین
اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہے کہ عقوبت مقدرہ معینہ کہ واسطے حق خدا ے تعالی کے واجب ہوئی ہو ایسی حد مین
حاکم کے پاس پہونچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہے پس تعزیر کو حد نہین کہتے کیونکہ مقدر و معین نہین ہے اور قصاص کو
حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہے لیکن حق بندے کا ہے اسواسطے بخش دیا جاتا ہے اور قرآن سے
اوسکا عفو ثابت ہے کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت
بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہو سکتا ہے دوسرے حقوق الناس کیون نہ عفو ہوسکینگے
بالجملہ یہ سب ثمرات اسکے ہین کہ اپنے تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہے اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہیں بدخلقی یازدہم یہ کہ بسبب نفی مہدیت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامے کے باب دوم میں لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدی کا کفر ہے اور باب ہشتم میں لکھا ہے کہ
سید محمد بن سید خان سے کہ برادر ملا احمد خراسانی تھے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرما
ہو کہا کافر کہتا ہوں میں ملا احمد نے کہا اگر میں انکار کروں سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہو کہو اور انکار مہدی کا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم میں لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہو تو
اعادہ کریں اور موضع بہدیوالی میں اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز
نہ چاہیے گزارنا بعدہ بعض یاروں نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ و نماز عید و عیدین کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہے اگر روا نہوتا کیوں پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو میں ساکن ہو رہے
ہیں جو کچھ میران نے کہا ہے وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہے چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہیں مصنف
کتاب مذکور کا کہتا ہے کہ اس مجلس میں یہ فقیر حاضر تھا اور باب ہشتم میں لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع
اور عیدگاہ میں جمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب
چہارم میں لکھا ہے کہ شہر ٹھٹھہ میں میران عوت کرتے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان ہوا میران نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالی توفیق دیوے ان لوگوں سے جزیہ لیوین میں اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہیں
اور خوشی میران اور اونکے یاروں کی نہ تھی کہ علمائے مخالفین سے کوئی علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے
اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمھارے پاس علم پڑھنے کو نہ آویگا
پس جو کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدی کا ہووے آیت یہ ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ الایہ انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہے کہ
میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہیں ہے
بلکہ خود میران اور خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لوتے ہیں وہ یہ ہے کہ اوسی کتاب انصاف نامے کے باب پنجم میں
لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اوسکی عورتوں میں سے نکاح تصرف
نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہے کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا
ملیا لود لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان میں سرحد ولایت مسلمانوں تک اونکی کشت زار سے
کچھ نلیا جب ملک کفرستان میں پوہنچے اضطرار میں لینے کی اجازت دی انتہی بیان اس سے معلوم ہوا کہ اپنے

بدخلقی یازدہم شیخ جونپوری تمام امت محمدی کو بسبب نفی مہدیت کے انکار کے کافر حربی بولتے تھے حالانکہ خود مہدی صاحب کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر نہیں ہیں
دوسرے یہ کہ نماز جمعہ اور عیدین اونکے پیچھے درست جانتے تھے اور نماز جنازہ میں اقتدا درست کہتے تھے

تھا انکو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور شہروں کو انکو مانند اہل اسلام کے سمجھتے اور اونکے لینے کو حرام جانتے تھے یہانتک کہ میران جو زمین میں اونکے ہاتھ پڑ جاتی اور اونکا مال لیا اور پیر آپ ہی شہر کے مسلمانونکو اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ ایسا کبھی نہوا کہ انسے جزیہ نچلتے لیا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اسواسطے کہ میران خود بلکہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہتھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر اونکے ملک مین آئے تھے انکا ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین بسر کرتے تھے اور منافق بھی نہتھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور پیر ایسون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بر ورسلطنت خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نتھے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام بھی مسلمانونکے اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدا نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بولتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی آپ کافر ہو جاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خدا ترس دیندار کبھی ایسی جرأت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیشون کے ابھی تک صراط مستقیم اچھیا علماء پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خدائے داور پر حوالہ کرتا ہی کہ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

جواب وجہ دوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا نے نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے اسلئے جمعے اور عیدین مین اقتدا ے مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاوے شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نہین ہی اگر ہی تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو دوسری

میران جی کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہیں لائے ہیں ہم ہیں اور تم میں یا شریعت میں کچھ فرق نہیں ہے جیسا کہ شواہد کے باب
ہشتم میں منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہیں لائے
ہیں جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضائے شریعت محمدیہ کے خلاف بدیہی ہے جب اسقدر
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوسکے کہ مہدی کے حق میں یہ ہے کہ
یَقْفُو اَثَرِیْ وَلَا یُخْطِیْ یعنی میرے قدم پر چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت میں کافر نہ تھے مسلمان تھے
اونکے پیچھے جمعہ و عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے ناروا سمجھنا [illegible]
تب بھی سو بیار ہ گئی یا دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین و نماز پنجگانہ میں تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین کے ہے
جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہو اسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہے جواب سوم یہ کہ مسئلہ تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے مَنْ اَنْکَرَ خُرُوْجَ الْمَہْدِیِّ
فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکافی کی فوائد الاخبار اور ابوالقاسم سہیلی کی شرح السیر اور فصل الخطاب سے
نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث احاد ظنیہ سے ہے کہ بتقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہیں ہے اور اسلام
امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر کہیں
کہ جب مہدی نے اس حدیث کی تصحیح و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو حدیث
قطعی ہو گئی جواب اسکا یہ ہے کہ اولاً تقریر دوری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت
مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر اصحاب آثار قطعی قبیح سے ہے کہ بطلان مہدیت اوسکو لازم ہے اور علاوہ اسکے
کہ خود تمہارے مہدی سے کے حکم میں تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول و دوم میں مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہیں ہوتا ہے کہ
منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اونپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلوموں کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوئے تو حکم جزمی نہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہوسکتا ہے اور جواب حقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی
موعود آنے والا ہے جیسا کہ اب ہم سب کا شعار اہل سنت کا اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا چاہیے
کہ نہایت اعتقاد صادق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ جو شور بپا کیے
تو اوسوقت بھی رفع گزشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موعود کے ہونگے اب تصدیق کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین وہ پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی
اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مین مذکور ہین اون مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تا کہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص معرف ہو وے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ
احادیث کہ جس سے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہ ہووین ذات مدعی
مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سوائے اسکے کہ محمد نام تھا
اسواسطے کہ ابتک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جائے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ سراسر
مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعویہاے کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے
ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار
موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہو وے تو کوئی کس کس کی
تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیونکی موافق لکھنے
قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی کہ
جو سن پانچ سو چودہ ہجری (۵۱۴) مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
مال و اسباب لوگون سے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلہ اپنے دعوے کا پایا دوسرا محمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہو الملوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدیت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب و شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنایا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد سے جو بعد اوسکے
ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے ہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑ دی اور
اسکے باقی لوگونکو جہانگیر خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان سے علاوہ اور تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین ۔ اسمعیل بن جعفر صادق سے
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازرک نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑون کی طرف نکل کر ایک بڑی لکڑی کو اپنا تابع کر لیا آخر اوس طرف کے امیر محمد خان کرزی نے
اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کر دیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کر کے رخصت کیا
پیدا ہوا چوتھا ایک کیمیاگر سید محمد نامے نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس طرف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا نکلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبد اللہ نامے نے سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ سے قید ہو کر توبہ کی چھٹے سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیا کے
مغلوب الحال سے ہین ایکگروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب مدارج النبوت
کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوریکو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انہون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بامعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون یا رہنمائی خلق کی
طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس خوف سے باز آکر مریدان اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیون نے غائبونکو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے
رہے ساتوین شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین ہے اور ان
شیخ کے آستی خلیفہ تھے ایکدن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہے کہ تم حق پر ہو یہ سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھ ہون

اور اوسکو حاضر ہوں بعد چند روز کے حسب باطن کیطرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ وسوسۂ شیطانی تھا
اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھواں ایک شریف بلاد مغرب میں شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں موجود ہی صاحب شوکت عظیمہ ہی کہ بلاد مغرب میں چار مہینے کی راہ تک اوسنے ملک فتح کیا ہی اور اب تک
دعوی مہدویت کا کرتا ہی اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہیں کیے ہیں بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہیں لیکن معتقدین انکے انکو مہدی جانتے ہیں چنانچہ شیعہ کہتے ہیں امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں اور اللہ تعالی نے
انکو طفولیت میں صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب انکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہی اور سنہ ۲۵۵
دوسو پچپن ہجری میں پیدا ہو کر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر میں باختلاف الروایات سرداب سر من رای میں پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے میں ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہو کر ظلم و اختلاف مذاہب اوٹھا دینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حیدر المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف میں
بخوبی مسطور ہیں یہاں حاجت اعادے کی نہیں ہی کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہی اور ایک جماعت کہتی ہی کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہیں اور وہ منصور عباسی کی ریاست میں
خروج کر کے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہی مقتول ہوئے انمیں کچھ علامات مہدویت کی ظاہر
نہیں البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک اولاد سے میری پاک ذات احجار الزیت میں انکے حق میں صادق ہی
اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہیں باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہیں حالانکہ میں قریب موت کے پہونچا ہوں اور میرے میں کچھ علامات مہدویت کے نہیں ہیں اور فرقہ
کیسانیہ روافض میں سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ انہوں
نے وفات نہیں پائی ہی بلکہ کوہ رضوی میں بندہ مخفی ہیں اور دو شیر دشمنوں سے انکی نگہبانی کرتے ہیں اور دو چشمے شیر و شہد کے
انکے پاس جاری ہیں وہ انمیں سے اپنی غذا کرتے ہیں آخر زمانے میں نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر حمیری
نے کہ وہ شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات مدح میں کہے ہیں جیسا کہ مہدویوں جونپوری میں مہری
شاعر نے دیوان مہری لکھا ہی کہ باتوں اور بیتوں سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان میں ثابت ہی اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفۂ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب بمہدی باللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ
وہ ایک بادشاہ فاسق و فاجر تھا القصہ جیسا کہ مہدویان جال دعوی اخلاق و خوارق عادات اپنے مہدی کا کرتے ہیں

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی عوی تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق و خوارق
مین عوی تواتر روایات کا کہتا تھا جیسا کہ مہدوی کہتے ہین اور تادم مرگ ایسکے امر دعوت کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور شرائط مین و بعض دیگر علامات بھی ہستی تھے اور اکثر علامات مذکورۂ احادیث کہ ان
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھ پروا نہین کہتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہین اگر
کہین کہ انکے اخلاق و خوارق کا تواتر ممنوع ہے تو ہم کہتے ہین کہ ایسی تمہارے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہے بلکہ خود تمہاری کتابون سے انکی بد خلاقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہین
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو رہی ہین پس ضرور ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورۂ احادیث نبویہ پر منحصر ہو
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان مظنونین مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع
بد خلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہے کہ بقول مشہور نہ خویش را گذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے
عہد مین اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسی اپنے معتقدین مہدویہ کو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ [illegible] کے
باب یازدہم مین لکھا ہے کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہے اور چار پہر ذکر کرنا صفت مشرکون کا ہے اور ایک
دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور ہے کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنیوالا [illegible]
ہے اور پانچ پہر ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہے فقط اب دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوئے کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑگئے کہ یک قلم مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل سیر و گشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب و اشغال
کے ساتھ دوام ذکر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہے ورنہ کسب پیشۂ انبیا ہے اوسکو مانع الذکر جانا کیون [illegible]
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بسبب زمان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین جو موجود
بد خلقی ہفدہم یہ بین کو رہو چکا کہ میران نے فرمایا ہے کہ زن و فرزند و مال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا رسید ہو اور انہین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہووے وہ بھی کافر
ہے انتہی حالانکہ یہ تمام اشیاے مذکورۂ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود ہستی ہین اور ہرگز کسی پاس بھی چہار پاے

معتقد ہو تا ہی پس موافق فرمان حضرت میران بابر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون
مین کوئی ایک آدھا اس شر عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدیکا
یہ وارد و دستی بچانے کے واسطے یہ داون نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین ایک میان پیرزادے آکر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان متعمال آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آپونچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جسمین بندے کو قدرت کرنے نہ کرنیکی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی بلکہ یہ موت جبرا
اوس سے دنیا چھوڑ دالتے ہین کہ نہیں دولے مین بدش لسنے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ اور فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کر کے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدیکے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدیکے تمام عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک بھی مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی
کہ سید ن میانصاحب نے توضیح المراتب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمیشہ اپنی
شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور یہ
ظن بھی رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خدا تعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب و عدۂ نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی اوسنے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زہرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور شاید ان آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضا فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آویگی جسمین کہ عمر گذرا ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعيشون تموتون وكما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹوگے اوسی حال مین مروگے تم اور جس حال میں مروگے
اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے تم اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا
حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
أَلِيمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہی جنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سیدن میان کی آؤ ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین
نامقبول ہی یہ پچھلے پیرزادون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہی علاوہ یہ ہی کہ باب اول عقیدۂ یازدہم مین مذکور
ہوچکا کہ اونکے مہدیکے نزدیک ملک سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہی یعنی ترک کد کرکے بھی ہجرت نکرنیکے سبب سے
منافق رہے ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہرچند کہ اپنے مہدی پر پھول رہے ہین لیکن مہدیکے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی
نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہوچکا سبحان اللہ
از ینجا راندہ وازانجا ماندہ غرضکہ گرد خویش آید درپیش خطا خود انھین مہدویون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان وسہل
انھون نے سمجھا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنفیۃ السہلۃ البیضاء یعنی لایا ہون
مین تمہارے واسطے دین ایک طرف مائل آسان و نرم اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتباکم وما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنی اسنے تمکو پسند کیا اور نہین کی تمپر دین مین کچھ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے
خلق خدا پر رکھی ہی کہ اگرچہ تین چار پہر برابر ذکر وفکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اوسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف
حدیث وقرآن ہی بدخلقی ہفتم یہ ہی کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ کثرت زہد رکھتے تھے اور نہ تو کھیتی کیلیے
اور نہ گلہ گوسفند وغیرہ کا پالا تھا کہ رکھنا جسکے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے
نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ جس
گھر مین کتا ہوتا ہی فرشتے اوس مکان مین نہین آتے ہین اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما
نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب
ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سوائے کتے مواشی
یا شکار یا کھیتی کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط نام ایک کا کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار
اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ کسقدر ہی اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل
الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوائے
کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے آمد و رفت کی جاے ہی اور کتے
مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر اطہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین ورسوا اسکے بہت احادیث
اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہی اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیا
کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نہ تھی کہ بے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتا بھی پالا ہو بنا کے ہوے پھر اگرین

جیسا کہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتے کی بزرگیان اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدیکے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے ہین رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور موذن غیرتمند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ کتا ہر روز صبح کو دوزانو بیٹھکر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا اور اوسکو بھی سویت دیا کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی اسی سبب سے بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہدی اور ولی یوسف وغیرہم کے اپنی تصانیف مین تمنا کرتے ہین کہ مہدیکا کتا ہووین اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین کہ خدائے عالم کے کتونکا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتونکو کون پوچھتا ہے اب ان دانشمندون سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدیکا جو وقت اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہے آواز بشری تھی یا عوعو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقول لیکہ پانیمین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون گھبرا کر غیرت سے بیدار ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدیکے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عوعو تھی تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہے اگر کتے نے بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلاشبہہ صحابی مہدیکا تھا اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس پیر مہدی کی السیتا نیر پڑی تھی کہ اسکی خوش الحانی دیکھکر موذن مہدی شرمانا تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا گویا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی مہدیکا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت بھی نرکھتا تھا کہ کتے کے برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدیکی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سگ وری کی خاندان مہدی مین جاری ہے چنانچہ میان سید محمود مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا الانام ایک ورنجی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ

کرتا ہوا اوسکو بار دیکھا ہی وکتا نہین ہی بی بی نے کہا کہ میرانجی یہہ بھائی کا لڑکے بجا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی غرضکہ یہہ سب خوبیان علم وعقل ہونے کی ہین کہ جسمین یہ نہین بلکہ ممنوعات سے جاتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر بدخلقی ہنر دیسہم یہہ کہ شیخ جونپوری حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود فرضیت و استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے نین شوط کعبۃ اللہ کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضائل میں لکھا ہی کہ ایک دن ایک نے بابا ولی میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دیکے جاؤن گی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول ہو اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میران جی بندی کے پاس زاد و راحلہ موجود ہی اور راہ مین امن بھی اور تندرستی بھی حاصل ہی اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرو اوسنے ویسی کیا بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے کسی کو بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو انکی اولاد و خلفا نے بسر و چشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ مقدمۂ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت ڈال دیا یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرۂ دلاور کہ قبلۂ موروثی و آبائی تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کے وقت مین میان لی جامع نقلیات اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کرکے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ طواف حجرۂ میان دلاور کا کرکے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہووے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کرکے افتان وخیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا سمجھا ہی کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خداے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہی بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبہ شریف سے افضل ہوا اور فرض خدا کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو منع کیا اور سراسر مخالفت خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرۂ مذکور مین خداے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہی اور جاہل عابدون کو بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دریا پر تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دریا پر بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ کرتا ہی اوس بزرگ نے فورًا توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

ف ایک فقیر بے علم بارہ برس تک شیطان کو خدا سمجھکر سجدہ کرتا رہا اور حضرت غوث الثقلین نے بسبب نور علم کے الہام شیطانی کو پہچان لیا

اور بلا فیہا معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چندروز توقف کیا ایک روز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت
ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی کہ اور ایک آواز ہوا کہ اے عبد القادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ دور ہو
اے ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ اے عبد القادر تو نے
بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی کہ اس کرشمے سے مینے بہت اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا انتہی
دیکھیے انکو حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ
شیطانی ہی یہان جب انکے جہد یون نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانین کہ یہ کرشمہ شیطانی
ہی اگر ذرہ بھی انکی سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین
بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر
قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف راہ کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے
نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین امامی
کی روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ
ظاہرۃ او سلطان جابر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا
پس مر جاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی
کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہے
دلاور کے جھوپڑے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابرہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم الہی ہوا کہ اَذِّنْ فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آتے ہوں دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوے اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونوں کانوں میں انگلیاں رکھکر چاروں طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ ایہا الناس تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہے اور تم پر اوس بیت کا قصد کرنا فرض کیا ہے اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر میں حج کرنا تھا اونھوں نے اپنے باپ دادا کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں سے جواب دیا کہ لبیک اللہم لبیک چنانچہ معالم التنزیل میں منقول ہے اور یہ کہیں نہیں کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہوں کہ چاہیے اس بیت کو آنا اور چاہیے گجرات میں ایک لاڈ ونفیرہ ہوگا اوسکے حجرہ کا طواف کر لینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس مضمون پر حج میں وارد ہیں کہ ان سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نعوذ باللہ یہ کہ یہی میاں لاڈ ور کہ جنکے حجرے کو شیخ جونپور اور اونکے بیٹے نے کعبہ و حج کی جگہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہے شیخ جونپور انکے حق میں فرماتے ہیں کہ میاں لاڈ ور کو عرش سے تحت الثریٰ تک ایسا روشن ہے جیسا کہ ہاتھ میں رائی کا دانہ ہووے چنانچہ پنج فضائل میں مذکور ہے حالانکہ یہ لاڈ ور ہی نسبت انبیاء یہی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے مخالف ہوتی تھیں چنانچہ اوس پنج فضائل میں لکھا ہے کہ ایک روز میاں لاڈ ور مراقبے میں بیٹھے تھے اور آپ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ سیتا نے دنیا میں بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے یاد کیا ہے لیجا و ملائکہ نے اونکو یعنی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لا کر کھڑا کیا میاں لاڈ ور نے متوجہ ہو کر اونسے پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر رکھ کر رو دیے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت میں چونکہ مدار مقصود ثنا سب تابع ہو گئیں اب ہم عذاب میں گرفتار ہیں اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہے جب نظر خوندکار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ عذاب کرینگے میاں یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہیں انکو عذاب کس چیز کا ہے فرمایا انکو عذاب زمہریر کا ہے کہ لعنت درکات سرد ہی کے ہیں اونکا نام زمہریر ہے انتہی یہاں قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہیں یا آتشی میاں جی لاڈ ور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن و شیاطین کو کہ آتشی ہیں عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید میں صاف وارد ہے کہ جن کو بھی عذاب آتش ہے چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہے قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اور امتوں کے گذر چکی ہیں پیشتر تم سے قسم جن و انس سے آگ میں اور تحقیق الحرکی کہ جن موجود آتشی ہیں انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہے کتاب بستان الحکمۃ کی فصل تحقیق اصل جنات میں موجود ہے یہاں بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہے کہ مہدی

حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورہ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا اور وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بدخلقی ستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھہ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اسکو مرید کیا عبدالرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اسکی پیشانی پہ مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بجد ہو کر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اس رگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الہی نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلا اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہوگیا تو دانست الہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان ہوا ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصہ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبدالفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اسکا آدمی ہین کچھ دختران یازدہ سالہ
بکثرت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذوالقرنین وہان پہنچے ایک دختر کے ساتھہ اوسمین سے بخواہش جماع کیا
اوسدن سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو گے دو انگلیان
عبدالفتح کی آنکھوں پر رکھدین اور بعد لحظے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پہ سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پہ بھیجا کہ دیکھے اسطرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پہونچا اس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کرکے زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الہی مین متوجہ ہوکر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى يعنى اے آدميون ہمنے پيدا كيا تمكو ايك نر اور ايك مونث
سے يعنى آدم وحوا عليہما السلام سے اور يہ بھى خيال نكيا كہ سكندر كہ جنكى نبوت مين اختلاف ہى اور ولايت مين اتفاق
ہى وہ بغير نكاح دختر دختى سے جماع كيونكر كرينگے اور يہ بھى معلوم نتھا كہ بہشت شداد كوہ قاف كے پرے كہان ہى
وہ بہشت ہر اعلى وادنى كو معلوم ہى كہ شہر عدن كے صحرا مين تھى اور اسيكا نام ارم ہى اسواسطے كہ بانى اسكا شداد
بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہى پس اس مكان جنت نشان كا نام بھى اپنے جد كے نام پر ركھا تھا اور اس
عاد كى اولاد كو بھى عاد كہتے ہين ليكن انمين سے متقدمين كو عاد اولى اور ارم بھى كہتے ہين اور متاخرين كو عاد اخيرہ
كہتے ہين چنانچہ زمخشرى نے تفسير كشاف مين لكھا ہى اور عاد اخيرہ زمين احقاف مين متصل حضر موت كے رہتے تھے
اور انكے پيغمبر ہود عليہ السلام تھے قصہ انكا قرآن مجيد مين جابجا مذكور ہى اور عاد اولى كہ بانى شہر ارم ہين مساكن انكے
قريب شہر عدن كے تھے قصہ انكا قرآن مجيد مين دو جاے فقط بطور اجمال كے مذكور ہوا ايك سورۂ نجم مين كہ اَهْلَكَ
عَادَا الْاُوْلٰى اور دوسرے سورۂ فجر مين كہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ
لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور تفصيل اس قصے كى تفسير عزيزى وغيرہ تفاسير معتبرہ مين موجود ہى اب اگر كوئى مہدوى
صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقى ركھنے كے واسطے يہ توجيہ كرين كہ يہ بہشت باوجوديكہ چاليس كوس كے دور مين واقع تھا
تھى كہ ہر جانب دس كوس كى مسافت ہوتى تھى اور ديوارين اوسكى سونے چاندى كى اينٹون سے تيار ہوكر پانسو
گز كا ارتفاع ركھتى تھين اور اندر اوسكے ايك ہزار محل عاليشان مرصع زمرد وياقوت سے تھا بعد ہلاك ہونے
شداد كے كہ نظر سے آدميون كے غائب ہو گئى ہى شايد اڑكر كوہ قاف كے درے پرے پہونچ گئى ہو اور مياں
نظام كا كشف صحيح ہو جواب اسكا يہ ہى كہ يہ بات نہ عقل سے ثابت ہوسكتى ہى نہ كسى نقل معتبر سے بلكہ فقط انكا
خيال خام ہى اور وہ مكان اوسى سرزمين مين موجود ہى چنانچہ بروايات معتبرہ ثابت ہوا كہ عبد اللہ بن قلابہ رضى اللہ
عنہ كہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہين ايك دن اوس نواح مين وارد تھے كہ ايك اونٹ انكا بھاگ گيا اوسكے
پيچھے دوڑے اور نسل شہر ارم كے پہونچے اللہ تعالى نے وہ شہر ان پر مكشوف كرديا پھر وہ ديكھنے اوسكے منارات اور
ديوارونكے مدہوش ومبہوت ہوگئے دل مين خيال كيا كہ شكل اسكى مشابہ بہشت موعود كے ہى شايد عالم عالم ملكوتى مين
مجھپر وہ بہشت منكشف ہوئى ہى جب اندر داخل ہوئے ديكھا كہ مكانات وانہار واشجار تمام مشابہ بہشت كے ہين ليكن
شہر مين كوئى شخص نہين ہى تھوڑے جواہر وياقوت كہ صحن كے كنگرون مين لگے تھے چادر مين اوٹھا ليے اور تنہائى سے
خوف كرے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق كو ہوے جب وہان پہونچے معاويہ رضى اللہ عنہ كے سامنے كہ اوسوقت كے

خلیفہ سے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب میں دیکھا ہے یا بیداری میں کہا بیداری میں میں نے دیکھا ہے اور علامات اوس مقام کے مجھکو سب یاد ہیں کہ کوہ عدن سے فلان سمت میں اسقدر فاصلے پر ہے اور اوسکی دوسری جہت مین فلانہ درخت ہے اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہے اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھالایا ہون میرے پاس موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہے کعب احبار وغیرہ علمانے جواب دیا کہ ہان ہے اور قرآن مین اوسکا ذکر ہے کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الآیۃ اور اللہ تعالی نے اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہنچیگا جب معاویہ نے یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہے چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہے بد خلقی لسبت و یکم یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہے کسیکو حاصل نہین ہے اور اثبات اس دعوے مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اونکو مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہے کہ میان ولی یوسف رسالہ حجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک روز میران کے ڈھے ایک دندان بالا و چہار دندان پیشین کا اونکے وہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب چہارم مین لکھا ہے کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تم نے فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہے اونہون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہے کہ جنگ و جدل ایکدانت بھی گر پڑا اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم نے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا اور جہاد ساتھہ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہے کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند قتال جنگ و تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ سب ان سنن و عادات حضرت سید کائنات کو ترک کر دیا اور کبھی اقامت ان سنن کا ارادہ نکیا پس باوجود اسقدر رخی الفت کے تابع تام کیونکر ہوسے اور سوا اسکے اور بہت سی سنتین ان لوگونمین متروک ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازوں کے کہ سنت مستمرہ ہی آنحضرت کے وقت سے
آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قسم مین مطلقًا ممنوع و موقوف ہو جانا انکا احادیث صحیحہ سے ثابت نہین
کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا اور آسمان کے
سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھون کو موتھہ پر پھیر لینا چنانچہ ابو داؤد
مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظہورہا فاذا فرغتم
فامسحوا بہا وجوہکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس
جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردہما حتی یمسح بہما وجہہ یعنی تھی عادت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے ان کو یہان تک
کہ پھیر لیتے تھے انکو اپنے چہرہ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین
ت مس یعنی کھولنا دونون ہاتھون کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعہما ع وان یکون
رفعہما حذو المنکبین د امس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی
یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابو داؤد و احمد و حاکم نے
اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل
الاخر و دبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی
فرمایا بیچ پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازون کے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت
دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین احادیث
صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہو سکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت
انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع
اونکی والدہ کے بامر الہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھ کر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے
بیت اللہ کی طرف موتھہ کر کے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ
عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہی

سنت ابراہیم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہی صلوۃ الاستسقا مین بروایت انس رضی اللہ عنہ
کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی
یری بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین
یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکی کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانے کی نفی
نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ
ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ
ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوائے استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر و شمار سے
زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین
اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے
نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاون مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے
والے مواضع کثیرہ مین کی جماعات ہین ایک شخص کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل
ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بھی بلا تاویلات
اوس روایت سے کے ہین کہ جسمین سات مواضع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے
مذکور ہی کہ ایک روز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اونکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہانسے
مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑکر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوے
جب ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پہ کھڑے رہو فرفع ابوبکر
یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر
پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا
کہ نہین لائق ہی ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خبر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب
حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین
باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوسوقت اہل خیبر اپنے کسی پھاوڑے لیکر نکلے
تھے ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبراکر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح

للمنذرین یعنی اللہ اکبر خراب ہوئی خیبر تحقیق ہم جس وقت اترے میدان کسی قوم مین بری ہوئی صبح کفار کی غرض کر
اسقدر روایات ہاتھ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس تحقیق ثابت ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہے کہ انبیاے سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھ اوٹھانا مسنون ہے اور
چونکہ دعا بعد نماز ون فرض کے مستجاب ہے جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھ اوٹھانا مسنون ہے اور عمل مہدویونکا خطا تھہرا اور ایک سنت انبیاء یہ بھی ہے کہ بکریان
چرانا چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیاء مین ہے کہ صحابہ کرام نے حضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال
وھل من نبی الا وقد رعاھا یعنی کہا آپنے بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہوا اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی
اب دیکھیے کہ شیخ جونپوری باوجود دعوے اتباع تام کے اس پر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہار دہم ور حلقی
جہم مین مذکور ہو چکا کہ حیوانات و زراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپور کے اصحاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سولے کرام کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لا سکتا یہان اسقدر نمونے کے اسی پر بس اکبر
کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد و اندکے دلیل بسیارے ورنہ تمام کتاب حقیقت مین انھین اخلاق مخالفہ کے بیان
مین ہے اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہے تتمہ خلفا و توابع شیخ کے
بعضے احکام و دعاوی خوارق حالات نقل و عقل کے بیان مین منہا النعمان نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہے کہ میان
علی دھوبی نے شہر ناگور مین بیچ دائرے میان نعمت کے انتقال کیا اور پچاس فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے
سویہ کرکے تمام اہل دائرے کو تقسیم کر دیا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دھولقہ مین موجود تھے انکو کچھ نہ پہنچا
اور بعد برس مین میان فقیہ محمد راجپوت کے ہاتھ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے ترکہ اوسکا
سپرد کر دیا خوندمیر نے سنکر کہا کہ نیک نہ کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت و جہاد کرین تم مین آ
ہونگے انکے ساتھ حق صدقہ رحم کا بجا لانا چاہیے انتہی یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے کہ اول ایک شریعت تازہ یہ
کی کہ ہجرت کرنا یعنی اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہے حالانکہ فرض یہ ہے کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار الملک
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جبتک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہو گیا حکم ہوا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہے ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھ ضرور نہین ہے بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین
دوسری بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپور اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا

ہجرت کرکے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات وسندوغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی ملک و حکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوئے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن و خانہ قدیمی کا
چھوڑنا اور ایک دوسرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز ہوتا تھا اول یہ ہجرت دین اسلام مین فرض نہین ہی بلکہ
ممنوع ہی کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ
پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار و اجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا کہ بسبب موالات
دینی اور ہجرت کے ایکدوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب صحابہ کرام ہجرت
کرکے مدینے مین انصار کے پاس آئے تو حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کروادی تھی اور جب
اون مین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھہ نہین ملتا تھا بعد اوسکے
یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض انکے اولی ہین ساتھہ بعض کے کتاب اللہ اور حکم خدا مین
مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپس مین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس سے کہ مومنین و مہاجرین
بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس روز سے آج تک حکم منسوخ ہی اب میان نعمت خوندمیر
چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن و حکم خدا سے جاودان
کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ہر کا حق
مقرر کردیا اور اونکا حق اونکو حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی کہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الآیہ اور انھون نے
اہل حقون کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جمیع آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین واقع ہین
اوس سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ سب ان پر
صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور حیرت یہ ہی کہ ان لوگون کو دعوی یہ تھا
کہ بجز قوت ایک روز کے کچھہ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکات
ان کے پاس نکلتے تھے **ایضا** ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی متقی کا
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پونہچا میان لاد خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک سجاوندی کو
اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون عرض کیا کہ بندہ جب سے آپکا مرید ہوکر کسب و شغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم

فراموش ہو گئے ہیں میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس عالم کی جو بات لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح
حاضر ہو کر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار پیطرح پر تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہے کہ یہ دعوی میان ولی کا
سراسر غلط ہے اسواسطے کہ اوس کتاب میں علم کلام و حدیث اصول مناظرہ غیرہا علوم کے اغلاط موجود ہیں چنانچہ
اس رسالے میں بمواضع متفرقہ بعض اغلاط اوسکے منقول ہیں اگر تمام ایسے علوم کی ارواح کمک پر حاضر ہوئی ہوتیں
یہ اغلاط کیوں واقع ہوتیں علاوہ یہ کہ اگر تمام ایسے علوم کی ارواح حاضر تھیں تو اخفش کی روح کو کیا غائب پر لگا تھا
کہ حاضر نہ ہوئی کیونکہ اوس کتاب میں میاں جاونری نے بعض مقامات میں ترکیب نحویہ کے سمجھنے میں بھی خطا پائی ہے چنانچہ
نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہے عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی جو رد میں ہے یہ ہے فان قیل حدیث
من كذب بالمهدي فقد كفر صريح في ان انكاره كفر فالجواب على المنزل منه ان الحديث
احاد ضعيف وعلى تقدير صحته فلا يفيد الا الظن فلا يجزم بكفر جاحده بهذا الحديث
ان الحديث انما يدل على وجوب اعتقاد مهدي ما لا المهدي المعين انتہی اس عبارت پر جاونری
صاحب فہم و کشف خرق اعتراض کرتے ہیں بایں عبارت قلت والاولى ان يقول لان الحديث باللام
الجار ليكون علة لقوله فلا يجزم بكفر جاحده او مع ان الحديث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہے
کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت اصح ہے اور اوسمیں کسیطرح کا اغلاق نہیں ہے مہدویوں کے علما
باوجود جاونری صاحب نہ سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی میں خطائے فاحش کی پس کجا ارواح ایسے علوم اگر کوئی
بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھا سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہے اور ان الحدیث اوسکی خبر ہے فلا یجزم کی علت نہیں کہ
اور من ان الحدیث متعلق ہے منزل سے جو مبتدا مذکور کی خبر نہیں واقع ہوا ہے ورنہ منزل منہ کون ہے
اور حرف من اوسپر کیوں ہے ایضاً سید محمود بن خوندمیر نے شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویوں کے خاتم مرشد اور جنہوں نے
ولایت میں انصاف نامے کے باب ہفتم میں لکھا ہے کہ انھوں نے معاملے میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھوں نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا بس
خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہیں انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہے اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرما دے
کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نہ کرے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے
پیادہ منش کمال حقارت اور نہایت بے پروائی کا ہو کر موجب عتاب سلطانی ہو کہ چہ جائے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن
فیکون کہ ملائکہ کروبین اور انبیائے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھراتے ہیں اور اوسکے ہر امر کو بغیر کسی

بجا آوری کو موجب فخر و نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کر سکنیکے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے
فرمان بردار خاص رسول با اختصاص کو فرما کر تشریف بخشے اور وہ اسکو میران پر پھینکین اور میران اطیعوا اللہ
پر عمل کرین نہ اطیعوا الرسول نہ ما اتاکم الرسول فخذوہ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھ کر اپنے بیان کی
ایک نیچے پر ڈالدیوین استغفر اللہ العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مانند ان اللہ سریع الحساب و یحاسبکم
بہ اللہ کے شاہد ہین کہ حساب مخلوقات کام خالق کائنات کا ہی اور انکو کشف ہو رہے کہ نہین کام میرے باپ یا کن
محبرات کا ہی اور احادیث شفاعت دال ہین اس بات پر کہ تمام انبیا و مرسلین اوس روز ہیبت الٰہی سے تھرا رہے ہونگے
کہ سوائے نفسی نفسی کے اسقدر بھی جرأت نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین زبان ہلا کر اوسکا حساب جوع کروا دیوین
اور حضرت خاتم الرسالت مقام محمود مین اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے
نجات دے سر بسجدہ پڑے ہونگے تب اونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا
اور اون احادیث مین کہین مہدیکا نام و نشان بھی نہین ہی چہ جائے اسکے کہ شیخ جونپوری کہ جنکی مہدویت کو بھی ثبوت
نہین ہی کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کروا وین کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا
ایضا اوسی باب مین لکھا ہی کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور عرش و کرسی سے
گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے بعضے اصحاب مہدیکے اپنے سرون کے بال کھولے ہوئے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین دس جائے جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجھکو بھی دکھلائی بقولہ تعالیٰ
و لقد راٰہ نزلۃ اخریٰ الی و ما طغیٰ انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستکون کی کہان کھلائی گئی تھی جو کہ تمکو دکھلائی
گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین آرہتا ہی اوسکے ادب سے بھانڈون وغیرہ کا
ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جائیکہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے دراز ریش داڑھیان ہلاتے بال
بکھیرے ہوئے دھما چوکڑی مچاوین اور تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا تھا
یا فقط تمہارے مہدیکے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا تپانا منظور تھا
یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہی لو اردنا ان نتخذ لہوا لاتخذناہ
من لدنا ان کنا فاعلین بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق و لکم الویل
مما تصفون و افحسبتم انما خلقناکم عبثا الایۃ اور اگر اپنا کچھ کمال تبلانا منظور تھا تو یہ ناچنا اور
دستک بجانا کیا کمال ہی اگر اسیکا نام کمال ہی تو تمسے بڑھکر بھانڈ و قوال و رقاصین اس فن مین کامل ہین

خدا کے پاس اور کمال پوچھا جاتا ہے غلو ولعب کلغ انذر رہ حق جاہل ادب باید بود پس اب دیکھیے کہ جب سن خاندان کے
بچوں کو ایسی موہوم دم کی معراج ہوتی ہے اگر انکے ناناکے واسطے بھی کہ بمنطوق غ امی بادصبا این ہمہ آوردہ است
کے یہ سب کرشمے اونھیں کی بدولت تک پہنچے ہیں دعوی معراج کا کریں کیا عجب ہے چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مؤلفہ ۱۲۸۲ میں ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری بیان کی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ایک رات
ثلث شب کے وقت ندائے ہاتف ہوئی کہ اے بندے میرے تم باذنی اور میری طرف انتقل کرو پس اپنی حویلی کے گھر سے
نکلے اور میاں سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک شد دو شد پھر گئے اندر دیتے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہنچے پھر
بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھی اور بہشتیں اور فلک منقش و زینت
آراستہ تھے راستے میں نوح کلیم اللہ کی آئی او میاں سلام اللہ نے کہا کہ موسی بھی متحی ہیں پس موسی علیہ السلام نے لیا پچھ
اور کھایا پس مہدی نے کہا کہ اے کلیم اللہ عفو کرو تو پھر سلام اللہ نے استغفار ہو کر کہا کہ یہ تم سے بڑی خطا ہوئی بعدہ آگے بڑھے
اور ردائے جلال سے مشرف ہوئے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود میں یہ کلام
ہوا کہ رضی عنک الرحمن انک ماحی البدعة والطغیان ومحی السنن والایمان من ترکك
الامن ولاامان ومن امن بك وجب علیه الغفران ومن انکرك حقت له النیران تو مہدی
درگاہ میں آیا کیا لایا ہے عرض کیا کہ تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہوں اور جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو
پہنچا دیا جو کہ روز ازل میں تجھ سے مطیع ہوا اور جو کہ روز میثاق میں ہلاک تھے گمراہ رہے پس جلینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خلعت ہوئے تھے مہدی موعود کو بھی ہوئے اور اسی شب میں اپنے گھر میں واپس آئے انتہی غرض کہاں تک ان خرافات
کی کچھ انتہا نہیں ہے آدمی کہاں تک اسکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی بے ہودہ ہے اس واسطے کہ اہل فہم سب
بادی النظر میں انکا بطلان مثل روز روشن کے روشن ہو جاتا ہے اس سبب سے یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے
زیادہ شوق مطالعے کا ہو تو ہدیہ المہدویہ رجوع کرے جس میں شیخ موصوف اور انکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے
آغاز میں جمع کر دیے گئے ہیں کہ ان سے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہے اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام
کتاب بیان اخلاق مخالفان بزرگ میں ہے کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کے
اقوال و افعال اسقدر مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوویں اوسکے دعوی کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہیں
ہوتی ہے بلکہ جبکہ دعوی ایسا ہو کہ جسمیں مخالفت ساتھ نصوص احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی میں وارد ہیں
لازم آتی ہو تو تکذیب واجب تی ہے علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق دعوے اعتقاد باطلہ

اور اوسکے اقوال کا ذکر کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چارسو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر رتبے حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور ورود کلام الٰہی و وحی کے اوسکے حق مین قائل ہونا الی غیر ذلک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب واجب اور تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہی پس کہنا عالم میان کا آخر رسالہ معارضہ مین کہ لو بالفرض ہو افق زعم اہل انکار کے اگر یہ دعوی خطا پر بھی ہو تو بھی اہل اقرار و تصدیق پر شرع شریف سے کیا الزام و ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض اور سخن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت اور ضرر مین ہین بخلاف اہل انکار کے کہ ان بدعات سے محفوظ و امین ہو کر بطریقہ سواد اعظم اسلامی و عقائد حقہ ایمانی پر ثابت ہین یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

باب چہارم بیان

ان گستاخیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمہ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد الولایت کے گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری گلبرگے کو گئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے داخل گنبد ہوے جوتیان پاؤن سے نا اوتارین اور اندر جا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے ہمراہیون نے پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار مع جوتیون کے اونکی قبر کو روندا تاکہ گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدویت کا کہ اون سے حیات مین صدور پایا تھا اوسکی خجالت سے پاک ہو جاوین اور اسکے ساتھ یہ بھی بولے کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانے کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق ہوئے اونسے خدا تعالی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوے کیون تحقیق حق کی انتہی ملخصاً اب محرر اوراق انسے پوچھتا ہی کہ یہ کشف تمہارے مہدی کا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کس واسطے اسپر عمل کیا باوجود یکہ خود یہ بات بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ جہان رعایت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نہ ہوا چاہیے اور معلومات تمہارے تنور مین ڈالین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے راستہ ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ ایسی ہی ہوا کہ کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی بولے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اے دلاور اپنا پاؤن اس قبر پر رکھ کہ تیری جوتی کی گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جاے پس اونھون نے بھی مطابق سنت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آئندہ مغفرت کا حال خدا جانے تعذیب فی الحال مین تو کوتاہی نکی اور اگر یہ کشف مہدی کا موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو

کر کس واسطے اپنے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہے بلکہ اسکے خلاف آیا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں آخر میں ایک حدیث
طویل نقل کی ہے کہ ولی رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فقال یا صاحب السبتیتین القہما یعنی
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیاں پہنے ہوئے مقابر مسلمین میں پھرتا تھا پس
فرمایا کہ اے جوتیوں والے پھینک ان جوتیوں کو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ حدیث جید ہے اور یہ حدیث سنن
ابی داود میں بھی مذکور ہے اور ابن ماجہ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان امشی علی جمرۃ او سیف
او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط القبر قضیت
حاجتی او وسط السوق ماحصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھار پر یا سی
لینا جوتی کو پاؤں سے اچھا ہے میرے نزدیک اس بات سے کہ چلوں میں قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار کے
قضائے حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونوں برابر ہیں انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث میں حضرت نے
ان کاموں کو اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر میں کروں تو بھی بد ہے پس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال نہایت بد ہیں کہ اگر
کوئی بزرگ کرے تو مردود بخشا جاوے اور عوام کریں تو گنہگار ہو دیں بالجملہ قصداً جوتیوں سے مسلمانوں کی قبروں کو
روندنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہے اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبور کے صرف ملکر جوتیوں کی
خاک کا ڈالکر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعائے مغفرت کافی نہ تھی
باقی رہی ایک اور بات کہ فائدہ جلیلہ ہے وہ یہ کہ مہدویوں کی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعوی
مہدویت کا کیا تھا اور سکے کھانے کے واسطے بیا پالی کی گئی اب انسے یہ پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے نزدیک دعوی
البتہ غلط تھا اور خواجہ گیسو دراز تمہارے مہدی کے حسب اقرار بھی مرشد زمانہ اور کاملین عصر سے تھے پس معلوم ہوا
کہ کاملین بھی باوجود جلالت منزلت کے خطا سے معصوم نہیں ہیں بلکہ کبھی دھوکا کھا کر دعوی مہدویت کا کر بیٹھتے
ہیں اور تادم مرگ راضی ہو سکتے ہیں اور تائب نہیں ہوتے بلکہ عالم برزخ میں اسکے تدارک کی فکر کرتے ہیں
ورنہ معلوم ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہو چکے ہوتے کیا حاجت تھی اس تگ ودو کی
پس ایسی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہوں اور ایسا دھوکا پائے ہوں اور ادعائے مہدی منفعل
ہوتے ہوں کیا عجب ہے اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے غلوں تک موہوم تھا
ہیں کہ ایک شخص میں مقامات لاینا ور خصال و اخلاق پیغمبرین کے مانند ثابت ہوئے محال ہے کہ اسکو
خطا واقع ہووے اور انزار او رسکی خطا کا کیا جاوے محمل یہ کاہے کے اور کیا واسطے محمد بن عبد اللہ علی ذلک تمام شواہد الولایت

چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی پیٹھ کی طرف پھر کر کہا تم بھی ہرے سے نہین ہو
تم بھی ہرے سے نہین ہو تم بھی ہرے سے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہو یارون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کس سے کہی تمنے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت عبد القادر جیلانی
سلطان سنجر ماضی عبد الخالق غجدوانی ابو سعید ابو الخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش میرے وقت مین
ہوکر میرے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی ہرے سے نہین ہو میرے گروہ مین داخل ہو
سوم شواہد الولایت کے تینتیسوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی سے معجزہ تینتیسواں یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار
بیت اللہ کو جا رہے تھے اونکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین میرانجی سے فلانے ولی کی زیارت
چھوٹ گئی اگر کر لی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہوکر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھ پس
کیا دیکھتا ہی کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین ہوئے ہین میان جیو کی گندھون پر ڈالے ہوئے کھینچے چلے جاتے
ہین مہاجر یہ دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ
دلاور خلیفہ مہدی کی عورت خوندبوا بی بی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے
پوچھی کہ تمہارا خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا بے ادبی سے کیون لیا تمنے
کہا کیا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے
کہا ہان کہا محبوب عالم سے بھی بڑھکر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیو پس دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھ پر رکھنے کے
ساتھ اون پہ منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس
کھڑا ہی اور حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم جس جا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین
پنجم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک ہی کوا ہلا یعنی پورا یا اوسمین بیلین لگ رہی تھین کہ لوگون کے کھیتون سے بھگ کر
جلد ہی تھین ایک مہدوی بالطمع لکڑ دینے کے اوس مین کودا اور بیلون مین اولجھکر ڈوب گیا اور عبد الفتح مہدوی نے
کہا کہ مردار مرا ہی کھینچ کر پھینکدیو لوگ میان جی مہدوی نے دفن کر اپنا جیب کا کمہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالے
اوس مردے کو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
ہون عبد الفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی بقال کی دکان ہوئی کہ میان دلاور جیسے اشخاص ہو گئے ہین کسیکو مقام انبیا کے
بخشتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان ہان خزانے ولایت محمدی کے مہدی نے حوالے میرے کر دیے
ہین جو کچھ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط جنت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر اندر اوسکے بہ دست و پا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال
یعنی حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی مین قابل تعمل و قطار کے نرہے اور
اوسکے فلاح و نجات کی امید نہو وے جیسا کہ رسالۂ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہے باوجود
اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے پرائی بیل در بیل بہتے ہوے دیکھکر غایت حرص نا عاقبت اندیشی سے ندی
مین کود پڑے اور اپنی جان کو پرائے مال پر فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان التارکین مین
اور کاملین امت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت
کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین سجدہ شکر شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی اس سرکار مین برابر
نہین ہوئی جانتا تھا کہ خداے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر پہچانا باوجود پہچاننے کے جزا برابر نہ دی کیا قرآن شریف
کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہے انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی یعنی مین تم مین سے کسی محنت
کرنے والے کی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہے کہ من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا
یعنی جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھکر بدلا ملیگا تشتم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے
کہ ایک روز انکے مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قدمی ہذہ
علی رقبۃ کل ولی اللہ جواب دیا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب مان ہوگئے ہین چنانچہ شیخ
ضعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی کے اور آخر کو قدم خوکون کا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبد القادر
گیلانی نے کہ بوجہ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیاء اللہ کے میرے شانے پر ہین
انتہی جواب نقصان کا مقام ہے کہ انھون نے جو پہلے دعویٰ ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ
رسولون اولو العزم اور حضرت خاتم الرسل کے پھر اس منصب مساوات کو اپنے یارون اور مریدون کے واسطے
تجویز کرکے اپنے واسطے عہدۂ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا اور بیجا معلوم
ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے لوگ انکے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ نے کہ موافق حکم خدا آگاہ و دانا ہے اتنا دعویٰ کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہے سو وہ انکو
ناپسند معلوم ہوا اسمین کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور بنہایت صحیح و اتم
کہ موافق شرائط محدثین کے ہے ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے اعلان کے
مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے مشائخ نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرماوینگے چنانچہ تھوڑا سا

ف — اعتراض شیخ جونپوری کا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی پر کہ میرا قدم گردن اولیا پر ہے نہ ماننا تھا

اومین سے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب بواسطہ روایات
صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان پر اسواسطے اختصار کے
انکے اسانید حذف کر کے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے مین** شیخ
ابو احمد عبداللہ بن علی بن موسی الجون نے سن چار سے چوسٹھ مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہی کہ زمین عجم مین
ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک تمام اولیا کے
کہیگا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اوسوقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے
اور اپنے زمانے کو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضاً** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
خبر دی کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبدالقادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ **ایضاً** اور شیخ تاج العارفین
ابوالوفا کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے
جب اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور اوس زمانے کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ
وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضاً** اور شیخ عقیل منجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس زمانے مین
قطب الاقطاب کون ہی بولے مکے مین ہین اور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا ہی اور عراق
کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین اور خاص
و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضاً** اور شیخ علی بن وہب کے پاس
ایکروز ایک جماعت فقرا کی آئی اون سے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کر دیا وجود کو بسبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبدالقادر جائے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور
سب اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضاً** اور شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی نے
کہا کہ مین بیچ سنہ پانسو تین کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبدالقادر اون دنون

اونکی صحبت مین تھے ایک دن ذکر اولیا کے سامنے ہو رہے تھے جب انتہا کو پہنچے تو شیخ نے اوسوقت فرمایا کہ میرا قدم ہر
ایک ولی کی گردن پر ہے اوسوقت کے اولیا کی گردنون پر ہے اور رہیگا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله
اور کوئی بچا نہوگا اوسکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین الیٹنا اور ابوسعید عبداللہ نے دمشق مین سنہ ھ مین
روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور ابن السقا کے مدرسۂ نظامیہ مین طلب علم مین مشغول تھا
لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اون دنون مین
بغداد مین ایک شخص تھا اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ جب چاہتے ہین ظاہر ہو جاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہو جاتے ہین صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبدالقادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی ملاقات کو
گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ آویگا اور مینے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبدالقادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا رہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہونچے وہان وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری اے ابن السقا
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھکو اوسکا جواب نہ آوے مسئلہ یہ ہے اور جواب یہ ہے مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ
تجھ مین بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہے کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ
یہ ہے اور جواب یہ ہے اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لو کیون تک تجھے دنیا گھیر لیگی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبدالقادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبدالقادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
کہ مین دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمہارے وقت کے اولیا تمہاری تعظیم کے واسطے اپنی گردنین جھکا دی ہین پس اوسی وقت غائب ہوگئے
اور بعد اوسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبدالقادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
مین فائق ہو کر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی ہو کر روم کو بادشاہ نصاریٰ کے پاس
گیا اور وہان بادشاہ نصاریٰ نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے سبکو
ساکت و عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہو کر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی ہو کر اوس لڑکی سے
عقد کیا اور کلام غوث کو یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان مین ترجمے مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے لکھا ہے

کہ ابن السقا قاری حمید تھا جبکہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہوگیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال میں شہر قسطنطنیہ میں دیکھا کہ ایک کان میں بیمار پڑا ہوا اپنے مونہہ پر سے مکھیاں اڑا رہا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہے کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور میں دمشق میں آیا اور مجھکو سلطان نورالدین شہید نے جبراً خدمت بیت المال و اوقاف کی دی اور دنیا ہے اور گری ہم سب کے حق میں غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

بیان اون اولیاے کرام کا کہ اوسوقت مجلس میں حاضر تھے اور اپنے سر کو جھکا دیے اور اونکا کہ اونھوں نے دور سے بطور کشف کے معلوم کر کے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیاے کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس میں حاضر تھے کہ شیخ علی ابن ہیتی اور شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ سدوا اور شیخ قضیب البان موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز مکے میں ادا کرتے تھے اور شیخ ابوعمرو سلوی کہ رجال الغیب سیارہ سے ہیں اور شیخ مطر جمال رضی اللہ عنہم اون میں داخل تھے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے کرسی پر جلیں وعظ میں علی رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر دامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی پر جب فقیر کے مریدوں نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر تم جو میں نے دیکھا تم دیکھتے مر گر پڑتے اوس تعمت کی تجلی سے اور ابوالنجیب سہروردی نے ایسا جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی عینی اور حضرت کے صاحبزادوں یعنی سید عبدالرزاق اور سید ابوعبدالرحمن اور سید عبدالوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم منقول ہے کہ جن مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ میں تھے خبر پہنچی کہ اون سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ ابوسعید قیلوی سے مروی ہے کہ جسوقت شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ حق عزوجل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت آب کی طرف سے لاکر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاے متقدمین اور متاخرین سے حاضر تھی بدن کے ساتھ احیا اور مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائک اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے اور تمام اولیاے روے زمین نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ عدی ابن مسافر اور شیخ ماجد کردی اور شیخ مکارم بھی قریب اسکے خبریں دیں اور شیخ مکارم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ علم قطبیت کا سامنے اوٹھایا گیا اور تاج

عزت سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عالم کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیا نے وقت واحد مین سر جھکایا
یہان تک کہ زنان اہل نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین آور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ فرمایا کہ سچ کہا شیخ
عبدالقادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہین اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون آور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ
لولو ارمنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجھکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے نہ دیکھا تھا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونھون نے فوراً جواب دیا کہ اے عطا میرے شیخ شیخ عبدالقادر ہین
جنہون نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین
سر جھکا دیا اون مین سے اوس وقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام
مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تیئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج
مین سات اور وادی سرندیب مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ
تعالی عنہم وعفا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمة اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ اونکا ایک
گردن دراز کرکے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اس وقت بغداد مین شیخ عبدالقادر نے
فرمایا کہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر نکلی آور
شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے کہ اوس وقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی آور شیخ محمد بن
عبد بصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کرکے سر زمین پر رکھ دیا آور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کرکے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر آور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوس دن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
دراز آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله کم من شرب من بحار القدس وجلس علی
بساط المعرفة آخر تک آور شیخ ابومدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منہم اللہم
انی اشہدک واشہد ملائکتک انی سمعت واطعت آور شیخ عبدالرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کرکے کہا کہ صدق الصادق المصدوق اور شیخ ابوعمرو بطائحی نے مقام بطائح سے
بطائحی ارض کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے لیئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطائح کو پہونچ گئے

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تجویز سے

شیخ ابو المفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبد القادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مین نے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبد القادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابو سعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبد القادر کو امر تھا کہ کہین قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبون کو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے او ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہی کہ اونکو نے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتی ہی اوس کلام کے کرسی پر جاکر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اون کے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مینے چاہا کہ مین سب کے اول فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبد القادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر الٰہی ہوا شیخ عبد القادر کو کہ کہین قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ مینے دیکھا کہ تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے مین عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غائب ہوگیا اور شیخ ابو الکرم اکبر اور ابو عبد اللہ دربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین جمعے کے تیسری رمضان سن پانسوا ذناسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اون سے مرید ہونیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبد القادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سایے مین شیخ عبد القادر کے رہے اور اونکی عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار پیتے رہے اونکی شعاع

نوتلفاق مین پہیلاتی تہی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تہے اور جب اونکو یہ امر ہوا کہ کہین

قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جب اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جہکانے کے انوار و برکا

علی ہو گئے انتہی ملخصاً جو کچہ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط موافق شرائط محدثین کے

بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہی دوسرے سلاف مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جاوے اور اسکے

اکثر روایات سے جو تقید اولیاے ہمعصر اور اوس لفظ کی بہی جاتی ہی کچہ مضایقہ نہین ہی اسلیے کہ متاخرین

مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہونگے بالضرور اونکے پیر یا پیر ونکے پیر اوس وقت مین موجود تہے جب یا

سب با سور اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹہانے کی جاے باقی رہی اور اگر

کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب و در خور حساب نہین کہ

شعر بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ۞ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۞ اب باقی رہا کلام ہمدردیون میان کے سا

سوال میان سے پوچہا جاتا ہی کہ آپ جو نے تحاشا بول اوٹہے کہ شیخ عبدالقادر گیلانی کو یون کہنا بہتر نہ تہا بلکہ

یون بولتے تو بہتر تہا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین سو آپ اسکو اصلاح دیتے ہین یا شیخ عبدالقادر جیلانی کو

یا خدا ے حاودانی کو اگر شیخ عبدالقادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور تہے اگر یہ بات باوجود

ایسے حکم بانذکے نبولتے تو خوف عتاب کا تہا اور کتب اولیا سے ہی کہ اونکو حق سبحانہ ایک حکم فرماوے اور وہ

بجا لاوین تو لایق اونسین اوس ولی ہستی اور کمالی ہر دو رکہین ۞ تو یہ صفت رکہتے ہین کہ وکلاً یتحا فون لومۃ لائم

او رمانند فرشتون ہے کے لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون ۞ کب اونکی شان سے ہی کہ

کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہی ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ ایک دن شاہ نظام اپنا اسباب گھر لوٹا کر ایکبار ایک لباس کانٹون سے اٹکا کر پہن کر پیچھے مہدی کے
آکھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس پہنے
ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے
کمل پہنا تھا اور مجھے جبرئیل اور سب فرشتون کو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا چنانچہ نظام سے
نو دن تک وہ لباس بدلا اور تمام فرشتے بھی اوسی رنگ دکھاتے رہے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایکروز
سید محمود جونپوری حجرے سے نکل کر اپنے مہاجرون کی جماعت مین آکر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ دیکھا ہو
میان لادر کو دیکھ لے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ
شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ ہمنے
اور میان نعمت نے میدان توکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اوس دوڑانے کی
یہی کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان وحدانیت مین گھوڑے دوڑائے تھے
مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر ایضاً پنج فضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین تالی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین
ایکروز انھون نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا
مغز کھاؤگے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور ہمنے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی و رسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط ہمی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود نام
انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل
مین لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالتمآب کے چار یار تھے
مہدی کے بھی ہین پھر جب کہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہ یہ بولے کہ زمانہ رسول مین نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل من النبوۃ یہان پانچ ہین ایضاً رسالہ بشارت نامے مین سالہ سید ومیان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت رسالت مآب کے اصحاب مین عشرہ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آئین محمد ملک معروف عبدالمجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب واہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مرید ونکا نام تابعین اور تبع تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان کہا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الودیتی اور بی بی ملکان اور بی بی بون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمہ ولایت لقب کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اون مین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر نواسۂ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے اون کے مرید وخادم بھی مبشر بالجنۃ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنۃ ہوئے ہین ای میان لاڑ تمہارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس داستان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اون کو اعلی و افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اون سے تشبیہ و تفضیل دیتے چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کے اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین کوئی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمہ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب لاایت کے عمدہ دلہ بھی اصحاب اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہین ہے اسواسطے
کہ فصل آیندہ مین آویگا کہ یہ اونکو انبیاء و مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہے خدا و رسول پر کہ
جو منہ مین آیا سو بول بیٹھتے ہین اور نہ سامنے حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہین کرتے ہین اب چند حدیثین صحیح آداب مین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین
بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھدار سنکر بولین مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صواعق
محرقہ مین لکھا ہے کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منہم اصہارا وانصارا فمن حفظنی
فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجھکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون مین سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق مین
میری پاس خاطر کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجھکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف
پہونچاویگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عباس انصاری سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی واصہاری فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ فی الدنیا
والآخرۃ ومن لم یحفظنی فیہم تخلی اللہ منہ ومن تخلی اللہ منہ یوشک ان یاخذہ
یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب و دامادوں کے مقدمے مین پس جسنے میری رعایت کی اون کے باب مین
محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا و آخرت مین اور جسنے نہ رعایت کی میری اون کے باب مین الگ
ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا تو قریب ہے کہ گرفت کریگا اوسکو اور دارقطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض ومن لم یحفظنی
فی اصحابی لم یرد علی الحوض ولم یرنی الا من بعید یعنی جو پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین میرے پاس حوض کوثر پر نہ
آویگا اور نہ مجھکو دیکھیگا الا دور سے اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے
باب مین اور انکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتی اجرؤہم علی اصحابی یعنی میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین کہ میرے

احادیث در فضائل اصحاب [illegible]

اصحاب سے زیادہ خیرات کرتے ہیں اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد اللہ برجل من امتي خیرا القی حب اصحابي في قلبه یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھ میری امت میں سے نیکی کیا چاہتا ہے میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل میں ڈالتا ہے اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم وشان اصحابي ذروا لي اصحابي ذروا لي
اصحابي فوالذي نفسي بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذهبا ما ادرک مثل عمل احدهم یوما واحدا یعنی تمکو
میرے اصحاب سے کیا کام ہے میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ میں ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک دن کے
عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اما انه
لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہیں پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے آویگی
تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی کی روایت میں
آیا ہے لو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه یعنی اگر دوسروں میں
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجہ کو پہنچیگا مد اور صاع
پیمانے ناپ کے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ پچھلوں میں سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور
اعلی درجہ ولایت کو پہنچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہیں کرسکتا ہے اسکے دو سبب ہیں ایک یہ
کہ جو کچھ اسلام اور ایمان عالم میں پھیلا اوسکے سبب ہی ہیں کہ نہایت غربت اور ضعف کے وقت میں اپنے
مال اور جان نثار کرکے اور محنتیں سخت سخت اوٹھاکر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ ہوکر اس دین کو جمایا اور
اسلام کو اطراف و اکناف عالم میں پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمہ محمدی نصیب ہوگا بدولت اور طفیل انہیں
حضرات کے ہوگا اور جو کچھ اوس کلمے پر مقامات ولایت اور امانت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت یہی حضرات ہونگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنة حسنة فله اجرها و
اجر من عمل بها یعنی نیک راہ نکالنے والے کے واسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اوسپر عمل کرینگے
اونکا بھی ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا اوسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کیسے ہی جیسے انسے زیادہ
یا انکے برابر نہیں ہوسکتے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالی صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ
نیتوں کو دیکھتا ہے خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفائے باطن کے ہے اور بسبب تاثیر صحبت حضرت کے

جسقدر کہ اونکے باطن اور بینائی کی وہ صفا تھے وہ دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے
ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلّون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی
اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیسا کہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہترین
قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابونعیم نے حلیہ مین
روایت کی کہ خیر ہذہ الامۃ اولہا و آخرہا اولہا فیہم رسول اللہ و آخرہا فیہم عیسی بن
مریم وبین ذلک نہج اعوج لیسوا منی ولست منہم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین
پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ
نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیسا کہ القرآن یفسر بعضہ بعضا
یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث
دوسری احادیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثون مین جو آیا ہی کہ حال
میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے
اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ اونھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز
ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکٹھا ہوے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام
کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لائے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر
اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنے کا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت
اختیار کرنے کا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر اونسے
عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر حکم نکرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلاوینگے
پس اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین بھی داخل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرۂ رسولون مین ساتھ لواے رسالت کے اور ایک حشر
زمرۂ اولیا مین ساتھ لواے ولایت کے جیسا کہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیسا کہ اس امت کے اولیا سے افضل ہین

پہلی امتون کے اولیا سے بھی افضل ہین سوا عیسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقینا افضل ہین اور ایسے ہی
حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات مین فرمایا
کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ مجھسے اونھون نے بالمشافہ اپنا یہ
مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم ہوا
کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی
اونکے حیلون بالکون کا کہ جنکا حضرت ابوبکر کا ہم جنب ٹھہراتے تھے اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدویون پر اہم واجبات
سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جوکچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے
بعد قلم تر کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین منقول ہی پس آپ وار الزام سے ایک الزام ان پر الحال
تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جسمین اپنے مریدون کو برابر یا برتر
صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف
سابقہ سب غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوسکے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لا یخطی یعنی خطا نکریگا
جیسا کہ یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جائے ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تا کہ فقط انھین کی
تخطیے پر کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ افضلیت ابوبکر صدیق کے
کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث تبرکاً بیان
کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دارقطنی نے روایت کی کہ عبداللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب اونکا نفس زکیہ
تھا فرمایا ہما افضل عندی من علی یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک میرے افضل ہین علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین یہ حسنی اور حسینی بھی ہوئے اور دارقطنی نے
روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعة علی شیئا الا وانا ارجو من شفاعة
ابی بکر مثلہ وقد ولدنی مرتین یعنی جسقدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہون اسیقدر مجھکو
ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ امام جعفر کی ام فروہ
بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ
تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اہل العراق یزعمون انا نقع فی ابی بکر و عمر وہما والدای

نقل احادیث و آثار ائمہ اہل بیت تفضیل شیخین مین

یعنی جیسے لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونو
میرے والد ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یٰسین افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا اور مرسلین کا اور نہ صاحب یٰسین یعنی
حبیب نجار افضل تھے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذا کان یوم
القیمة نادی مناد لا یرفعن احد من هذه الامة کتابه قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک
منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور
ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائة وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھ ہین
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ مین اس خصلتون سے کوئی ہے فرمایا کلها فیك فهنیئا
لك یا ابا بکر وہ سب خصلتین تیری بیچ ہین پس خوشگوار ہو وین تجھکو اے ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام
محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولاهما مین اون سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس
مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء
ولا یخاف الاموات فعل اللّٰه بهشام بن عبد الملك كذا وكذا یعنی ڈرا جاتا ہے زندون سے
نہ مردون سے اللہ تعالیٰ ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا کرے یعنی صحابہ کرام مرگئے اب ہم اون سے
کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ایسے شخص سے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفہ عصری ہر ملا برا کہتے ہین
اور سید اسعد مکی نے منتہب محرقہ مین نقل کیا کہ ابو یعلی موصلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے
روایت کی کہ خطب علی فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ابو بکر الصدیق
وافضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته فسئل عن الذی لو شئت
ان یسمیه قال المذبوح کما تذبح البقرة یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل
بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا
چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے یعنی آنحضرت
جناب عثمان اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین حبۃ العرنی ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر هذه الامة بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامة
بعد نبینا ابو بکر ثم عمر یعنی حالت خطبے مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص اس امت مین افضل ہے

بعد ہمارے پیغمبر کے سینے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا نہیں افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے
ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں اور صواعق میں ہی کہ روایت کی ابوبکر الاحری نے کہ کہا ابوجحیفہ نے کہ میں نے سنا کہ علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کوفے میں بالائے منبر فرماتے تھے ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم خیرہم
عمر یعنی افضل اس امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں ذہبی نے کہا کہ جس وقت کہ جناب
مرتضوی اپنی مملکت میں کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے متواتر منقول ہوئی یہاں تک کہ کچھ اوپر اسی
آدمی نے اون سے روایت کی اور بعض طرق میں اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغنی ان رجالا
یفضلونی علیہما فمن وجدتہ فضلنی علیہما فہو مفتر علیہ ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو
خبر پہونچی ہی کہ کچھہ لوگ مجھکو تفضیل دیتے ہیں پس جسکو میں پاؤں فضیلت دیتا ہوا اون دونوں پر وہ مفتری ہی اسکی
وہی سزا ہی جو کہ مفتریوں کی سزا ہی غور کا مقام ہی کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میان جیو اور اون کے بالکوں کو تفضیل دینے والا مفتری نہو
بلکہ اپنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہی فانہا لا تعمی الابصار و
لکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابونعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ
ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع
وغروب نکیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یوں ہی کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور مرسلین کے
اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل
خبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل
بعد تمہارے ابوبکر ہی اور دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھہ لوگ کوفے اور حجاز کے
کے خدمت میں محمد بن عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے
لگے اونھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انظر الی اہل بلادک یسئلونی عن ابی بکر و عمر
لہما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگوں کو مجھسے سوال کرتے ہیں حال ابوبکر و عمر کا
حالانکہ وہ دونوں نزدیک میرے افضل ہیں علی سے انتہی اور مشکوۃ المصابیح میں ہی روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے
آخر میں ایک حدیث کے ہی کہ فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہذا ملک لم ینزل

الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة رواه الترمذی یعنی یہ ایک فرشتہ ہے کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اپنے رب سے پروانگی مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیون اہل جنت سے بہتر ہین اور حسن و حسین سب جوانون اہل جنت سے افضل ہین انس سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن علي رض یعنی ابوبکر اور عمر مہتر کہول بہشتیوں کے ہیں اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہے اور کہل مرد میانہ سال و مویہ کو کہتے ہین کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا مین کہل مرے ہین انکے یہ سردار ہین ورنہ بہشت مین سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر مین ہے کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے اور ابو یعلی نے اور ضیا نے مختارہ مین انس رض سے اور طبرانی نے اوسط مین جابر رضی اللہ اور ابو سعید رض سے اور ریاض مین علی رض سے انتہی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب سردار بڈھون کے ہوئے جوانون کے بدرجہ اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہے کہ مرقات مین امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی دونون سید ہین بڈھون اہل جنت اور جوانون اسکی کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان سے معلوم ہوا کہ لفظ کہول حدیث مین واسطے احتراز کے غیر کہول سے نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہین اسی واسطے مرقات مین لکھا ہے کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتون کے ہین پس افضل ہین اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے اور حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہون اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا امت کے ہین اور الا النبيين والمرسلين کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہو گئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہون پس تعبیر بلفظ کہول اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی مین یہ حالت کمال عقل و حلم کی ہوتی ہے اور جنت مین سب بقدر عقل کہل کے جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مرتضوی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیون سے قرب الہی ڈھونڈھیں تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدی بھی تلاش بہشت کا ارادہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو مہتری اور سیادت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین ہنایسہ
یہ جو صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ جبریل کو حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا ویسے جبرئیل
اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل وم مین
گذر چکا نے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین لاکر دینا
تو مقرر ثابت ہی چنانچہ مشکوۃ مین امیر المومنین عمر رض سے روایت ہی قال امرنا رسول الله صلی الله علیه
واله وسلم ان نتصدق و وافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبق ابابكر ان
سبقته يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما
ابقيت لاهلك فقلت مثله واتى ابوبكر بكل ما عنده فقال يا ابابكر ما ابقيت
لاهلك فقال ابقيت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شيء ابدا رواه الترمذی
وابوداود یعنی کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا ے تعالی
مین کچھہ خرچ کرین اور اتفاقاً اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری القدر
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہوتا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل وعیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جسقدر
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھہ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت نے
پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ آیا تب مینے
دل مین کہا کہ کسی چیز مین اونپر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر صدیق
کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ ایک روز مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوئے کہ دونون طرف اسکے کانٹون ورکانٹون سے
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے لتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکر رض نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی جدا اور ابونعیم نے ابوہریرہ اور ابن مسعود

سے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہے اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت
کی ابن عباس رضی سے اور خطیب نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک طنفسہ
یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوے اور اسکو کاریون سے اٹکائے ہوے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب پایا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہے کہ تم آسمان مین متخلل بخلال ہو جیسا کہ ابو بکر زمین
مین ہوے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہے اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
کرمی نے کتاب الکشف والانصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسة بالصحاح مین لکھا ہے کہ ہذا وضع
بد الاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہے دو ہاتھہ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرۃ موضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی
ہے وہو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ اون حدیثون کے ہے کہ ابو بکر اشنانی کے دو ہاتھون نے
بنایا ہے انتہی اب غور کرنے کا مقام ہے کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب یابس کو یون سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیداً ویسی باتین اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنا لیا کرتے تھے اب ونکے بلکے
غایت جہل نے خبری سے اوس سب کو قطعیات و یقینیات سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
ابو بکر صدیق کا متخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہے لیکن موضوع نہین ہے اور امت نے اسکو قبول کیا ہے
کہ آج تک زائرین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہین یہ الفاظ بھی وس مین شریک
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل اور
ملائکہ آسمانی کا متخلل بطنفسہ ہونا موضوع ہے اور اوسکا موضوع ہونا میہ علم حدیث پر اس طرح ظاہر ہے کہ اشمس
واضح کا بھی نام معلوم ہے اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
کھلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہے اور ابو بکر اشنانی کی گڑھت ہے کہ خدا اور رسول اور ملائکہ پر
افترا کیا ہے یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خداوند عالم کیطرف
ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث متواتر میں یعنی
ہے کہ من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھپر قصداً
پس ٹھہراوے جاے اپنی آگ مین اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور ابن ماجہ میں یون ہی کہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع اور تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہی یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہی
کہ وہ جھوٹ ہی پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہی یا ایک وہ جھوٹون مین سے ہی یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا دوسرا یہ کہ جس نے لوگون کو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہی حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہی یا گمان غالب رکھتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہی اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہی باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہی اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس پر
جھوٹ بولنا حرام ہی چہ جائے اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہی اور کلام اوسکا وحی ہی اور کذب اوسپر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہی خدا تعالی پر اسلیے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى انتہی
جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو بانند اور تشبیہ کی کیا حاجت ہی بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابو بکر صدیق نے کمل پہنا
تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہی اس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور اسی ڈر سے
خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابو بکر
اور عمر رضہ سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈراتے تھے اور علی مرتضی رضہ قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ اور تابعین اعنیا ما بعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا و نحو ہذا و شبہ ہذا یعنی بھی الفاظ فرماتے ہین بلکہ
نزدیک ورمشابہ فرماتے ہین اور اگر انکے منہ کو یہ بات بالکل معلوم نہوئی کہ ملائکہ آسمانی کمل پوش ہوگئے
تھے اور ابو بکر شنانی نے یہ افترا کیا ہی بلکہ انھون نے دوسرون سے سنکر بحسن ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آئین ایک یہ کہ خداوند عالم کیطرف کیون نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا گمانا ٹھہرا کہ حق تعالی نے بندے
کو احوال تمام موجودات کے ایسے تبلا دیے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھرا کر
کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہی غرضکہ بہر تقدیر بطلان موجودیت کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پناہ اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان سے بعید ہی اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

باب ششم بیان مین ان سخنے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

باب ششم بیان مین اون سخنے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالۃ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے اڈتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک روز میران نے عزیز اسد اور محمد سے کے حق مین کہا کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن یہ کوچ کیا چاہتے ہین جب وہ حظ ہو چکا دو دونون شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوے ایک تیسرے دن مرا اور دوسرا نوین دن **ایضاً** مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سند مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مرسلین اور اولوالعزم کے ملے **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام حضرت عیسی علیہ السلام کہہ فرمایا مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ متبعین بانی ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام سے بھی تر باذن اللہ سے احتراز کرے **ایضاً** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک دن میران نے کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرون کو تمنا تھی کہ بندے کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیا اور مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہمکو امت محمدی مین کر کے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے حضرت عیسی کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین لکھتا ہی **شعر** بلی چہ عالم کہ زادم و عیسی ❊ یحیی و خلیل از موسی ❊ بود و تا بایت تشنہ نجبتش ہوسے ❊ ہرچہ ہست از ولایت ست ظہور ولہ نقطۂ آن دائرۂ مفتنہ سلان ❊ تمنا ہمہ مرسلان ❊ خواست ز حق ہر یکے از اولین ❊ در احبلی ان آلآخرین ❊ معلوم رہے کہ اس قسم مین کلام خود میر اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ رسالۂ بشارت نامے مین لکھا ہی **ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران قضائے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فراہی نے

پوچھا کہ میران جیو خدام تو آئے عیسیٰ کب آوینگے میران نے ہاتھ پیچھے کرکے کہا کہ بندے کے پیچھے آوین گے
فوراً حاجی محمد کو مقام عیسیٰ روح اللہ کا حاصل ہوگیا میران کی زندگی بھر تو چپ رہا بعد مرنے کے سندھ
مین طرف نگر ٹھٹھہ کے جا کر دعویٰ عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی دو شخص کو
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے راہ سے پلٹے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہوگئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا ایضاً
پنج فضائل مین ہے کہ دلاور نے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے
سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام
زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پہ یہ دلیل ہے کہ میران نے
کہا ہے جو کہ خدائے تعالیٰ کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے
کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کرکے فرمایا کہ ای سید محمد ان سب ارواح کا پیشوا
بننا قبول کر پہلے مینے اپنی عاجزی پر خیال کرکے عذر کیا پھر عنایت خدا تعالیٰ پر کہ میرے حال پر ہے
نظر کرکے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین
باب مین لکھا ہے کہ درمیان محمدین کے فرق نہین ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور جوہر نامے مین لکھا ہے دو بہرہ نبی مہدی (نام کتاب کا [illegible] ۱۲)
یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سون پاک ہے ظاہر باطن تابع متبوع حق ہا تو کل ادراک ہے دیگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہین ہین
وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے
اور نبوت مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہے اور نبوت امر ظاہر ہے چہارم ولایت خاص ہے
اور نبوت عام ہے پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہے ایضاً بشارت نامے مین لکھا ہے
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر
ہر طرف پھراتا ہے اور رکھ کے پہچانتا ہے اور اوسی رسالے مین یہ بھی ہے کہ میران نے کہا کہ بعد حوت خاتمین

سے کے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ میں قیامت
تک جاری ہے اور پیغمبر ہونیکا اس گروہ میں ہونے کی تمنا کرنا بھی لائق ہے ہم کو ہی اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران میں اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہے ایضاً
رسالہ صراط مستقیم میں لکھا ہے اوسکی عبارت بعینہا یہ ہے نبی و مہدی علیہما السلام بذات موصوف بجمیع
صفات ہیں تا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سوں برابر فرق کرنا ہے کا فر مرد انتہی ایضاً رسالہ
صبح الامر ثریٰ میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ
اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہیں اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
دوسرے صدیق خوند میر اور نظیر شریعت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نظیر حقیقت میں خوند میر جیسا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت میں نظیر ہیں لیکن برابر میران کے نہیں ہیں ایضاً مطلع الولایت میں
لکھا ہے کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ میں انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز مجمع تمام صحابہ میں پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دو رش کہ نقل
داد زمان را برادلین ہم درد اکہ چند سال نیاید در عدد ہم فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا ہم ادا
بروز حشر شفاعت گر از احد ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک زمانے میں ہوتے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے
کہا کہ اگر مجھکو اللہ تعالیٰ ان تینوں کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکوں ایضاً شواہد الولایت کے
تیرھوین باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہی ایضاً
مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد کہ دعویٰ مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز
اوقات نماز ہوش میں نہ آتے تھے ایکدن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہے
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہیں کر سکتے بولے ایسی بڑی دریا تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر
ان دریاؤں سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش میں نہ آوے فرمان
حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ چونکہ تجھکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہے اس سبب سے فرض ادا کرداتے ہیں
ایضاً مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تعلیم ہوتی ہے
کسی نے پوچھا کہ میران جی تعلیم کسکو کہتے ہیں بولے یہ جو ایک پادشاہ کی جا ہے پر دوسرا پادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمدہ بیامدہ بھی
کہتے ہین بولے ایسی ہو رہا ہی تین رات دن ہوئے ہین کہ بندے کو فرصت نہین ہی ہر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولو العزم اور رسولون
اور انبیا اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ حضرت اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کر کے اپنے
مقامات کو پونہچے اب انکے ارواح کے جائزے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ جس خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالی فرماتا ہی
کہ جو شخص یہان مقبول ہو وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہو وہ عند اللہ بھی
مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی یہان
خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی ایضاً شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین
لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پہ
ایک حدیث نے اصل بیان کر کے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہو ویگا پس ظاہر ہوا کہ
وہ افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن
میان عبد الرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی
استغفر اللہ العظیم ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
ہم لیرانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے
ہین اور کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اون سے بھی فاضلتر
ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا

کہ وہ چار کون ہین کہ ماتم اور بھائی عبدالحمید اور میان عبدالملک و قاضی عبداللہ الغرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فرقہ ضالہ کے نزدیک ان کے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر بلکہ برتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی پر کمر باندھ کر مہدی کے مرید اپنے مریدوں کو برابر حضرت خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن ان مین سے جو اپنے تئین اہل علم جانتے ہین جس وقت کہ ان سے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہین کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اس پر نہین ہے کہ مہدی کے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے یا افضل اون سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابوبکر صدیق سے اور برابر ہے ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور اسکو مسئلہ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلے کو اُنکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت معقول سمجھ کر اور مطابق مشاہدہ ثابت کرتے ہین کہ مصرع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ❊ یہان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین و آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین کی آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہے اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے پاس کی ہے اور اون کے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالۃ سے افضل بولنا سب غلط اور خطا ہے یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہے افسوس کہ ان لوگونکو خدا سے شرم نہ آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہے اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہے اور ولاور کو خدا کا حکم نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نواسے مہدی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا کرتا ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضا شواہد الولایت کے اوتیسوین باب مین لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضا شواہد الولایت کے اکیسوین باب مین لکھا ہے کہ جب مہدی کے

لوگون نے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر اونکی
انپر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤن پر رکھکے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے
جنگ کرین اور انہون نے اس کلام پر کچھ انکار نکیا ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی
کہ ایک روز شاہ بھیک جذبے مین بول رہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی
بولنا کفر ہی اونہے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب دو تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا
کیا پڑا اپنے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست ✣ ایضاً شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے
کہا کہ میران جیو پھوٹین وہ آنکھین کہ مہدیکو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے
سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضاً
شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان
مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھکر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر ہی
ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون خدا نے
مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ
کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہی خدا کو
پہچانتا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت کے سامنے آکر
بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات
اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری بار
مین جواب یا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کرکے کھڑے رہے
پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے
باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مین نے کسیکو جنا
اور ایک روز اونکے خلیفہ مولا ور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب
لم یلد ولم یولد پر پونہچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد کہا
یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین [illegible]

ہین مع حق ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھاہی کر اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین جدا ہو جاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہو جاتا ہون اور عین حق کے تئین دیکھتا ہون
اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضاً اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
ایک بنا لنبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے مجھسے پوچھکر بندہ کو سرفراز فرماتا ہی کہ اگر
تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون وگرنہ ہرگز نہ دون پس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضاً پنج فضائل مین
ہی کہ شاہ نظام نے ایک لنبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہو گیا اور میران انکو نگل گئے پھر
ثابت ہو گیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکرے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا بعد اوسکے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکرونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہو گیا اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل
دیے پھر حضرت رسالت ٹکرے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی کے ساتھہ بھی یہی معاملہ
ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی ذات مین تم فنا
ہو گئے انتہی بالجملہ ناظرین بالانصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کسقدر کلمات وحشت ناک
ان بزرگوار سے منقول ہوتے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
نہ لایا ہوگا باین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سولے اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ یا نسک ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا چنانچہ
جوہرنامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھہ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان کرے
میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین لیجا کر تولے
کہ یہ گوشت گلے کا ہی اسکو لیو آور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھہ میران سے مین نے سنا ہی بیان کرون
برادران مینی بندے کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھہ مہدی سے مینے
سنا ہی بیان کرون تو یقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور الدعا نامے کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ
میان لاڈ نے چندبار کہا ہی کہ جو کچھہ میران سے مینے سنا ہی اگر دو ایک مہاجرون کے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اسقدر مخالف
دین و ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب انہی کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور برچھانے
سے نکال نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور رہین وہ اسقدر

[illegible]

برتر و منکر ہین کہ اگر خود مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی سن پاوین تو خاص
ہمانشینان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان لادر کو سنگسار کرین العیاذ باللہ یہ کیا
مذہب ہی کہ مخالفین اور موافقین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار رہتے ہین مقبولیت خلائق علامت ہی
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصاً بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار آلہی کی
چنانچہ مشکوۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی بندے
کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے
محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو
پس اہل آسمان اُس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب اللہ
کسی بندے سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ
پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی بغض رکھتا ہی فلانے سے
تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اُس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے بغض
زمین مین انتہی منقولات صدر مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب
خارج حد بیان سے ہی سوال اول نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمیشہ خوندمیر کے بیٹے کے
ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی عبث اور لعب
اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَیْنَہُمَا لٰعِبِیْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان و زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے پس لعب
یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہوا قرآن اور عقائد جمیع اہل ادیان و ایمان کے سوال دوم
نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ بیتیاہ بھیک سے کہا کہ سب حق ہی میران نے کہا کہ ان جہانشنا
ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی اسکے
جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جنہ اولیا اور علما نے اسکو حق
جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے
کرنا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل پنجم وغیرہ مین میران و خوندمیر دونون بھی بولے ہین
ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام کے روبرو

بولنا کفر ہی تو وہان عوام کہان تھے وہان سب خاص الخاص جمع تھے یہان تک کہ کتا بھی اُن کا وہ مقام رکھتا تھا
کہ اصحاب مہدی کو شرماتا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتدہم مین مذکور ہوچکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہوئی اگرچہ
باریک اور دقیق ہی نہایت لامر یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ نہ لے احتیاطی اور گناہ ہوگا کفر کیونکر ہوگا
بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلمہ کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی سوال سوم اوسی نقل چہارم مین اسکے کیا معنی
ہین کہ کہا پڑا اسنے خدا پر تقید ہوگئے ہوگے پڑھو شعر بیزارم ازان کہنہ خدا کہ تو داری ہر لحظہ
مرا تازہ خدائے دگر ست انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل وجود
اور اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنی
اور آگے کہان پڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَصِفُونَ سوال چہارم نقل ہفتم مین اسکے کیا معنی ہین
کہ خدائی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدائی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن بالفعل ہی
اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور ایسے
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان فعلیت کے قائل ہوے عجب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر ہی پھر اور
یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قُلِ اللّٰهُمَّ
مَالِكَ الْمُلْكِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہی وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ
یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین پیران شیخ خوند میران تَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا سوال پنجم نقل
دہم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسی کو جنا اور خلیفہ دلاورنے کیسی
دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ مین تحریف کرے اوسکو يَلِدُ يُولَدُ پڑھا وہ آیت
شان الٰہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب اوسکو
يَلِدُ وَيُولَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہی
سبحان اللہ شیخ و پیر کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسی کو
جنا اور خدا سے بیچون و بیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی ان
کی یہ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ سوالے اوسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بہادی النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب

یہ عمدہ مطالب اور اس عقائد مہدویہ ہے کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیساکہ بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپور کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث انکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا الفضل الٰہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کرکے ابتدا کی جاتی ہے وعلیہ توکلت وھو رب العرش العظیم واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول یہ کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہے کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تین وجوہ باطل ہوچکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہے اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمہ ثانیہ اور مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہے کیونکہ یہ بولین گے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمہ ثانیہ و مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصا مطلب دوم کہ نہایت مخالف نصوص واجماع اہل اسلام کے ہے ابطال ورد اوسکا ضرور معلوم ہوا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم **مطلب اول** کا مقدمہ ثانیہ رسالہ اعتقادیات وعملیات مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھا ہے **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہے کہ شواہد الولایت کے تئیسوین باب مین لکھا ہے کہ فراہ کے علمانے اون کے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علمانے

باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب

مطلب اول یہ کہ مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے

مطلب اول کا مقدمہ ثانیہ [illegible]

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب دیا کہ
ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما سے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کس طرح ایمان تمھارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالے
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ **جواب** خلاصۂ کلام یہ ہی کہ علما نے استدلال
کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جز ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ
امت مین داخل ہونے سے مجھپر ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ ایمان اون کا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین دلیل اس آیت
کے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اور نہین ہی شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم ای محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی ہینے
مہدوی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اوسکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جز امت ہو اور جب جز ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جز کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا ذکر
نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فِيْهِمْ سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جز اور کل مین ظرفیت
نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب الٰہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کرین اسواسطے
کہ عادت الٰہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہی جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے
واسطے آئے ہین اور کفار بھی بایں معنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہے
اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبروں کے تابع ہوے
اور انبیا علیہم السلام بایں معنی بھی داخل امت نہین ہو سکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین
فرق ضرور ہے اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ مہدی اپنے تئین مین
مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے
کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب تک تم ان کفار مکہ
مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف
اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہے بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی
ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاویگا
اسواسطے اوس آیہ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہے وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ
أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ
عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ
وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ
السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا
كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ
يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآیۃ اونکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین
ایسی خطا کے صریح ہونا دال ہے اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے
نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجانا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے
بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین
کہ اونھون نے کہا ہے کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندہ کے موافق ہو اوسکو اعتبار
کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نمانا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنی
نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالف قطعیات کی ما قبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مدعی لیس
است مین و اصل مین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علماے فراہم سے
سنکر تسلیم کیا ہو اب سوال کیا جاتا ہو کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہو اگر یہ مراد ہو کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس قدر مشابہ اور برابر ہو کہ مجازا اسکو عین بولا جاتا ہو بطریق کانہ ہو تو یہ بات سراسر نا معقول ہو
اسواسطے کہ جب انکا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بمراتب
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہو اور مطلب یہ ہو کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہو بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہو اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین کہتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہو اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہو تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی
تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان لاتا کیونکہ
حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہو بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا علیہم السلام
فرماتا ہو تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہو جو کما گئے اور تمہارا ہو جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہو کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلا اور نقلا باطل ہو اسواسطے کہ ایمان ایک عرض نفسانی سے ہو اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہو اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو تو روح
مقدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین باعلی صفات و کمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی وہ نہین صفات
سے بلکہ یوما فیوما زیادہ اوس سے موصوف ہو خاصے ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہو اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہو کہ تمہاری روح بھی تم مین ہو یا
نہین اگر ہو تو تم دو روح والے ہوے اور یہ بھی باطل ہو بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الآیۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح القدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور
حضرت رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جنم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے ہین
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی تؤمن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھین چیزون پر یقین بندے کو ایمان ہی تو اس دعوے سے تمکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان اونھین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوسکی
جانب رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے
اور کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے
رسولون سے اور دوسری جاے فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی
اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی
وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم اے مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب
پیغمبرون کو اونکے رب کی طرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے
اور ہم اوسیکے فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو
پس مقرر راہ پاوینگے انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی جہ پر خالی خطا سے نہین ہی
پس جب کہ ایسے مطالب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہوے مہدی معصوم کہان سے ہوئے
وہو المقصود **قولہ** اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
باب اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی جواب باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس مقدمہ میں گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین پس قول صاحب مرقاۃ یکا اونکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک کالوحی من السما ہی تو تمہارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہو جاوے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی اس کلام سے سراسر تمہارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر یہ ہی کہ جانب باپ سے حسنی ہو وین اور جانب مان سے حسینی قیاس کرلنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر قائم مقام سبکے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسے ہی چونکہ اکثر ائمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولی ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین اور بھی ملا مال افزایش ہو گئی اور امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اوس سے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سواے انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ائمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رح نے منتخب بہجۃ الاسرار مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب اگر کوئی دابہ بلا قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام

اولیا اس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید کہول اہل الجنۃ کے
گذر چکا اور وہی صاحب مرقات تمہارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین
چنانچہ اس کتاب مین بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو
مہدوی بولتے ہین اونمین کچھہ ریاضتین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتوں کے
ایک یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہوکر مر گئے اور مدفون ہوے بعضے بلاد خراسان
مین وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نآوے گا اور اونکی گمراہیون مین
سے ایک بات ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے شیخ
عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامعہ علامات مہدی مین رسایل سیوطی سے منتخب کرکے
تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوی
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے
تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملاے موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس قوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا و رسل
کو علیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھہ کر اپنے شیخ جونپور کے حق مین
جمانے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملاے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور تحقیق
اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہین ہین
مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی قولہ سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے ثابت ہی کہ افضل بعد
انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور
ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن و شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی
تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف
اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی طرف ہووے و باقی تمام خطا پر ہووین
اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا و لیکن بعضے ساکت رہین تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہین اس مین
خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک اونکے انتہی اب ظاہر ہی کہ اس
حکم مین ایہ فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرحکا اجماع اس حکم تفضیل مین

ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے نورالانوار بلکہ یہ تقریر
طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے واسطے
مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی اسواسطے
کہ اجماع دو قسم ہی ایک اوس بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور رائے کی حاجت نہین ہی بلکہ
ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رائے اور اجتہاد کی
حاجت ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے کہ انمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق
ہونا کچھ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک بات کے خواہ عصر صحابہ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہو گئے اجماع قطعی ہو گیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبۂ اجتہاد کو
نہین پہنچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرا اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدونکا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق مین
وارد ہین اسکو جمع کر کے نہایت غور اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت غلط ہی یہ اجماع صحابۂ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھ کر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسرونکو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبۂ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ ایسے فرقۂ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال
مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت سے ہین مگر حضرت سلمان اور ابوذر اور مقداد

بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہونا افضلیت شیخ جونپوری کا بسبب اجماع کرنے صحابہ کرام کے کہ ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہیں تمام امت سے

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ علی
افضل امت ہین پس تمام صحابۂ مجتہدین اونکے تحقیقاً اور مقلدین تقلیداً اس دو قول پر متفق ہوے
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح مین
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے اجماع ہو گیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہی بعضے کہتے
ہین کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گمان
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع
مرکب ہو جاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر
قول ثالث رافع اور نقیض ہوا ان دو قولون کے تو ممنوع ہی اب یہان سے ثابت ہوا کہ جب کہ صحابہ
کرام کا اجماع مرکب کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویہ نکے تیسرے قول اختراعی سے
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھ جاتا ہی تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا لہذا باطل ہوا موافق
قاعدۂ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدۂ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ نے اپنے رسالۂ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
مہدی اور منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ مہدیہ ولایت کا فر ہی قولہ شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ نے شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ پائی جاتے دلیلین جانبین کی متعارضہ
اور نہین ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تاکہ ہووے توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نکہتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر بیجا
خطائے فاحش ہی اور پھیرنا تعلق ان مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا عدم ترتیب بین الحسنین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی جواب تمکو اس سے کیا کام کہ شہرشاہ کی داڑھی بڑی ہی یا بیلیم شاہ
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابو بکر و علی مین دلائل متعارض ہووین
ہر حال صحابۂ کرام سوائے افضلیت ابو بکر یا علی کے تیسرے کی افضلیت نہین مانتے ہین اور اسی پر
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدۂ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک افضل تمام امت پر جانتے تھے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہی کہ امت حضرت کی خصوصاً صحابۂ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
رکھتے ہین بلکہ اسمین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی تفسیر عم سورۃ اللیل آیہ کریمہ سیجنبہا
الاتقی کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ اہل سنت وجماعت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی
سبقت پر بعد انبیا علیہم السلام کے یہی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اسکی دلیل ہی اور بعد تقریر
دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھتے ہین کہ بعضے اہل سنت وجماعت کے بزرگون سے سنا گیا
کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین لب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر مین آپکی
خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد تدریسے تفصیل اس مضمون کے لکھتے ہین
معلوم ہوا کہ اتقی اسکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے
کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب یہ جو تمنے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مطلق نہین کہتے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا
بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل اور اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے
تمہارے مطلب کو کچھ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کسی آدمی کی
نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھتے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی
بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ فقط اپنے
ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد والون سے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین یہ تخصیص اتقی مین اونھون نے فقط نسبت بانبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب
اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی وَمَا لِاَحَدٍ
عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اوروں سے بڑھکر
پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسی کا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دو مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے
ہین کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوپر صادق نہین
ہو سکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا احسان
دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی
مسلمان نے مجکو اسقدر نفع ندیا جس قدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ بتلانیکا ابوبکر صدیق
پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھ بدلا پس ثابت ہوا کہ یہ آیت
ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰكُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمہارا ہی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین
انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اورون سے اتقی ہین حضرت رسالت مآب سے
کیونکر اتقی ہووینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کرکے
دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین اسلیے کہ شریعت سے معلوم
ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس پر اور سائر ناس کو اون پر
قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اسم قسم کے الفاظ مخصوص
یا مت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی کہے کہ گیہون کی
روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے کہ وہ
معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ فواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہو وینے
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا الیوم آیات القتال کا
سا مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ یہ کہ

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رضہ کے جو لوگ کہ پیدا ہووینگے اون پر بھی فضیلت مراد نہیں ہو اسواسطے کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے کہ عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور باقی اشخاص ہین افضل و اتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام متاخرین امت سے افضل ہین اور معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقاموں کو بغیر جابجا کرکے اپنے مقصود پر کسی گاون اور پچھلون کے حاشیہ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جاننا نہایت ہٹ دھرمی ہی

قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات مین علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہی کتاب اللھتن مین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین فضل ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی زکریا الوقار اور شیخ اوسکا موصل بن عبدالرحمن ضعیف ہین سمجھا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونون بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف میں ابن سیرین سے جواب کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ آئمہ اس فن کی تصریح کرتے ہین کہ موصل بن عبدالرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود ہی بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی یہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام ہو اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہہ ہی حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفۃ لا یفضل علیہ ابوبکر و لا عمر عل من حدیث ابی ہریرۃ وفیہ زکریا الوقار و شیخہ موصل بن عبدالرحمن ضعیف تعقب بانہما بریان منہ فقد ورد بسند صحیح اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن ابن سیرین قولہ اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ موصل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی اور مردونکی روایت سے صحت کو پہونچ جاتی ہی تو یہ کلمہ منقش ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہو جاتا ہی و ھل ھذا الا عجاب بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونون شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث المکل ہنے اصل ہو وے اور ابتداءً انھیں سے سرزد ہوئی ہو سو کہا کہ یہ دونون اس سے بری

حدیث قولہ ہوگا آخر زمانے مین ایک خلیفہ ایسا کہ ابوبکر و عمر اس سے افضل نہین ہین

اس بات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس توجیہ سے
اگرچہ عبارت موجہ ہو گئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پہونچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی
اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف رسالہ نے عجب کام بے
دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے مین اسیقدر لکھا کہ (یعنی عیسی میان مہدوی الملک)
لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی
حدیث ابو ہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکہا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابو ہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
لہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھ مین نا آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ دیکھی تھی کہ اوسمین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو اسامة عن عوف
عن محمد هو ابن سيرين قال يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه
ابو بكر و عمر وليس هذه اول قارورة كسرت في الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادات کا
چنانچہ ابواب سابقہ مین معلوم ہو چکا کہ اونکے پیشوائون نے کسقدر آیات و احادیث و عبارات
کتب منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور بے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لا کر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی قولہ اور اسواسطے
اسکے طریق دوسرے بھی ہین لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ سب طرق حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے چلے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابو بکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعيم من طريق
ضمرة عن محمد بن سيرين انه ذكر فتنة تكون فقال اذا كان فاجلسوا في بيوتكم
حتى تسمعوا على الناس بخير من ابي بكر و عمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
ساتوین باب مین لایا ہی اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیث کہتے ہین ہم کہ ہوگا اس
امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اِس روایت کو امام ابوبکر دانی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہوچکی اوس مین عوف محمد بن
سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ
جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف
کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابۂ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ
کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ
حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہوچکین
اور آگے بھی آوینگین اور علی مرتضی سے تواتر قطعی کچھ اوپر اَسّی راوی کی روایات سے مروی ہو
کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا
اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ
بلا تامل جانے گا کہ قوت کس طرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے
سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے
یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا
اور مکرر یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی دوسرے ہین نہ مہدی متنازع فیہ ہین
ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ
مقرر ست چنانچہ ذکر کرد امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار السیرین
بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی ہریرۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ
حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ قال القحطان ابو الیمن قال المقدسی
اختلف فیہ فقال ابن سیرین القحطانی رجل صالح وھو الذی یصلی خلف عیسی
وھو المھدی ولھذا ابن سیرین ذکر کردہ المھدی من ھذہ الامۃ یؤم عیسی بن مریم
بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویونکا قول ابن سیرین سے تفصیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا
مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایک طرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول ہست کہ جنکو

معلوم جانتے ہو لزوماً نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہی اسواسطے کہ اوپر مذکور ہوا کہ تمھارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم زد کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمھارے نزدیک مہدی افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا اور مہدی تمھارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمھاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین تھی کہ اپنے بزرگ کو جھٹلا لئے۔ اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوترینگے عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوتار دینگے جزیہ یعنی ذمیون کو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھہ ہین خلفائے راشدین اور مہدی اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی فی اٰخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا بلکہ ابن عدی کی حدیث جو سنے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایک خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اوسپر لفظ وسط کا صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اٰخرھا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ھذہ الامۃ اولھا واٰخرھا اولھا فیھم رسول اللہ واٰخرھا فیھم عیسی بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

اول والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہین
پس مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع
مفروضہ ہی کا اور اجماع مرکب کا ہوتا اور احادیث صحیحوں کی بھی مخالفت لازم آتی تا وشیخ محی الدین ابن عربی کا کلام بھی اونکے
مخالف ہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ مہدی ثنا خوانی ابن عربی مین سچے
نکلتے مگر انھونے مہدی کی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوئے
شعر یکے بر سر شاخ بن می برید ٭ خداوند بستان نگہ کرد و دید ٭ بگفتا کہ این مرد بد میکند ٭ نہ با من
کہ بر نفس خود میکند ٭ اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تاکہ جن حدیثون
مین کہ کچھ حال مہدیکا مذکور ہی اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہی وہان جاری
کرینہ باقی رہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جاوے یہان اپنے اوس قرار دادہ اصول کے
خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون
مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو
خلافت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوئے پس فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے
ہی نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
افضل الخلائق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب
برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین
منکم کی تاویل کی گئی ہی ویسی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہی اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین
فتنے نہایت سخت ہوویگے اور تمام نصاری اوپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سب کو
اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرادیگا اس سبب سے اونکو اسی مرتبہ مین فضل ہی ابوبکر
و عمر رضی اللہ عنہما پر نہ اس بات میں کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
رکھتے ہوون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہی کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے
انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے ادلہ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا
محض تبرع اور رعایت قائل کی ہی ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی
کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ کہہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہی اسواسطے کہ کتب اصول مین مسرح ہی

فا [illegible]

کہ درمیان قوی و ضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط
ہوجاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہوسکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہین ہوتی البتہ جب وہ خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق
و تطبیق کر کے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول
کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر
عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونون کا ساقط ہوجاتا ہی کہ اذا
تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ یہان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند
صحیح مروی ہووے سو یہ اجماع اور قول صحابۂ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام سے کیا رتبہ
رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہا اوسے بلکہ قول صحابی بھی بمقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہی
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرونکے
واسطے مگر یا بن تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوسمین خلاف
کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی رائے کے مطابق ہوا اوسپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی
اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابۂ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کر لیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نہ ہوا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہد ونکے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد
تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب جب چونچرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ جو ثابت ہوئے قول محمد بن سیرین
تابعی کا سبب ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتون کی
بعض سے ہو ویسا ہی یہ اجماع مین جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبد العزیز دہلوی کی تفسیر سے جواب
مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتون مین اگر تاویل نکرین تو بھی بسبب مخالف لغت قوی کے
اصلا قابل استدلال نہین ہین کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت مین اوپر تمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ
بہتان محض ہو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام مین نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا
حرف زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہو کہ اہل سنت و جماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
سیجنبہا الاتقی مین ہو تمسک کیا ہو اوپر افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبرون کے
تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کرنے کے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبرون کے دو تاویلین کین
کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہین ہین تمکو کچھ مفید نہین ہین چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا بیان اجماع کا
کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابو بکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہین آیات دلیل علیحدہ ہین
اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہین اور اجماع دلیل برأسہ ہو البتہ تمنے اس اجماع مین خلاف فرقۂ تفضیلیہ
جو کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے نجوبی ہو گیا
اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماے اہل سنت نے کہا ہو کہ تمام صحابہ نے اوپر
افضلیت ابو بکر صدیق کے اجماع کیا ہو پس افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہو چنانچہ مذہب
شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہو اور حکایت اس اجماع صحابہ اور تابعین
کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ نے کی ہو اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہو
یا مراد اوس سے فضل جزوی ہو باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل
باقی امت پر ہو سوائے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہو شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت
نفع اسلام اور ترس و تقوی اور قرب حضرت ذو الجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہو جاوے
جیسا کہ ابو بکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہو تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہو
موجود ہو اور ہر صورت مین مہدویونکا دعوی نابود ہو **شعر** شادم کہ از رقیبان دامن کشان
گذشتی ✝ گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ✝ **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نزدیک
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب غلاف بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہو جاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسّی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا بھی
اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہو گئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین
اونکے نزدیک امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اونکے اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
مین ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہی اور یہ صاحب ناویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب**
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذرچکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز ہی
جواب اس مسئلے مین اختلاف ہی ایمہ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک
جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پونہچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت ادلہ اور رواۃ
کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام
احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہین
مگر یہ سب باتین اوسیوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک مرتبے کی ہووین مثلاً
ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین ہین یا پہلی
کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک کثرت سے ترجیح
نہین ہو سکتی ہی اور جمہور کے نزدیک ہو سکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہین تو بلا خلاف
اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید بکثرت
ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر پر
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

اسباب ترجیح ہین یہان تک کہ اصلاوی اور تفتازانی ملا کر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سو تک
پہونچا دئے ہین اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی سے بلا شبہہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو
تو قول صحابی کا اگر عقلی ہو ملحق بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر سمعی ہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ
کا مثلا کہ جسمین سب بزبان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر ہو جاتا ہی
اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین ہوتا ہی اور سوا صحابہ کا
اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلہ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا
اور جس بات مین کہ صحابہ مثلا دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے ایک پر اجماع کیا تو وہ
اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر اور اگر ان دو قول کے
سوا بعد والے تیسرا قول نکالین تو باطل ہی اسلیے کہ اون دو قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ حاصل ہی
تحقیق شرح حسامی اور نور الانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا حاصل کلام ہی کہ ہمارے دلائل ہین آیات
صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابہ کرام کا بلکہ تمام کا سوا دو ایک رائے بعض کے افضلیت
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و علی
رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل اون دلائل سے بالاستقلال مثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی
افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمین نام بھی
مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہی مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو پس یہان تمہاری
دلیل ہماری دلیل کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدہ صدر جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح
دینے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمہاری دلیل کے ابطال اور استیصال
کے واسطے کافی ہی بلکہ اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہو سکتا ہی اسلیے کہ ادلہ شرع کے چار ہین کتاب
و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھہ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اتنا بڑا مسئلہ اعتقادی
ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان قولہ اور جیسا کہ احتمال توجیہ و تاویل کا اوس
روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آپ گنتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ
عبد العزیز نے تفسیر مذکور مین مذکور ہین حدیث سرخ دار کسیکو ابوبکر پر مقدم نکرنا اسواسطے کہ وہ
افضل ہی تم سب کا دنیا اور آخرت مین حدیث قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہو ابوبکرؓ سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو پیدا نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہی کہ ان حدیثون کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے اور نہ ملنے مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سب کا صاف دلالت کرتا ہی شق اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی پر اور کسی کو پیدا نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا ے ان حدیثون کے جو حدیث کہ اس مقدمے مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ مین صحیح بخاری سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپ کو کون آدمیون کا بہتر ہی بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرماے ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماے کہ تھے ہم زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کو اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل فضیلت جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہو سکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالۂ دوازدہ جواب مین حضرت علماء باللہ عبد الملک سجاوندی رحمۃ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتون کی توجیہ و تاویل کا سبب و برکات و ثمرات معلوم ہو چکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے رعایۃ اور تبرعا تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثون مین کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کر دیا اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمھاری تاویل کا دو بات پر ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے یہ سراسر مخالف محاورۂ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلقا خطاب طرف مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین ورنہ لازم

اوسے کہ خطابات اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ وَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ان الله عزوجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعا وان لا یظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالۃ ولکنی لست کاحد منکم اور سوا اوسکے اور بہت احادیث مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہو جاویں اور تمام امت بعد کی سے خطاب حساب غیر مکلف ہجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاوے گا دوسری یہ بات کہ ماضی کا صیغہ جس حدیث مین فقط اوسین لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہو چکے ہیں خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا ہو ین اور بعد والے اوسکے مصداق نہیں ہین حالانکہ قرآن وحدیث مین یہ محاورہ دائر وسائر ہے کہ ماضی بجا استمرار کے آتا ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسے یہ بھی دائر وسائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ وَنَادٰى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ وَنَادٰى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کے متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول مین لکھا ہے کہ یہ محاورہ کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کر دیا اوسکے الفاظ یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہین کہ مینے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ابوبکر بھلا صاحب کوئی اس نزیر کو اوسسے پوچھے کہ باب ہنجم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سید اکھول اھل الجنۃ وشبابھا بعد النبیین والمرسلین یعنی ابوبکر و عمر سردار ہین بڈھون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان کون سا زمانہ اور کونسا خطاب ہی اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہولی کہ ان روح القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہی یہان امت سے بعض مراد ہین یا تمام اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا جاتا ہی اور اگر تمام امت مراد ہی تو یہ تمھارے مدعی مہدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو ابوبکر صدیق اونسے افضل ہوئے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین تو ہمکو اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہووے اور اوسپر یہ حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی حکایت ایکروز مصنف اس سائل مردود سے کہ اپنی تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر گھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین اور آخرین پر جب تو تسلیم کروگے کہنے لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سید اکھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کہول بہشتیون کے اولین و آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی کہ کہل مرد میانہ سال اکتہال دو مویہ ہونا اور پنج فضائل مین فضیلت سید محمود مین مذکور ہی کہ اونکی داڑھی مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دو مویہ ہوکر حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دو مویہ تھے اور قطع نظر اسکے تحقیق اسکی باب پنجم مین ہوچکی کہ مراد کہول سے اس حدیث مین سب برنا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور ہو چکا کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابویعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطریق متعددہ روایت کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہوکر اس طریق استدلال سے گریز کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط موید ات ہین ہمارا مدار سیر پر ہی

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق سویہ ثابت ہوئی اوسنے ایسا ہی کیا ہی محرر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے انکشاف مذہب کے اونکے پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب ادیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے خارج ہی خصوصا خداوند پاک پر جھوٹھ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس دعوی افضلیت کا مصدق جزو اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوی کا اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی اور سوائے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل مقدم مین گذر چکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتبار پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات اس قوم مین حد حساب سے باہر ہین اور یاین ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل قطعیات و برہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی فضیلت حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کر چکا اسواسطے آگے اس بات پر کمر باندھے ہین کہ مہدیکو برابر مرتبہ حضرت سیدالاولین و الآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسمان نیز پرداختی مطلب دوم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت و بزرگی مین ہمسر و برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ وشرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ یہ ہین کہ منقول ہی کہ ایک شخص نے پیشوایان مہدیہ سے پوچھا کہ سو نحن نبی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو لمراللہ مراد اللہ ہی اتنی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش و حواس ہین یہ جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالتپناہ اور مہدی دو شخص ہوسکے اب یہ کہنا کہ انہین اتنی برابری پائی ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت مین یہ برابری روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت الٰہی اور معجزۂ حضرت رسالتپناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے کہ گے ابتدائے بحث مین تم باطل قبیح پر ہونے کا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمہی سے اقرار کرا دیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کہتے ہو

کہ یہ برابری ناروا مہدی کے احکام وبیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا حکم کرتے تھے اور ناروایات کا حکم کرنا خطاے فاحش ہی یہاں معلوم ہوا کہ مہدی موعود نتھے اسواسطے کہ تم بالاتفاق قایل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہوگی کہ یقفو اثری ولا یخطی شان اونکی ہی یہان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قوله** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدا تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہان تو معلوم ہوا کہ خدا کی بزرگی کچھہ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین یہی بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی انتہی شاید مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دیوینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہی وہ اور ہی اور وہ خدا کہ مہدی اور وہ ایک ہی اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہی وہ اور ہی اسواسطے کہ اونکے مہدی کے اعتقاد مین نئے پرانے ملا کر بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی نے شاہ ٹھیک سے کہا کیا پڑا نے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدایے کہ تو داری ٭ ہر لحظہ مرا تازہ خدایے دگرست ٭ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قوله** اور حضرت نے فرمائے جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت واسطے مساوات کے کافی نہین ہی بلکہ جزا خیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہی اور لفظ جب کا کہ دال ہی اس بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہی پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہی یا نہین اگر نہین جاتا ہی تو باوجود مہدی ہونے کے حضرت رسالت سے کم رتبہ ہوتے ہین پس یہ کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدا تعالی کے اور اگر مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو جمع کرین تو پانچ برس بھی کہ کمترین مدتون مہدویت کی ہی پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہی کہ اونکے اصحاب اور مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا رہتے تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خداے پاک پر افترا ہی ویسے ہی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی مذمت فرماتا ہے اون لوگون کی جو صفات بے مین
نہ وادسپر اپنی تعریف وثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہین اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت
خاتم الرسالت کا کہ فائق ہے رتبہ نبوت ورسالت محض پر اونکے نزدیک کسبی ہے کہ جب شفقت زیادہ کرتے
ہین تو حاصل ہوجاتا ہے پس اوسکے مستحق ہونے کا سبب باشتراط زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہین ہے بلکہ مشرب معتقدین فلاسفۂ یونان کا ہے جیسا کہ شرح مواقف مین لکھا ہے کہ رسول ہونے
کے واسطے یہ شرط ہے کہ پہلے خلوت مین بیٹھکر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع ہوجاوے اور
ریاضتین کر کے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی ہوئی
جیسا کہ حکما کا زعم ہے بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الٰہی ہے کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہے جسکو
چاہتا ہے اوسکو اس رحمت سے سرفراز ومختص فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ اور
شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ پیغمبر کا بھیجنا لطف ورحمت الٰہی ہے کہ کیا تو احسان کیا اور اگر
نکیا تو اوس پر کچھ عیب نتھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الٰہی مین یہی مذہب اعتقاد ہے اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہے کہ پیغمبر مین پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب اور شرط اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہے کچھ
بنا متعدمہ نہین ہے بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہے یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ہی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل قتل کرتے
تھے چنانچہ ایسی حادثے مین ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور استاد حاکم
کا ہے اور کتاب صحیح بن حبان مشہور آفاق ہے مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین لکھا تھا کہ
النبوۃ العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا اور ملاقات
اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کر دیا یہان تک کہ خلیفہ وقت نے موافق فتوے جہلا کے حکم
قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلک نفس فلسفی اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقائد الٰہیات ونبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین ٹھہر رہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہے جیسا کہ نقار خانے مین طوطی کی آواز کوئی

کہانتک تاویل و توجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدیون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل و تحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی قولہ اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام یک ذات ہین جواب شاید کہ اصحاب نے یعنی یکماکہ احکام وبیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیزین ہر واہین ہی جیساکہ گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگوں کی بزرگی
سنبھالنے اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ برابری
ندرکہ دو وانہو وسے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پرانے تمام جمع ہوئے
مگر ایک کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایک ذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ دو
جوہر کا ایک ہو جانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلا یا بعضا وضع اور
اشارہ مین محال ہی ورنہ جائز ہو جاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما جاوین
انتہی اور ایک ذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ ہر نسبت کے
واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایک ذات اور ایک شخص بولنا خطاے فاحش ہی اور
اگر مراد یہ ہی کہ لنگے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت مین اپنی
خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہو گئے جیساکہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری وحکمی کہلاتا ہی اور مغایرت حقیقی
ونفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی ومنی
ودوئی کا کہ فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیساکہ ماہرین استقامت کے فرماتے ہین شعر
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی جاے برسی کز تو توئی برخیزد اور بعضی کاملین اس مقام مین فرمایا ہی کہ
لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت
ایک پلک بھر مجھسے غائب ہو جاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا سے
لایزال اپنے فضل وکرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللهم ارزقنا بفضلك العظيم اور یہی گم
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب ووصول حق ہی جیساکہ کہا ہی شعر رو در وگم شو وصال اینست وبس

تو سپاس اصحاب کمال امیست وبس ہنوز نہیں اگر یہ مقام نفیس تمہارے مہدی کو نصیب تھا تو حصول حقیقت حضرت
رسالت میں کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست ونابود ناچیز وگم ہوگئے تھے وہان العیاذ باللہ عرفا
مساوات اور ہمسری کا دم ملنا اور اپنے تئین ہم پہلو اور ہم رتبہ جاننا کیا علاوہ رکھتا ہے کیا لاف زنی
اور نخوت اور شاگستری نفس کی ہے درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا
نام ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ رباعی اندرہ
حق جملہ ادب باید بود ؛ تا جان باقیست در طلب باید بود ؛ ور بحر وم اگر ہزار دریا بکشی ؛ گم باید کرد
خشک لب باید بود ؛ اور بعضے عارفون نے فرمایا ہے حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا
ابدا وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی
ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انک حصل لک حال لاحال
لک خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جب سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جانا کہ وہ کچھ چیز نہین ہے البتہ
بعضے کاملین سے بعض اوقات بامر الٰہی تحدث ومباہات کی ہے لیکن نسبت اپنے اقران اور ہمعصر کے نسبت
بحضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا وسبحان اللہ
کوئی شخص بھی سانھہ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہے تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے
کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دائرہ ادب سے پاؤن باہر نکالتے
اور بولتے کہ شعر بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام ؛ غبار کوی توام گر بر آسمان شدہ ام ؛
انتہی ہم مرزا جی کی اکثر امر پر متعجب ہے مکتوب شیخ عبدالحق دہلوی رح سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو
لکھا ہے قولہ ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل دوم کو سے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و
حکم قطعی ہے اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہے کہ بجز
ظن وقیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہے پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان
موقوف رہا جس قدر حضرت فرماوین اسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا
چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات
پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل
اصل پہ متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہاں تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہاں فقط خلاصہ مسلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تا کہ اہل خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہاں سے ثابت ہو گیا حاصل مسلہ اول کا یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبدالحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مھدی کا ہونا تواتر معنوی کو پونہچا اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار جس چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسلۂ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مھدویت کا کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مھدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اسکی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہو گی پس تسویہ بھی کہ اون اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مھدی کی بعض علماے محققین کے نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مھدی قبل قیامت کے کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مھدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مھدی کے آنیکی خبر ہرگز نہین دی ہی تو حدیث متواتر کو نہ مانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ ۹۰۵ھ مین سید خان جونپوری کا فرزند خوند میر عرف جھجو کا خسر سید محمود کا باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسو نے بیخ مالک ملکانے لوا اور نہ صاحب جہاد و غزا مھدی ہوگا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہو جاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مھدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمھارے مھدی جونپوری کی تکذیب و ابطال کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قسم سبب متواتر پونہچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمھارے پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہو جاتا ہی اب بنا مسلۂ دوم کی مسلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مھدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا تا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مھدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مھدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر اسمین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواترا معنی سے انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہوجاتی جیسا کہ دوسروں کو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم الٰہی یا بصحح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ بہ سمعت کہتا ہے کہ قطعی یہین ہو سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ یہ سبب اللہ علم کا جناب الوہیت سے لازم ہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا ایسی ہر تسویہ بھی کہ مخالف اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہے کیونکر قطعی ہوئی قولہ سوال ہمارا اہل سنت وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہیں پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام ولی ہین اب کسطرح برابر ہوسکینگے انفصل انبیا علیہم السلام کے جواب ان ہمارا بھی یہی اعتقاد ہی ولیکن مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل نہین ہین کیونکہ علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین باب مین مذکور ہے کہ فرماتے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر از ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور برابر ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرماتے کہ مقرر فضیلت کہتا ہی بعض انبیا علیہم السلام پر ان دونون روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی آور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی جواب تمام اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تمامی اتبع تابعین اور تمام اولیا و کاملین اور علما اور مجتہدین زمانہ حضرت رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور افضل ہونے کا کیا مجال ہی اور حضرت خاتم الرسالہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خداے پاک کی بارگاہ جلال مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے برابر قرب و منزلت مین کہتا ہی و للہ در قائل شعر یا صاحب الجمال و یا سید البشر ٭ من وجہک المنیر لقد نور القمر ٭ لا یمکن الثناء کما کان حقہ ٭ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ٭ اور شیخ محی الدین بن عربی کہ تمھارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہی اول لوح محفوظ دیکھکر بعد قلم پر لکھا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالامال ہین بعض

[illegible]

(حاشیہ) بیان اجماع مسلمین کا اس بات پر کہ ولی درجے نبی کو نہین پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیاے امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلواۃ اللہ علیہ و علیہم اجمعین

تم لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور
نوشتہ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمہارے
اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے
کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجۂ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ
سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی
اوس سے امر و نہی الہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا
تفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد مین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل
ہی بالاجماع اور کسی کو آحاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھہ شک
نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابہ
نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا با این ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل
انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت
کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے
ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر اور باطن بالتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے
نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی
قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی
اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع
کیے ہین اس بات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل البشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے
نہ صدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے
رتبہ اسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت
انبیا کی کچھہ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے
ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تفویض

وتسلیم کا کمال سوائے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور تقرب
مین جیلی اس کمال پر پہونچنے سے ناامید ہین آور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی مراتب انبیا
کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے ہین
تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور سے غرض
یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہو دیسے اور یہ معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اس پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری مشک کے ہی کہ اس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ علمائے محققین اہل ظاہر و
باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جسپر دعوی
کیا ہی کہ ان روایات کو علمائے مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابو بکر صدیق رضہ مین گذر چکی ہی یہ ہی کہ تمام اولین
اور آخرین اہل سنت مین سے مہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اسکے بعضے طریقون روایت
مین تفضیل ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو مخالف
اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویون نے اس قول بے اصل کو اپنے دین کا اصل
اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین
اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمہ مین اور اجماع صحابہ وغیرہ مسلمین کو کہ ادلہ قطعیہ
دینیہ سے ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق قواعد
علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ یہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علمائے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مؤلف کتاب معرفت وردی نے نعیم کی روایت کہ جسمین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کر کے کہا کہ فی هذا ما فیه یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی
روایت محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط افضلیت شیخین پر مذکور ہی لا کر کہا کہ یہ لفظ ضعیف ہی پہلی لفظ

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے یعنی
زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا ہوگا
کہ اسقدر آفات اور مصائب ماتقدمین اور انبیا علیہم السلام مین درپیش نآئے تھے اس سبب سے مہدیکو انپر
ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب و قرب الٰہی مین یہ اون سے افضل ہون اسواسطے کہ
احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی اور یہی
تقریر رسالہ برہان مین بھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے باین ہمہ مصنف مذکور کے خیال مین آیا کہ
کچھ تعرض ان روایات کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
نسبت اوسکی ابن سیرین تک روایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہکی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوس مین اسیقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رض مین گذر چکی پس اگر مراد عیسی علیہ السلام ہین تو کسیکے اصول پر
کچھ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسی علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبر رض سے
چنانچہ یہی منقولہ شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب عرف
وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہوجاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر ہے
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
و اجماع کے جانتے ہین یا ماؤل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدہ مقررہ ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت
کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہین ہے علماے حدیث اپنی کتابون مین بہت سی حدیثین بلا
تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوس مین ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہین مگر بعضے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کرلیتے ہین وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
کردیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین کہ بسبب ثبوت نسخ کے

یا مخالفت دلیل اتوی کے اوپر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر یا
برابری ساتھہ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعض ملاحدہ اور زنادقہ یا روافض سے کہ
کہ ائمہ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو مراد وہی مسلک ہی جو بیان
ہی کہ اولین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہو
کہ یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ ہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ بیچ
شکل مین مشابہ ہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث مین وارد ہی چنانچہ ابو داؤد مین
ہی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملؤ الارض قسطا
وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین یعنی مہدی میری نسل و ذریت سے ہوگا
پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے مالک ہوگا سات
برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہی کہ یشبہ النبی فی الاخلاق یعنی
برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین کسی عاقل کے ذہن مین آوے گا کہ جب صحابہ کا اجماع
جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت ابوبکر و علی پر ہو چکا اور اس سے
لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما سے نہین ہی چنانچہ
مہدی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بنوبت کافر ہوتا ہی جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا ایسے
محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے
خرق اجماع کر کے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے
اور سیر طرہ یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم کبرت کلمۃ تخرج من
افواھھم ان یقولون الا کذبا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال
ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہین یا احادیث صحیحہ کہ نص صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین
مین اونکے گوش تک نہ پہونچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اختیار کرتے العیاذ
باللہ العظیم ابعینہ آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول ان اللہ اصطفی آدم
ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا آدم

[illegible]

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر انبیا مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل تخصیص کسی کے واسطے موجود نہین ہی پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم** تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ یعنی ان پیغمبرون مین ہمین نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جنسے کیا وہ موسی علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہو گئے ظاہر ہی کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہوتی سوا اسکے تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سوائے اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکر رتبہ سب سے عالی تر نہو اور شیخ جونپور کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ما قبل مین خصوصًا دلیل اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتدائے بحث سے یہان تک سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کسی کی نہین سنتے کہ شعر حجت مہدی برگشتہ تمام تن تناتن تن تناتن تن تنا سو اس ترانے کے اور بہت سے دوہرے اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونتیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی فضل محمدی پر گذرانین گویہ چار دلیلین مابعد کی اونمین سے ہین **دلیل سوم** فرمانا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

یا مخالفت دلیل ہو تو پیش کرو تم سے ہو دین اور مہدی بھی اپنا ظلم بیان ہے دلیل چہارم کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیوں کے اور امت کو برابری سا نہو سکے
سرا سر بلا ریب اور خوبی حاصل ہوئی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی
سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھیگا یہاں سے معلوم ہوا کہ امت کو جو کچھ مرتبہ ملے گا بسبب پیروی
و تبعیت حضرت کے ملے گا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا دلیل
پنجم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہیں طرف جن و انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس قدر ہیں کسی کے
نہیں ہیں اور بموجب حدیث شریف کے کہ مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُہَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِہَا
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یعنی جسنے ایک سنت اور طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب
ملے گا اور جس قدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابوں کے برابر بھی ثواب اسکو ملے گا
اب ثابت ہوا کہ اگر مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت اور عبادت ظاہری اور باطنی کر دونوں میں
دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پہونچا اور سوا
اونکے بارہ سو برس میں مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور مسلمین روم و شام
و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند و دکن و ہندوستان
و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و داغستان و کرانی و مازندران و جزائر دریاے شور وغیرہ میں
اعمال صالحہ بجا لائے ہیں کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہیں سب حضرت کے واسطے
موجب ترقی درجات کے ہیں اسیواسطے حضرت جا بجا احادیث صحیحہ میں کثرت امت پر فخر فرماتے ہیں
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہیں جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھنڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہیں اور بس سو وہ بھی بجز تھوڑوں کے سوا
چند فقیروں اور سیوک بیاج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری میں مشغول ہو کر مرجاتے ہیں کہ انکے مہدی کے
اقوال کے موافق نہ ہجرت اور نہ ذکر دائمی کے انکا ایمان بھی صحیح گمان ہوتا ہے جیسا کہ باب اول میں معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہے جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ میں اعمال صالحہ سے
آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی دلیل ششم

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرو پس
فرمایا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ط یعنی اگر اس قرآن مین کچھ شبہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا لاؤ اور
سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کردین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا قطع نظر
دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے
کیسا کچھ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین اسواسطے
کہ وہ انھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف معجزات قرآنی کے کہ
جس وقت جسکا دل چاہے دیکھ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کرے کہ کوئی جن و انس ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی
اور ظاہر ہی کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اسکا افضل ہوگا اب سنیے مہدی متنازع فیہ کے
قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام مجھسے خدا تعالی
نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی بنانے ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ بھی نکلتا ہی
اور عبارت حنائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین یا کہین کشمیر کے قریب
یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد و خلیفہ نے شروع
عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین نقل کی ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المھدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ
بلا واسطۃ جدید الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مھدی الزمان وارث
نبی الرحمان عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ والشریعۃ والرضوان

انتہی اب انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہی
کہ مین بلا واسطہ فرشتون کے خدا ے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے
کے کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ
واسطہ جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہو جاتا ہی اور اس سے واسطۂ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہی
کہ واسطۂ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے
پاس ایسا کلام لائے کہ طلبۂ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سوا ے جبرئیل کے کوئی

ف
بیان

دوسرا ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ کلام میں الفاظ بیمعنی ہیں ورنہ ایسا اسقاط درجہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدویہ اپنی کتابون مین تیس فرض بیان کرتے ہین اونمین ایک فرض یہ بھی ہی کہ مہدی کو ہر روز سے واسطہ ہو تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدۂ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین اس عبارت مین اگر لفظ بولفظ واسطہ سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہوچکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق کرو تو یہ معنی عجیب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدیدے کے بعد تا تانیث نہین ہی الف بھی سوائے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت تکلف وسخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت اسمائی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت وترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطائے لفظی ومعنوی سے خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب والایمان مین بے موقع محض ہی عالم الکتاب بہتر تھا علم کو عالم کا مفعول قرار دینا علاوہ بے تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر ٹھیک نہین معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت والشریعت والرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضائے الٰہی ہی تو حقیقت اور شریعت اسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز درستی اسجاع کے بے معنی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس کلام کو ساتھ کلام قرآن کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلیٰ درجہ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک ادنیٰ درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنیٰ درجہ بلاغت سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین **دلیل ہفتم** قال اللہ تبارک وتعالیٰ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو اے محمد رب تمہارا مقام محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمۂ عسیٰ کا جناب باری کی طرف سے واجب ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمۂ عسیٰ دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالیٰ کسی کو طمع دیوے اور

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہین
کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دیدینگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیوینگے تمام
اولین اور آخرین حمد و ثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہوجاویگا کہ جو قرب
و منزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہی کیسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی
اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مین
سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک جگہ مین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہوجائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوویگی
کہ طاقت برداشت کی نرکھکر حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین
پھونکی اور ملائک کو تمھارے سجدے مین جھکایا اور بہشت برین مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہان سے بھی ایسی تقریر ہوکر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جا سے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام
کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ
اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمھارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے بالفرض
کچھہ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا
ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے
مین گر پڑونگا اور وہ حمد و ثنا خدا تعالی میرے دل پہ کھولیگا کہ کسی پہ مجھسے پہلے نہین کھولا ہی اور حکم

ہوگا کہ امی محمد اپنا سر اٹھاؤ تم وسیلہ اپنا ما نگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی پس مین سر اٹھا کر عرض
کرونگا امتی یا رب امتی یا رب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث انتھے اگرچہ اصالۃً
امت کا سوال ہوگا مگر بطفیل انکے سب خلق کا رستہ نکلیگا کہ اس طپش و انتظار سے نجات پاکر ہر شخص اپنے
مقام کو پہونچیگا کما قال المنتظار النسدہ مولوی صاحب کہتے ہین اُسوقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیوے تھے کہ اس جوش غضب الٰہی مین کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نتھی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہے اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہی
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبرونکے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
آوے گی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہوویگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جتنے
لوگ کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اسکام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سوائے پیغمبرونکے ملتجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے اونکو اسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہوویں وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تنگ ہو کر بیٹھے ہونگے چنانچہ پنجسالہ
مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ناقہ پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا عموداً
ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت اس ناقہ کے اسقدر لمبے ہونگے کہ اُن پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ
میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کر کے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اور جلوہ
ساتھہ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر وہ محمد شفاعت کرینگے انتہی
سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہی اور مجمع اولین و آخرین سے
ایک کشاکش ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے موتھہ تک اور دوزخ کو
ملائک کھینچکر سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہے ہین ہوا وسوقت
ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے ڈر رہے

ہونگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان یہ
شادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت نظم سینہ صافان اغم محنت کشان بیش از خود ست ✠
آب می نالد از ان باری کہ بر پشت پل ست ✠ بنی آدم اعضاے یکدیگرند ✠ کہ در آفرینش زیک گوہرند
تو کز محنت دیگران بیغمی ✠ نشاید کہ نامت نہند آدمی ✠ طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت مین اوس عالم کے
مراکب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا
رنگ دیکھکر نوری بن گیا ہوگا غلط کہا مینے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتون
مین کہ خانہ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی وہی نام ہی اغلب
کہ وہی ہی اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہاتی کے اختیار
کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہی اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے
تمام مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تاکہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر براے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہی کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہی علاوہ یہ کہ دیلمی نے
حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کردیگا میرے
ساتھ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہی
پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ ازواجہ امہاتہم
یعنی جوروان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپور کو اپنی مان کے ساتھ نکاح کسطرح حلال
ہوسکتا ہی کہ یہ ٹھاٹھہ شادی کا باندھا جاتا ہی نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو چھوڑ کر
دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہی **دلیل ہشتم** عن ابی ھریرۃ رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم انا سید ولد ادم یوم القیامة فاول من ینشق عنه القبر
واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابوداود یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے باہر
نکلون گا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامہ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ
اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابرہیم علیہ السلام پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بطریق اولی
افضل ہوئے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہی پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے
حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین
ایک کو دوسرے پر تفضیل نہ دیو اور مجھکو موسی پر تفضیل نہ دیو اور کسیکو لائق نہین ہی کہ کہے مین یونس
ابن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو
ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہی
تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہووے چوتھے یہ کہ
اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین
ہی بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا توضرور
ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ و وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
عَلَى بَعْضٍ دلیل نهم عن ابي سعيد رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وبيدي لواء الحمد ولا فخر وما من نبي يومئذ
آدم فمن سواه الا تحت لوائي الحديث رواه الترمذي یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت
الہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ اور
تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس دن سیادت اور سرداری آپ کی بلا خلاف اور بلا نزاع ظاہر ہوگی
بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فقراے مہدویہ نزاع بھی کرتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ
اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور بادشاہ

سب وسیکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوس وزیہ نسبت بھی منقطع ہوجاویگی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيري رواه الترمذي یعنی فرمایا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پہنایا جاونگا مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات الٰہی مین سے سوا میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجیے کہ شیخ جونپور بھی مخلوقات الٰہی مین سے ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالت مآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ کہتا ہی پھر بعد اذان سنے کے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالیٰ اوسپر دس بار رحمت بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس جو شخص کہ مانگیگا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسکو درجہ رفیعہ اور بعضے فضیلہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالیٰ کا طُوبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ طوبی نام ہی ایک درخت کا کہ اوسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوس مین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہونچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہی حضرت کو وہ سب حاصل ہی اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی
دوزخی کو ہی ابلیس اوس مین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من
تبعھم لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا و من دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل
اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اثامھم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو
اوسکے پیروون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھ انکے ثواب کم نہو جائینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے
اوسپر اسکے پیروون کے برابر گناہ ہو وینگے اور یہ بات کچھ اونکے گناہون کو کم کرے گی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی
افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت مہدی غیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہی
اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ آیت
وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کرینگے خدا و رسول کی وہ اون لوگون کے ساتھ
ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث
کہ انت مع من احببت یعنی تو اسکے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث
اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے
ساتھ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم برابر ہو جاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی
اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب
اوپر سے اوٹھ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل دوازدہم
من ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت
امام النبیین و خطیبھم و صاحب شفاعتھم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
اونکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضائے آیت اِنَّ اللہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوحًا الایہ کے افضل ہیں بنی آدم
بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہیں سب سے **دلیل سیزدہم** عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا
خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علیّ الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں سب آدمیوں سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور میں آگے ہوکر لے چلونگا اونکو جب کہ خدا تعالی کے پاس آوینگے اور میں انکی طرف سے خطبہ
خوانی اور معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہوجاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے
خواہاں ہونگے جسوقت کہ میدان موقف میں روکے جاوینگے اور میں خوشخبری سنانے والا ہونگا
جسدم کہ نا امید ہوجاوینگے کرامت اور کنجیاں اوسدن میرے ہاتھہ میں ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن
میرے ہاتھہ میں ہے اور میں بزرگتر اولاد آدم کا ہوں اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈوں صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیوں بکھرے ہوئے کے **دلیل چہاردہم**
انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المؤمنین وانا اکرم
الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں سب سے اول
حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا مجھکو اوسمیں
اور میرے ہمراہ فقرائے مومنین ہونگے اور میں اکرم وافضل اولین اور آخرین کا ہوں اللہ تعالی کے پاس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہے ایک بڑی حدیث کا کہ ترمذی اور دارمی نے
روایت کی اور مشکوۃ میں بھی موجود ہے اسقدر آیات واحادیث مسلمان باایمان کے واسطے کافی ہیں
اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سوائے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث
میں موجود ہیں کہ اگر سب کے راویوں کو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی ہوجاتا ہے غرض کہ یہ بات
کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہیں اور کوئی آدمی اولین اور آخرین میں حضرت کے
رتبے کے برابر نہیں ہے باحادیث متواترۃ المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہے اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی ہے

ثابت ہوا کہ صاحب تحفہ حضرت کے اسپر ترقی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین اور اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہو کہ فرمایا انھون نے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اہل السماء یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر اور اہل آسمان پر اور پیغمبر سب بنی آدم سے افضل ہین باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجب قوم ہو کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مہدویکے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف اجماع اور نصوص قطعیہ ہین چنانچہ مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا قولہ اور پھر چکہ عام ہو نور الانوار مین کو ہر کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کہ ہر عام ظنی ہو کہ اس سے کوئی نکوئی فرد خارج ہو اگرچہ ہم واقف نہو پس عام واجب کرتا ہو عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس کے اتنی ہان امر اختلافی مین مجتہدین ظنی ہو بالاتفاق اب بنابر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی جواب اگر یہی مطلب امام شافعی کا جو کہ تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہو کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کونسا فرد مخصوص ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہو سوائے تمھارے کوئی ادنی مسلمان بھی سمجھیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی نہین جانتا ہو یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہو کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہین ہو تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہو کہ میان مہدی نے اپنے مطلب کی دھند مین اندھا دھند کرکے خلط مبحث کر دیا شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ورنہ اگر ذرا بھی تامل کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کرلیتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہو بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہین ہو اسکو اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق اور عامۂ متاخرین قطعی اور یقینی جانتے ہین اور جس جگہہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہو کہ یہان اس عام کے جمیع افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص و خارج نہین ہی اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہین اور ایسی عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہین گرنہ

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس عقیدہ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب مین مذکور ہو چکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو نہین
پہونچتا ہی یہی حکم عام سب شافعیہ اور حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا اور درمیان مہدویوں کا
ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا
علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ
احکام و ارشاد انام سے انتہی ہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین
شرع شریف مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک
محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہین داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین **جواب**
خلاصہ کلام طحطاوی کا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہین ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے
ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ علیہ ملکا یسددہ
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو بہ جبر و اکراہ
کسی نے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین
خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویونکے مذہب مین اوسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی مہدی
ہو جاتا ہی تو مہدی جونپور کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا بناوینگے
بلکہ توریت شریف مین لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ دہنے اور بائین دو فرشتے رہتے ہین

کہ اُسکو احکام میں ہی ادراست بتاتے ہین اور تائید فرماتے ہین چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہی اب منطوق لس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہی یہ قاضی و فرشتے والا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پہلے درجے پر ہی اب شاید کہ میان مہدوی اُسکو دوہرا پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکہرا پیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہی کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام اور ارشاد
امام کے اور کیسے مونہہ بھر کے کہہ دیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرح شریف مین اگر کوسی
تمھاری شرح ہی کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدی کے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو جو شرع
منایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہیں ہی اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ ولازم نہین آتا ہی **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب بات مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہی جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین مذکور ہی کہ لیکن حدیث کہ نہین ہی وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل ہے اصل ہی ہان
حدیث ثابت ہی کہ نہین ہی نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ جسکا
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اُس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بعض علماے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہی کیونکہ تینون ایک معنی پہ
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع ہوکر شرع شریف کے ہوکر نہین مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نبی
متبع ہان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہی **جواب** غرض کج فہمی کا
علاج نہین ہو سکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اُس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اُسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال پردے پر رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانون کو پیغمبری جونپوری سنکر
وحشت نہو ویسا فشاے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے اونکو افضل جانتے ہین

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے مینے اونسے کہا کہ تم لوگ اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہین بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھایا سنے تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمھارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا چہ جاے دوسرے انبیا کی اور ہر کہ و مہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہنا ہی آدم بر سر مطلب کہ علماے اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہین جانتے پس تمھارے مہدی جعلی کو کیا مانتے ہین اور طحطاوی کا مطلب یہ نہین ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب ذخائر مہمات سے اور اونے صاحب اشاعہ سے اور اونے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہین کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے مین وضع کی ہین وہ بالکل خطا و ناحق ہین اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہین جو شخص انکے سلب نبوت کا قائل ہووے وہ کافر ہی یقیناً جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف نبوت نہین جاتی ہی نہ حیات مین نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف مین صاف لکھا ہی کہ عیسی علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اس صورت مین راجح یہ بات ہی کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ بے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی اور الہام سے اونکو پہنچیگی اور حدیث لاوحی بعدی کی باطل و بے اصل ہی ہان لانبی بعدی صحیح ہی لیکن معنی اسکے علما کے نزدیک یہ ہین کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمین یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام لُد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ مینے اب اپنے ایسے بندے نکالے ہین کہ تمکو انسے مقابلے کی طاقت نہین ہی تم اپنے لوگون کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر ظاہر بلکہ یقینی یہ ہی کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ خدمت

اوسعین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے سے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف مین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اترینگے نے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص ہمارے سے مرتا ہی اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی اب اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی
کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرما حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی و الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہی مذہب علماے
اہل سنت کی بس ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے
اور اسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت آپ کے ملے سبحانک ھذا بھتان عظیم
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ
من نبی یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت
کے ظہور سے پہلے نبوت پا چکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ ہو وصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہی
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیسا کہ مہدوی سمجھے مین محال ہی ورنہ لازم کہ کلام
الٰہی من کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارتست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن اینست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ و اسرار غیوب ارشاد عباد
وغیر ذلک من غیر ان یتعلق بالتشریعی اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی
حقائق کے ہی کہ قرب مذکور ہوگا **جواب** مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین بلکہ شیخ اکبر کا
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان ہیبا غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہی
اور مثل مشہور ہی کہ لامشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و دخل نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاسے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

اس بات کو فتوحات مین بجا بجا بخوبی واضح و مشروح کردیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خداے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہو اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قواے حساسہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قواے حسی سے بھی حاصل ہوجاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت
ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے بھی شریعت محمدیہ پر حکم کرینگے اور
عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول
مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرح کا حشر ہوگا پیغمبرون مین رسول ہو کر محشور
ہونگے اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر محشور ہونگے اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیا کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور
مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیل مظہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور
اوس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھ لیتا ہی اور علم یقین حاصل ہوجاتا ہی
پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا ذکر ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا ایسے لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جدا گانہ
انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ
اونکو کشفا ثابت ہوتی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک وہ بسبب گڑ بڑ راویون کے اور طرح پر
پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے
ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا
اور فتوحات کے تہترون باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیاء اللہ کے

اور بیان مین اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سولے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے
مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیاء زمانہ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہی وہ نبوت تشریع ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع متقدم
کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھا دے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہی بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا اور نہ
حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بلا خلاف محقق ہی کہ وہ اترکر جاری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اس
شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جیسے بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہی کہ میرے بعد نبوت
تشریع نہوگی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی
کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین اونکی مراد اوس سے یہی ہی کہ اللہ تعالی کے پاس بندے کو ایک شغل ملتا ہے کہ اوسمین آدمی کی
ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرونکے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے
چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا ہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین
کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سوا
مذکور الصدر کے کچھ اور اراده رکھے ہون انتہی ملخصا اور ایکسو چھپنواں[156] باب مین فرماتے ہین کہ نبوت لا تشریع
دو قسم پر ہی ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے بین فرشتے کا واسطہ نہین ہی بلکہ بین جانب اللہ کچھہ اخبار اور تجلیات
اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھہ تحلیل اور تحریم کا حکم اوس مین نہین ہوتا ہی بلکہ معرفت الٰہی اور تصدیق
احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہی الی غیر ذالک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہی نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے
اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہی بموجب فرمانے حضرت کے کہ
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام
یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھہ
طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا
اور ہر ادب مستحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہی اُن لوگون کو اسکی تسنین اور ترویج درست ہی اور اوپر
عمل کرنے والون کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کر سکتے ہین اور قسم ثانی نبوت لا تشریع
کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے وہ بردہ ملک کے ہوتے ہین کہ روح امین انکی ذات کے حق مین اخبار

شریعت لیکر اُترتے ہین اور اُسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین نہ کشف و وحی الٰہی سے اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا اور باب ایکسو اونسٹھہ مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اُسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین وہ نبی ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اونکے پونہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ بولتے ہین بعضے بے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ اترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہی لیکن القائے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور الیسی اولیاء اللہ کے دل پہ قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن فرق انزال شی دیگر ہی چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا اور باب تین سو تیرہ مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ وحی کا ساتھہ وفات رسول خدا کے منقطع ہو گیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہو گی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار الٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین اور بہ رویت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور رویت بصری سے نہین دیکھتے ہین انتہی ملخصا اور باب تین سو چونسٹھہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اُترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اُترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل ہوا
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع اور
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی رو سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی صحت
وسقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل فوز سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
الآیہ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصرون سے اونکو پہنچا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا کتاب مذکور مین یہ مطلب اور بہت جاے مذکور ہی یہان باسیقدر پر کفایت
کی گئی حاصل اس مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ تشریعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
اب قیامت تک کوئی شخص اوس رتبے کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی اس
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے رہینگے کہ اونپر الہام وکشف مانند اولیا کے ہوا کرے گا نہ وحی پیغام
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمدی
پر احکام مقررہ شرع محمدی اور معارف وحقائق کو القا کرے اور ولی جسنے ایسے قسم کے الہام والے اولیا
کو انبیاء الاولیا کہتے ہین یہ انبیا متنازع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انھین کے اخراج کے واسطے لگاتے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوتے ہین خواہ فقط اونکی
ذات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جابجا تشریع خاص و عام کو تعریف نبی و رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے جوابات کی
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ راسا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور الہام

اولیاے محدثین ہین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو غیر تشریعی
ہین فقط اولیا رہ گئے ولا حرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہی یہ نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسبی ہوگی
اور یہی ہین مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہین
ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی ہین سوائے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہی کہ نبی پہ جب کہ فرشتہ اوترتا ہی
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہی بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہی اور اگر اوترتا ہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہی اب صاف معلوم
ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور مہدویونکی
سمجھ تمام جہان سے نرالی ہی ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار کرتے
ہین کہ مہدی جونپوری نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص قرآنی کا کہ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ہی اور مخالف ہی احادیث صحیحہ کا
کہ اونمین لا نبی بعدی ہی جسے مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ اور سائر مسلمین کا
کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہی اور باین ہمہ اپنے مہدی جونپوری کو نبی تشریعی بناتے اور
ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ انکے
مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھہ اونھون نے لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق لکھا ہی معنی تشریعی کے معلوم کرنا
چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے
وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا تعالی
کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خدا تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی پس مطلب
یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھہ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو
شریعت فرمایا اور تہتروین باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہو گئی ہی وہ نبوت تشریعی
ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھا دے گا انتہی معلوم ہوا
کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی راہ ڈالنے کے ہین نہ راہ نکالنے کے قاموس مین ہی
شرع لهم کمنع سن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوس مین بھی حکم ہوتا ہی کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہی اسواسطے کہ حکم شرعی کہتے

فائدہ تحقیق معنی تشریعی کی از فتوحات و فصوص [illegible]

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور دو امر و نہی
دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہی اور تیسرویں باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف
مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین اونپر شریعت لیکر اوترتے ہین اور اوہی نطور پر آنسے
خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سو اونسٹھوین باب مین فرماتے ہین کہ
جو رسالت کہ منقطع ہوگئی وہ اترنا حکم آلہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی
لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات آلہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا
انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف
اور تصحیح ہوجانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سوا اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ و ذلک
انک تعلم ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع اسیکا
نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر و نہی کو
تشریع بولتے ہین او یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہوگئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی
یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو
چھتین مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہی مگر حکم قطعی
ہرگز پیدا نہین کرسکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سو اب سنیے کہ فرقہ مہدویہ سراسر اسکے
خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ
جس قدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے
سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سواے پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا
ہی اور تیس فرض دوسرے مہدی کی زبانی مقرر پاے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا
ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام بو جملہ مصدقان مہدی علیہ السلام
واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان سید خوندمیر مذکور اند مجموع سی
حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

فرقہ مہدویہ قائل ہین کہ اوسکے مہدی باصد احکام کے تشریع احکام کرتے
تھے اور نقل رسالہ سید میرانجی کی کہ جس مین حکم مہدی کے

بران اعتقاد داشتن فرض ست و بجز اعتقاد بران چاره نیست بیست عدد اند بدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را نائب و واسطه
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف از زبان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران و جز آن مخالف بیان مهدی ناصحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقلید عمل
بر مذاهب آئمه اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعث مهدی برای ظاهر کردن و بیان نمودن احکام ولایت
محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَه این بیان بزبان مهدی ثابت دانستن هفدهم وقوع دیدار خدا
در دنیا جائز و ممکن دانستن هیجدهم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی دوزخ بحکم آیات قرآن دانستن بستم
وعده در دوزخ باراده دنیا بحکم آیتها حق دانستن فقط دیگر هر چه ورای اینها احکام و نقول در باب اعتقاد بینی اگر
بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همین مندرج یابی والله اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی اجمالا
که هر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض چاره نیست ده عدد اند بدین
تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان کردن چهارم پرهیز بدن عما سوی
الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب رویت الله تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب
هفتم بر پنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوف است مشرف شدن هشتم جهاد
فی سبیل الله از تیر و از آهن یا از شمشیر فقر بالنفس نهم توبه در حالت حیات پیش از غرغره مرگ دهم بر پنج صفات
که حصر لهانست حاصل کردن کما قال الله تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
الآیه حتی که طالب صادق بحکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل از خوف خدای تعالی و زیاد شدن
ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن
و از آنچه خدای تعالی رزقی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقه ادا کردن اما احکام عملی که بر احکام
عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین ها داخل اند چنانچه سویت و نوبت و اجماع و ترک عزت یعنی تسلیمی

داخل صحبت و لوازم وی اند و ترک کردن تعین و برات و رفتن در خانہاے موافقان و تدبیر و تردد و میراث و ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن بروں نفس لزد ائرہ و تو بیرون دائرہ آتش سوزان دیدہ دست و پاے بستہ درون نار منحصر شدن تحت عزلت و داخل و ترک سوال کردن از ہر جنس یعنی حال و قول و فعل و ترک لذت گرفتن و ترک فتوی کردن کہ خبر آن پیش از رسیدن آن میرسید داخل توکل است و ذکر کثیر کردن و ہر دو وقت سلطان اللیل و سلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در بواقی داخل اند پس بر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و از تاویل و تحویل آن دور بودن فرض عین ست زیرا کہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام اعتقاد و ایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیر رضؓ فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گرویدہ اید معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام و اعتقاد داشتن و عمل کردن بان و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدیہ نباشد و امید داری فلاح و نجات ہم نیست انتہی بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب

زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید شہد الحی مہدوی مین لکھا ہی کہ ساتوان فرض عشر ہی جانکہ میران نے خداے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو کہتے ہین کہ بندے کو جو کچھ اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو پونچانا یہ عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور الصدر کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفی نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس مین لکھی ہی کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب ادھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین سب شہد حور و قصور سے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون ای سید محمد اسمعیل دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ حضرت آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسی نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو ای سید محمد شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اسی رات کو نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کر کے نماز دوگانہ ادا کی کہ بعد اول مین سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادا ے نماز یہ دعا پڑھی اللھم احینا مسکینا وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

مہدویوں کی زکوۃ عشر اور نماز شب کے فرض ہونے کا بیان

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتک یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانون کو نہو اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدیکو رسول تشریعی جانتے ہین پس عقیدہ مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت اور نص قطعی قرآنی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا اور اگر عناداً اب بھی اصرار کرین کہ تشریع نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہوچکا ہی کہ احکام شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہر حال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہی کہ جس سے بطلان مذہب ظاہر و باہر ہی **قولہ** اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو مگر مشکوٰۃ خاتم اولیا سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب یہ تبعیت نہین ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے اوتر کر ہی تو ایک وجہ سے برتر ہی انتہی اور پھر بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدمؑ سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی ایک دوسرے سے مگر مشکوٰۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود ہین جیساکہ فرمائے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جب کہ آدمؑ درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہ ہوئے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ اونھون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے مقام مین لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی اس احدیت جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی حقیقت خاتم انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہے پس خاتم اولیا
کو حضرت رسالت مآب کے ساتھ نسبت جزو کی ہے کل کے ساتھ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہے کہ الکل اعظم
من الجزو اجلی بدیہیات سے ہے اور مساوات جز کی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہے پس مہدوی لوگ ہرگاہ کہ
اقرار کرتے ہین کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہین اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہین رکھتے ہین اور ذات
حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہے کہ وہ ولی و نبی و رسول ہین پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا
رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہے اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہے کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدی کے ہیں
گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہین اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہین ہے کہ وہ خزانہ اوسکا
ہے چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہے اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہین آتی
ہے اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے فضیلت ضرور نہین ہے چنانچہ بدر کے قیدیونکے مقدمے مین حضرت عمر فاروق
کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے مین صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام
فصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہان فضل جزوی بھی نہین ہے اسلیے کہ فضل جزئی
اوسے کہتے ہین کہ مفضول مین ایک بات پائی جاوے کہ افضل مین نہووے اور یہان ولایت محمدیہ ذات اقدس
محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا مین نہین آئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ
کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض
نفسانی سے ہے ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاتم اولیا مقام ولایت مین قدم
محمدی پر ہین اور ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہے کہ اوسکا عکس و ظل ہے پس خاتم اولیا کو فضل جزئی
اس مقدمے مین نہوا بلکہ اس وصف خاص مین حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی
تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل
ہوئی ہے احکام اصل کے اوس پر بھی جاری ہوتے ہین یہان تک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہین اس
فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہین بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی
کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہین اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہین
اور منشاء افادے کا اصل ہے اور بس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص مین لکھتے ہین کہ وھو حسنۃ
من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ وسید ولد ادم

فی فتح باب الشفاعۃ یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات اور حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے محمد کہ پیشواے جماعت اور سردار اولاد آدم ہین دروازہ شفاعت کے کھولنے مین انتہی اور ظاہر ہی کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہوسکتا ہی اور شیخ اکبر گر برابری کا اعتقاد رکھتے تو حسنۃ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکیہ مین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب تین سو بیاسی مین کہ معرفت منزل خولیتم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر کر کے فرماتے ہین کہ ومنزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلۃ شعرۃ واحدۃ من جسدہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہی حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایۃ المحمدیۃ المخصوصۃ بھذا الشرع المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وھو فی الرتبۃ دون عیسی لکونہ رسولا یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص ہی کہ وہ رتبے مین کم ہی عیسی علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین اب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر جب کہ خاتم اولیاے محمدی کو حضرت عیسی علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدویون سے سراسر مخالفت رکھتے ہین **قولہ** اور شارحون سے اسکے اس مسئلے مین خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت وجماعت کے اختلافی ہی جیسا کہ تعیین مین شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمۃ اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ ظاہر کلام سے شیخ مؤید الدین جندی رحمہ کے یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ شرف الدین داود قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب مفاتیح الاعجاز تحت اس بیت کے لکھتے ہین **شعر** از و عالم شود پر عدل و ایمان * جماد و جانور یابد ازو جان * بہت کاملان سابق ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت مرفہ پر نے تعیین پڑی ہی انتہی لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی معین اور مقرر ہی اسیطرح ہی مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف مین باب اشراط الساعۃ مین **جواب** فصوص

اور اوسکے شروح سے سواے فصل خزومی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالتمآب پر اور کچھہ ثابت نہین ہوتا ہی
بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سواے فصل خزومی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہین
ہی اور فصل خزومی سے بیا لکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فصل خزومی خواہ علماے اہل سنت مین اختلافی ہو خواہ
اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فصل خزومی بھی ایسا ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہون
اور مہدی سید خان جونپوری کے سنئے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ
اس کتاب سے خصوصًا باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی
ہی اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث مین نہین ہی اور محدثین کے نزدیک سیسے
یہ قصہ غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فعل بلحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھہ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین
ہین اور اون مین بہتر سب سے ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن
پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مومن ہی آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل
نہین ہی بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص
مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیاے متقدمین پر منکشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ
محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوامد الاصول نے کہ مشائخ طبقۂ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھون نے
اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل دعوی کا
نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی
انکو لائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت باریک
جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے نام کا
نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب
اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوے سے پلٹ کر تائب ہوئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد
بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
ہی لکھا اور مطابقت نامعان کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی
اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا ختم

خاتم الاولیا لقب قدیمی نہین ہی بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کے حسب تصریحات کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر ہین ۱۲ مہدی

الولایۃ دون شك لورث الهاشمي مع المسیح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے
تہترویں باب مین بہ تفصیل تمام مذکور ہین اور فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نبوت کی مثال یون فرمائی گویا ایک محل ہے اینٹ کا کہ تمام تیار ہو چکا ہے مگر ایک اینٹ کی جاے
خالی ہے اور مینے اس اینٹ کی جاے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیساکہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہے اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہے لیکن وہ
اُس دیوار مین جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاے خالی
ہے اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کردیگا اور خاتم اولیا اپنے تئین دو اینٹ
دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہین اور
ایکی جہت رکھتے ہین کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہین اور بس اسواسطے اپنے تئین ایک
اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہے بلکہ تابع ہے شریعت خاتم المرسلین کا اور
احکام الٰہی ظاہر مین بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوعہ ظاہریہ بشکل چاندی کی
اینٹ کے نظر پڑینگے اور یہ بسبب قرب مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل
کرتا ہے یہ تعریف والہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ ہے
کہ احکام ایک ہین مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلہ راویون اور استادون
ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام
خاتم اولیا کو پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہو اور فتوحات کے شروع مین لکھا ہے کہ ابو یزید
بسطامی فرماتے ہین کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لا یموت سے حاصل
کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے
ہین کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہے اور سب پر ظاہر ہے اسواسطے چاندی سے مشابہ کیا اور
احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہے یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل
اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اسکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہین اور
دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہے اور دونون رسول خدا تک پہونچتی ہین اس نام کر ملقب نہین کرتے

ایسی ہی گر شیخ اکبر نے احکام الٰہی جو بواسطۂ حضرت رسالت اور راویان حدیث کے پہنچے تو ان احکام کو اپنی
حیثیت باوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالیٰ سے پہنچے تو سونے سے تشبیہ
دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث نبوی کہتے
ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل اسیواسطے کی
گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو چاندی
کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہی بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے سے تشبیہ دی ہی
علاوہ یہ کہ وجہ شبہہ بھی ظاہر ہی جیسا کہ ماقبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا القصہ شیخ اکبر نے
نصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے یہ خواب دیکھا اور مجھکو
اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جاے پر منطبع ہو گیا
اور مجھسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعد مینے اوس زمانے کے مشائخ کے
سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی تھی علامہ
قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ کا مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم
ولایت مقیدۂ محمدیہ مین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسیٰ ع ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپنے
مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجھکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کے کہ مجھ مین اور اون مین ہی پس حضرت سید نے اون سے فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہی اور
تیرھوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہی کہ اوس سے اللہ تعالیٰ
ولایت مطلقہ ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہی کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرماویگا لیکن خاتم ولایت
مطلقہ عیسیٰ ع ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی اون پر
بند کر دی گئی ہی پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم ہو کر
بعد اونکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہو گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد اونکے نبوت
تشریعی نہین ہی اگرچہ بعد حضرت کے عیسیٰ کہ رسول ذوالعزم ہین اوترینگے لیکن بہ مقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس وصف
مین اونکے ساتھ شریک ہین پس عیسیٰ ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسیٰ ہین یہان مراد نبوت اختصاص
ہی پس حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت
محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے
مین آج کے دن موجود ہی ملنا اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالی نے اپنے
بندون کی آنکھون سے اوس مین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ میںنے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور
وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالی نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو
باطن سے متحقق ہوتے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نبوت تشریع ختم کردی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی تھی نہ وہ
ولایت کہ دوسرے انبیاء سے حاصل ہوتی ہی اسلیئے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ کے اور بعضے عیسیٰ کے
سو یہ اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس
خاتم محمدی کے نہ پایا جاوے گا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی
نہ پایا جاوے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون
کے قلب پر تھی اور میںنے عبد اللہ اور اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور اونھون نے ان دونون کے
واسطے دعا کی اور یہ دونون مستفید ہووے وللہ الحمد انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت
مطلقہ کا آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے
اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت
تشریع سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا
کہ دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالی نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور ختم
مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتون کا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے
اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہی اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ یادی اور خاتم مشابہ ہین
ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیاء ورسولون
کے احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

نہین ہین اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور عترت سے ہین اور خاتم حضرت کے سلالہ صلب سے نہین ہے بلکہ سلالہ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہے انتہی مختصرا علامہ قیصری شرح فصوص مین ان مقامات کو نقل کرکے فرماتے ہین کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہین یعنی اس عبارت سے غرض یہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مہدی کا خاتم الاولیا نہین ہونا مسلم ہے اور تابعین جونپوری کہتے ہین کہ شیخ اکبر جو کچھ لکھتے ہین لوح محفوظ کو دیکھ کر لکھتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ محمد جونپوری کے نزدیک مہدی کا خاتم اولیا ہونا لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہے بالکلیہ اور یہ ناحق اپنی اوقات ضائع کرکے صفات خاتم اولیا کی اپنے پیر پر جماتے ہین الحمد للہ کہ رد مذہب فرقہ مہدویہ کا تمام و کمال کو پہونچا اور ابتداے کتاب سے یہان تک صد ہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص و عیوب شرعیہ انکے مہدی کی ذات و صفات مین ثابت و لازم ہوئے کہ جب تک اون مین سے ایک چیز بھی بلا جواب رہے گی ثبوت مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغۃ

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ کا ہے

جو کہ کلام سابق مین شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہین کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاے محمدیین کے پیدا نہ کیا جاوے گا مراد اوس سے یہ ہے جیسا کہ دوسرے مقامات فتوحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال پیدا کیا جاوے گا بلکہ اگر ہوگا تو یہ مقام بواسطہ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اونکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اپنے واسطے خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہے جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسی اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام الہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ اکبر چھبیسوین باب کے آخر مین فرماتے ہین کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص ہے شرع محمدی سے ایک ختم خاص ہے کہ رتبہ مین حضرت عیسی سے کم ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی رسول ہین اور یہ خاتم ہمارے زمانے مین ہو چکے ہین اور مین نے اونکو دیکھا بھی ہے اور علامت ختمیت کی بھی اون مین دیکھی ہے پس کوئی ولی بعد اونکے نہین ہے اور اگر ہوگا تو انھین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نبی نہین ہے اور اگر ہوگا تو انھین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسی علیہ السلام پس نسبت جس ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہے کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا متعبد نبوت مین مانند الیاس اور عیسی اور خضر علیہم السلام کے

انتہی اور باب تین سو تین مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہی بلکہ وہ عالم مین ایک ہی کہ اوسپر اللہ تعالی
ولایت محمدیہ ختم کرے گا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہی پھر ایک خاتم اور ہی کہ ولایت
عامہ کہ آدم سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہی اوسپر ختم فرماوے گا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین سو
بیاسی مین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہی ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے
حکم مین عیسی اور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر امت سے ہی سب داخل ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود خاتم ہین لیکن
مختوم ہین تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجکو شہر فاس مین کہ بلاد مغرب سے ہی
سنہ پانچ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور مین اوسکا نام
نہین بیان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا علیہم السلام داخل ہین
اور ولایت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہی اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور خضر اور عیسی کو بھی ولایت محمدیہ ہی
کہ اس خاتم محمدیہ کے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات کی ہی معلوم ہوا
کہ چورانوے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور باب پانسو
ستاون مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول ٭ ولیس لہ فی
العالمین عدیل ٭ ھو الروح وابن الروح والام مریم ٭ وھذا مقام ما الیہ سبیل ٭
فینزل فینا مقسطا حکما بنا ٭ وما کان من حکم لہ فیزول ٭ فیقتل خنزیرا ویدمغ
باطلا ٭ ولیس لہ الا الالہ دلیل ٭ **الابیات** جان تو کہ منجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے یہ ہی کہ اللہ تعالی نے رسولون کو اون کی امت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے
متجاوز ہو کر آدھا بشر ہی اور آدھا فرشتہ ہی اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہی اور اللہ تعالی نے اوسکو
اپنی طرف اوٹھا لیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کر کے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق
امت محمدی مین حکمرانی کرے گا اور نہ ختم کریگا مگر ولایت انبیا و رسل کو اور نہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا
کو تا کہ فرق مراتب سے درمیان ولایت ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر
کے ہو کر اوترینگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا اونکو بھی خاتم ہونگے اگرچہ اونبر زمانے مین مقدم ہین جیسا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد امت کے اوترینگے اور رتبہ انکا جہنے اپنی کتاب
عنقاے مغرب مین ذکر کیا ہی کہ اوس مین انکا بھی ذکر ہی اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس فقرے سے یہ کہ ختم کریگا

مگر ولایت انبیا و رسل کو یہ ہے کہ ولایت انبیا و رسل کی خواہ انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیاے محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو یہ ہے کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جب امت میں داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھنے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت ولی اور ولایت رسل ہین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوسگے ولایت ورثا انبیا و رسل کو لیو ولایت ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوسگے تھے اور خاتم اولیاے محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہوسگے نہ ولایت ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم عیسی علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اون ہین داخل ہین اور جواب اس شبہہ کا کہ جب کہ عیسی ورثا انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی وہی خاتم ہوتے ماقبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے احکام و خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی خاتم علیحدہ اور ممتاز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق اور لاحق کئی مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہے نسق ونظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام

الحمد للہ منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تایید وفضل سے شہر رجب سنہ بارہ سو بیاسی ہجری مین کمال کو پہونچی اور امید قوی ہے کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق اور تکمیل مین تایید فرمائی ہے موجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرماکر نافع اور مفید خلائق کرے اور اس بندہ ناچار وامیدوار کو مع اہل واحباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم مین ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت ومغفرت سے سرفراز فرما دے آمین یارب العالمین ربنا آتنا لنا السلامة والعافیة واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ف

خاتمة الطبع الحمد للہ کہ رسالہ ہدیہ مہدویہ اواخر جمادی الآخرہ ۱۲۸۳ھ ہجری مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپ کے طیار ہوا